

لی حافظ قرانی حاجی حرمین شریفین غازی مجاہد شہید سیل رحمانی اور اہل اہل کے
 شہین کمالی ادبی کی پی اور دس دسوی ہو لی بیلم لوگو کو دلی دلیں ڈالی ہیں تو ہم نے
 اب رسالہ بقصد اہم بالعرف اور بنی عن المکر کی او سکی جواب میں واسطی دفع او
 سادس کے کبھی میں اور اس رسالہ کو ایک مقدمہ اور ایک مجتہد جواب دہ سکی تمہید کا
 ایک مقدمہ پر جو دفع او سکی و سادس کا ہی اور ایک خاتمہ پر مرتب کر نیکی اور نام اس
 خاتمہ کا صیانتہ الاناس من وسوئہ الخناس رکھا اور جو دس دسوسون کا او سکی اس میں
 کی ترقی و دسر نام اس کا غیر و کا یہ ہے، یہ مقدمہ مرصعاً و منتخباً

صیانتہ الاناس من وسوئہ الخناس

سکونت پذیرین بیچ رود مقولات عشر

فضل رسول خداوندی کے باہتمام
 تیار احمد فخر المصنف ایچ میں ہے جو کہ تحفہ شائقین کا ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي اوتى على عباده الذنوب ولم يجعل له عوجاً ولا تشويعاً للشيء
 على سيد المرسلين وامام المسلمين محمد ص الشفاعة الكبرى وعلو الاله
 واصحابه الذين هم اداة الطريق الاصلية ابداً معلوم بوجوبه بختي كور باطن وخال
 مبرت اور فسادين شيطان طبعيت في يهوده سراً اور مرزہ درای شروع کسی اور اور
 در میان دین اسلام کی در میان نویسی اختیار کرنا
 کو حیا کرتے ہیں اور سب اس کا یہ کہ ان خفاش مشنوں کو باطن کو نور دیتے ہیں
 تکلیف پہنچی اور مسق و فجور کے ظلمت اوج پالی سے سرور اسلمی نہایت سچ و تاب
 در پی اطفائی نور ہدایت سعی ماسکو ہجالاتی میں جیہ کہ امر تنگ زمانہ ہی و من الناس
 من یجادل فی الله بنیر علم ولا ھک ولا کتب غیار ثانی عطفہ لیصل عن
 الله له فی الدین الخ فی و نذیر یوم القیمہ عذاب السعیر اور اس طرح

لانی حافظ قرانی حاجی مریم شریفین غازی مجاہد سید سید رحمانی اور اہل اندک
 میں کمال بی ادبی کی ہی اور دس دسویں پہلی سچیم لوگوں کی دلیلیں ڈالی ہیں تو ہم
 ب رسالہ بقصد انہر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اسکی جواب میں واسطی دفع اور
 ساؤس کے لکھتی ہیں اور اس رسالہ کو ایک مقدمہ اور ایک مہتد جواب اسکی تہذیب کا
 ایک مقصد پر جو دفع اسکی دساؤس کا ہی اور ایک ضابطہ پر مرتب کر نیکی اور نام میں
 تاکہ جیسا کہ الاناس میں وسوسہ الخناس رکھا اور جو دس دسوسوں کا اسکی آسمان
 کو تو دوسرا نام اسکا عشرہ کاملہ ہی ہے مختصر حصہ حدیث شریفین آیہی رسول
 اسکی علیہ وسلم قرآنی میں اللہ اللہ بیعت لہذا الا مہ علی راس کل ما تہ
 ہنک ایجاد لہا دینی تشریحہ یعنی بی شک اللہ تعالیٰ اوٹھا کٹر اگر کیا سر
 بر کو جس کی ایسی شخص کو توارہ کر گیا واسطی اس امت کی دین اسکا یعنی جو ہر
 زمین اسبب و رہونی زمانہ نبوت کی طرح طرح کے شرک اور بدعت اور گناہ کبیرہ
 بعبہ اور وہم و شک و رواج باقی ہیں اس واسطی پر درکار حکیم حل شانہ و عظم برآ
 کے اپنی حکمت اور ربوبیت کی واسطی دور کرنی فساد ان خرابائیوں کی ایک مجددانہ
 الا توجید اور سنت کا اور ثنائیہ الا شرک اور بدعت اور نہای کا قیام کرنا ہی کہ اسکی
 باجوہی دفع اس ظلمات کا نہای پہر دوسرے صدے میں شیاطین الحق و المنہر
 درسی بیدنی اور بی دینانی شروع ہوتی ہی کہ حاجت دوسرے مجدد کے پڑتی ہی
 عادت پاک پر تیر دین صدے میں اللہ تعالیٰ فی ذات جمع الحسنات والبرکات
 تہ قاصد البدۃ علای انام پیشوای دینداران اسلام حضرت سید احمد صاحب ادام اللہ
 پر کیا جب حضرت موصوف سن تمیز کو پہونچی خلق اللہ کے ہدایت پر کہ اللہ تعالیٰ نے
 امت کو سعادت ازلی پر مجبور کیا تھا خود بخود متوجہ ہوئی جسقدر حضرت کی عمر پڑتی

کئی دینی ہی ہدایت دور دو گنگ پہنچتی رہی یہاں تک کہ بعد میں ہونی سبیت پر و سر مشرق
 الحدیث و المقربین مولانا شاہ عبد الغنی دہلوی قدس سرہ اور ارشاد اور تعلیم اوس خباب
 موصوف کے ادنیٰ ہدایت کا نور مثل آفتاب کے یکساں نور اور سرور کے بیجا بلا اور قلب و
 سنور ہوا معبدان اذلی ہر ایک طرف سی رحمت مفر کا بانہ کی منزلوں سی آئی اشراک اور
 برعات دینہ منہیات سی کہ عبادت زمانی کی خوگر ہو رہی تھی تو یہ کہ راہ مست تو جہد و
 کی اختیار کرنی لگی اور اکثر ملکوں میں خلفا و دست کردار خباب موصوف فی سیر فرائی لاکھوں
 آدمی راہ راست دین لہری کے بتا دی جنکو سیر پہلے اور توفیق الہی نے اذکی و شہاد
 کی وہ اوس اہر جلی چنانچہ کی شریعت میں شیخ مصطفیٰ امام حنفی مدنی کے اور شیخ
 شفا مہرے شافعی کے اب کی شریعت میں اوس فراموشی ہیں اور ادنیٰ واسطی مولانا
 مرحوم کی کتاب صراط مستقیم کو عربی زبان میں ترجمہ کر کے دیکھی چنانچہ وہ ترجمہ
 کتب خانہ میں حضرت امیر الاسلام سیدنا احمد علی دسایہ المسالین بطول بقا کا موجود ہے اور
 شیخ محمد علی ہندی مدرس کہ کی اور حافظ مغربی شیخ احمد بن ادریس کہ رئیس مغرب اور درویش
 اور شیخ بخاری مع شیخ قطبانی اذہر اور حفظیاد رکھتی تھی اور عمر بن عبد الرسول جو محدثین
 حقیقہ میں بہت مشہور تھے اور شیخ بخاری مدرس مدینہ منورہ سببیت حاصل کر کے لگی اور شیخ
 صالح شافعی اور شیخ بقا شافعی فی اکبر تبرکہ میں دعا کروائی اور بہت سے شیخ و طریقت کہ
 صد ہزار آدمی اوسنی سبیت رکھتی تھی متحدہ سبیت کی کوئی حضرت کی مریدوں میں داخل ہو
 اور ہزار آدمی جو اطراف و جوانب کی توریات حرمین مشرق ہونی تھی نعمت بیدار ہو
 سر فراز ہوئی اور اسماعیل خندہ اور حدیدہ اور محمد صدیق بنیون فی توبہ کر کے سبیت حاصل
 اور کابل اور قندھار میں بلا واسطہ حضرت سی اور حضرت کی خلیفوں کے ہاتھ ہی جیسی بادشاہ کا
 اور روسی بخارا اور مغلظ آبادی اور پورب کے ملکوں میں مثل ہاکا اور کالانہ

آشام اور نیپال میں اسیدیلج صد اور ہزار بلکہ لاکھ لاکھ اور درہ ایمان دار شرف بیعت حاصل
 کرتی تھی سید امیر حمزہ جو رہا کے ملک سے قسم قسم کا سوتا بوداں پیدا ہوتا ہی کلکتہ میں
 لاتی تھے اور چچکلکتہ کے تحفہ ہارانی کی لٹی لٹیا یا کرتی تھی جب حضرت سی سال
 سفر چکلکتہ میں ملاقات ہوئی اور اپنی حال میں عجیب تفسیر صحبت سی پایا تب محبت
 کی اور خلافت اور اجازت بیعت لی لی کی حاصل کیے کتاب فراط المستقیم لکھوا
 اور اپنی ملک کو لیلی ڈاری سید امیر حمزہ کے ذہان تہی گرہ لگائی رہتی تھے اس
 کتاب الحروف فی رد و اجنبی پڑھائی تھی اور ہزاروں خلیفہ جابجا مقرر ہوئی کہ اس
 ایک سلسلہ بیعت اور ارشاد و تلقین جاری ہے اور وہ لوگ جو غار دہڑہ سی ہزار اور
 ہنگ بوزیسی کار و بار دیکھتی تھے شراب اور تارسی ادنی بدن کا خمیر سوزا تھا ہر مل
 بکتی تھی کہ ہمارے کبھی کاہن اور نہ روزہ آئین کو نسل کی زکوۃ و حج کا پھر کیا ذکر ہے
 سبب دور رشوت و زنا اور ہر دم آزاری اور سود خواری میں مشغول رہتی تھے اور
 مرد و عورت مثل حیوانات کی نکاح باہم ہوتی اور سینکڑوں دلدارا انہی پیدا ہوئی اور
 صد ہا پیر و جوان نامحقوق مثل نصاریٰ اور مشرکوں کے تھی محض حضرت کی تعلیم سے
 انہی سب گناہوں سے توبہ کر کے نکاح اور خستی کردا کی نیک و پاک ہستی ہو گئی حضرت
 کی تائید پر دس دس ہزار آدمی ایک ایک بار بیعت کرتی گئی اور بیعت بہت ہنوز اور انہی
 اور جوگی اور امت حضرت کی ارشاد و تلقین سے حاضر مہمان ہو گئی اور بعضی نصاریٰ
 اپنی قوم سے الکی خفیہ ایمان کا پھر ہزار اعلیٰ بعد حصول بیعت اور خلافت کی رہنمائی
 خلق آدم کے اختیار کے بعضوں نے وعظ و نصیحت اور ارشاد و تلقین کو عادت کیا ہے
 شہرہ ای اور بعضوں نے کتاب اور رسالہ اور ترجمہ آیات قرآنی و احادیث صحیحہ کے کہ جس
 بر خیز عبادت اور مذہب گناہ سی ہی اپنی ملک کے زبان میں بہتے ہیں ان کے ہزاروں ہنگاموں

اسکے بعد کہ
 جنت ہوتی ہے
 ہزاروں آدمی
 جو بیعت کی
 جنت و عبادت
 شہرہ ای
 جنت کی ہے

قل کل بعیل علی سائلینہ والکل ملیس لما خلق حقہ مما اسزنا من سرکردہ خیال
 و مضلین و مٹوای فرقہ شیطانیہ جامع رفعت و خروج نامقبول عدد اولاد قبول شیخ نجد
 بدادی نامقبول مسی نقیض رسول مصداق اس مصرع کے مصصرح برعکس نہند نام کی
 کافورہ کہ اوستی بعد کفر فی مدت بیس سال کی شہادت سے مولانا دادلانا الفاضل النبیل الاول
 محمد اسماعیل محدث دہلوی قدس سرہ کی اور یہ مولانا مدد و حق قلعہ و حقین حضرت مجدد عالم
 ثالث عشر کے افضل اور اکمل تھے بقشتہ حدیث کی کہ آثار قیامت میں مرد و خستہ علی اور
 حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما ہی ہی ولعن اخر هذه الاکامہ اولها لعن طعن مولانا
 موصوف کے جیسی فرقہ اشاعتیہ نے خلقای تشریع کے صی اور جہلا کو بھگا کر اپنی اور
 بزرگی پیدا کر تھی ہر چند مولوی سراج احمد صاحب نے سراج الاکان اور مولوی محمد شہر
 الدین صاحب اور مولوی قطب شاہ صاحب نے جدا جدا رسالوں میں اس کی سرکوبی کی ہے نیز
 اس حرکت میں باز نہیں آتا محسن اور مکارم اور شہید اکبر کی تمام خلق میں مشہور ہیں
 حاجت بیان کے نہیں صغیر سن میں حافظ کلام اللہ کے ہوی پھر غفوان سبب میں عالم
 جامع معقول اور معقول کے پیر حاجی اور زرارہ حرمین شریفین کے پیر محمد اور غازی کھار
 پیر شہید فی سبیل اللہ شہر کنوئیں کے ماتھے سے تارک دنیا اختیار کر نیوالی آخرت کی دنیا پر پیر
 کون فیضت نبی آخرت میں اولی باقی رہی اور یہ بدادوں کا لہذا محض بی حیا سگ دنیا افینا
 کی گہر کا کٹ مرت اپنی نمود اور رسوخ کے لئی دربار الی دول میں کہ اکثر کفار اور فجار میں بعضی
 الیہ باوجود ثروت ظاہری کی کچھ دولت باطنی پائیں کے بھی رکھتی ہیں تو وہ اغنیاء
 کا دیکھو کار و بار ستوت خوری اور ظلم اور شراب نوشی اور باج دراگ کا رہتا ہے اور اذکون
 دین سی نہایت رنج و توبہ کی تو لقمہ خور اذکی دسہ خوان کے جیسی یہ بدادوں کا لہذا اذکی سنے
 اچھی لوگوں کی برائی اور عیب سمجھتی کرتے ہیں تاکہ وہ اللہ کی خوشی ہو کی کچھ منفعت اور خیرت ہو

اور یہاں علمایہود اپنی شرارت سے اذن اغیثا کے قیاب کو تاویل کر کے کہہ
 دامن نقوف میں پردہ پوشی کر کے غنا اور فراہم وغیرہ ادنی واسطی حلال کرتے
 ہیں بعضی محرمات کو تاویل مزدودی کردہ اور مباحات میں شمار کر کے اذکورہ راضی
 کر دیتی ہیں چنانچہ یہی دجال بد اوئی بڑو دین جا کر حکیم کاظم علیخان کی پاس کہو باکتی
 ہسردار کا بڑا رکھتا تھا اسکا ہم شرب یعنی رافضی بن کر زہر خطیر حاصل کیا اور اسے طبع
 شہر الدولہ حکیمنا ہتہ امیر لکھنؤ کی پانوداب کر مطلب اپنا کہ چننا زکات تھا علی بن لایا آخر
 کی سورہ پہلی یہ دونوں وصف اوسکی زبانی اون لوگوں کی جو اوسوقت بڑو دی اور
 لکھنؤ میں موجود تھے معلوم ہوئی والعبد علی انہ قلین اور بد انوک رہتی والون سسی سنا
 گیا والدہ تعالیٰ اعلم کہ ہمیشہ یہ اپنی والدہ کو ازردہ رکھتا تھا یہاں تک کہ وہ اس جہاں
 سی سفر کر گئی اور اس سے ناخوش گئے غضب اللہ تعالیٰ لہ اور کوئی حافظ خیر الدین نام
 نابینا کمال مفلس اوسکی محلی میں رہتی ہیں بسبب تنگدستی کے انہوں نے حاکم انگریز کے
 پاس عرض دی کہ میرا مقدور چوکیداری دینی کا نہیں صاحب انگریز نے رحم کھا کر معاف
 کیا اس ظالم نے اور لوگوں کی مہلت سی بہت عرضیاں حاکم کی بیان دلو این کہ خیر
 الدین نابینا بہت مقدور رکھتا ہی غرض اوسکی یہ کہ جو چوکیدار پر انگریز رکھا جاوے اور
 اوسکو اوسکی ادا کا مقدور نہوگا تو اپنا گھر چھپکا تو میں مولیٰ لوکا تو دیکھو یہ خوب
 حق ہمایہ اذکیا اور دلالی علیہ ہی صدر انگریز آباد کی مشہور ہے کہ اسی سبب قدم کے کشانی
 سی ٹیکار اور دکلا سے صدر کی تباہ ہوئی عقیدہ ہوئی یعنی اکثر علموں کی اوسکی معرفت کو
 لی تھی مراد آباد کی حاکم انگریز نے بہت تدریس کے مقدمہ کھلا آخر کو اسی دجال کو بلا کر اپنی
 کہ سی پر پہلا کر دم دیکر مقدمہ کو پوچھا اور ہاتھ نکوڑا کام دین گی دوسرے مقدمہ سے پہلے
 اطلاع کرو تب طبع دنیا سنی اوسنی سبب علموں کی موت گئی یہی ظاہر کی ہے مقدمہ

ہاں کہ سوچو کہ میرا در دراز و دو دو آب غور کیا جا ہی کر یہ شیطان اپنی واسطہ بکر سبکو رشتہ
 و لو کہ میرا ہی اس رشتہ کو ظاہر کر کے سب سی بری ہوگی مطلقاً اس آیت کریمہ کے مثل
 الشیطان اذ قال لا افسان الکفر فلما کفر قال انی بوری و مثله انی اخاف
 ایلہ ربی العالین اور ابنی جب اون سبکو تباہ کیا کم کو ہی اسکی طرف اپنی عزت کے
 پڑی تھی کہ انہا چار مصرع قبح چون پڑی تو پیشہ کہنے والی اس عقریب سیرت نے
 شہر شاہ چہان آیا و میں جا کر ہر اس شعل کو مینی شیوہ زلفض لمن وطن بزرگان دین کا
 خدات مضمون کا تذکرہ بھی کیا کہ اکیسویں کی امیرون کا دربار کا تحفہ بھی لایا اور
 بہت سی سادہ لوحون کو اپنی فریب کے جلال میں گھنچا غالب سے مفتی صدر الدین صاحب
 کی خدمت میں آوٹی اپنی بیہ و سوسے بھی ہو گئی لیکن وہ تو بڑی عاقل میں اسکو ادنی سا لگا
 کی ہی نسبت ہو ایمین کلام ہے تو وہ کو کمر اسکی فریب میں آئی اور اسکی دسار میں پرتو کر
 مہر کر لی بیہ ہرون والی لوگ اگر شرح کی سبکی واقف ہوتی تو اسکی فریب میں نہ آتی
 ہنی بمقدس میں تو یوں ہی کہ فتویٰ مجتہد فاضل کا امام اب التوقف ہی عمل اس پر تحقیق
 جائز نہیں جنانچہ بروی و غیرہ میں صریح مذکور ہے اور دلیل یہ آیت بھی ان جاؤ کہ مفتی
 ہلما فیتیندا ان فیضیا و اقوا یجوز الذ فیقبحو اعلی ما فعلتہ نادین جب قول
 مجتہد کا یہ حال ہو تو ایسا رافضی طالب بلکہ گناہ کا جاہل اور شرک افشون قطعاً قرآن مجید
 کا کہ جسکی عقین علما معتبرین لی ملک کفر کا دیا ہی جیسے کہ جنی و سوسے کے دفع میں مذکور ہوگا
 اثبات و ایدہ غالی تو اسکی قول کا لیکر اعتبار ہو پھر توئی اسکا جو ایسی مشوای دین کے
 لمن وطن میں ہو سچ ہی کہ مستطان بڑا دشمن ہے اسکی دشمنی بلکہ ہار اب اپنی ہر تباہی
 پھر ہی بعضی لوگ نہیں سمجھتی حق تعالیٰ فرما ہی ان الشیطان اکمر عدو فانتخذ
 عدو انما یدعی اخرہ لیکون من اصحاب السیف و اب اسکی کر کے مونہ میں بردا

اور ہا کر سچی مومنوں کو سمجھایا جاتا ہے جو دنیا کی لوگوں کی نزدیک مینوشن میں تو اسلی ہارین
 مذکورین کو اس شیطان کی دہائی اول پیرایا تھا کہ لوگ اونی نفرت کرت اور انکا کلام حق
 ہی عند اللہ اور عند الرسول صلی اللہ علیہ وسلم اوسکی طرف کان نہ پرین اب اوسکی کر کے دفع
 کی لئی اوسکو کہا جاتا ہے کہ ای بی الصبیاف تونی تو دہایون کا نام ہی سنیا ہی اور حر میں شہر
 سا غزین وہ لوگ دہائی خود موجود ہی وہان کی لوگ جسی دہایون کے اقوال اور افعال
 سی واقف ہی اور میں تو اسکا عشر عشر ہی نہیں جانتا اگر حضرت سید احمد صاحب
 اور مولوی اسماعیل صاحب اور دوسرے ہر امیون میں کچھ بوہی دہایون کے خلاف شرح
 محکمہ ہوتی تو ایسی اکایر اور مشورای حسر میں شہر نفیر کے اور اور بزرگ عرب کے اونی
 بیعت کیوں کرتی اور خلافت اور اجازت کیوں لیتی اور عراط مستقیم کیوں عربی میں ترمہ
 کرنا کی لیتی ای شیطان تیری حقین ہی ذکر حکم لا حول کار کہتا ہی جو کہ عباد خلیل اللہ تعالیٰ
 کی میں تیرا غلبہ او پیر شو کا ان عباد ہی لیس لک علیہم بسلطان اور نیری اتباع میں
 اونی بیان وقامت عاقبت میں بلا لا النص یہ آہ کریمہ پس ہے و استغفر من استطاع
 منهم بصوتک و اجلب علیہم من خلیاک و رجاک و شیارکم فی الاموال
 والا کلا و عداہم و ما یعدہم الشیطان الا غرورا و انہم یسئلونہ اب ہم جانتی
 ہیں کہ شروع کریں دفع دہیون و دوسون کا اس خناس کے پر جسی اسنی پہلی دسون و دوسون
 ایک جال شیطانی بطور ہتھید و سادس کے پہلایا ہی اور دسادس کو بجای دانی کی اس حال
 میں دالای کہ پہلی لوگ اس حال میں ہنس کے اپنا ایمان خطر زوال میں دالیں تو ہم ہے
 مطابق طابق النعل بالنعل کے پہلی دفع اوف دسون و دوسون کی توف ذکر کی اور لا حول پرہ
 کی اوس نام شیطانی کو او پیرادین اور اوسکی مضمون کو حرف بحرف دفع کر دین تو کہتی
 ہیں ہم لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اعوذ باللہ من الشیطان

الحییر ایک سو پچیس مسلمانوں **قول موسوس کا** مانچا ہی کہ ہندوستان غیر مسلم
 سمجھ کر جو دہائیہ کہلاتی ہیں مولوی اسماعیل کے دانت سی پھیلا اور بہت لوگ نسبت واقف
 کی خاطر حالی سے دھوکا کھا کر اس بلا میں مبتلا ہو گئی تھی علماء اہل سنت اور جماعت کے کوشش
 سی اور یہی سبب آجانی تحریروں اور فتوؤں کی حرب سے کہ چارہ مہیوں کی قافلی غنی
 عالموں فی بالاجماع بخیر کی رد و ابطال میں کہتی تھی حال اسناد علیہ کے گمراہی کا مخالفت
 مذہب اہل سنت اور جماعت سی خوب ظاہر ہو گیا **جواب اسکا** بہرہ موسوس کتاب
 بہت چھوٹا ہی ہو کر وہ لاکھوں آدمی کہ دعوی اسلام کا کہتی تھی ہود کے میلون میں بیٹیک
 ہو کر بتوں کو جیسی چمک و غیرہ دیکھ کر کہتے تھے اور دوسرے اعتقاد اور اقوال اور افعال
 کفر اور شرک کی تو کیا ذکر ہے نہ شرک اصغر فقط بلکہ مشرک اکبر ہے اور شرب نوشی
 اور زنا کاری اور رستوت جواری اور زنا اور زنا اور شل انکی بہتیرے کیا یہ جو کہتے تھے
 اس خناس کے اعداد کی حفظ اور تفصیل اور صحبت سی وہ سب ایک ہو گئی جیسی پہلی
 مقدمہ میں معلوم ہو چکا تھا بات تو ہمارے لاکھوں کو متاہل تھا اور دوسروں کو تو اثر
 سی معلوم ہوا تھا اور بہت کافر مسلمان ہوئے اور راضی شستی اور صد علماء اہل سنت
 جو اس رافضی خناس کو ادنیٰ کیا کہ دیکھی ہی نسبت نہیں ہو سکی کیا ہندوستان میں اور
 کیا ملک خستہ اور ملک روہ میں اور عرب وغیرہ میں اپنی احوال کو نہایت دین کے
 طرف متوجہ ہو کر اس طریق میں جب کو یہ خناس ہر کھتا ہی داخل ہوئی انکار اسکا مثل
 انکار پر اہم اور سمنہ کی توار کا ہی تو اسکو یہ خناس دھوکا کھنایا ہیں بلکہ یہی خناس
 اب لوگوں کو دھوکا دیتا ہی اور اسکو فتنہ منجید اور دہائیہ کا کہتا ہی ہے کیونکہ
 الملبس اور اسکی اتباع کی تو کردن ٹوٹ گئی وہ کیونکہ اسکو فتنہ کہہ دیں گی اس خناس
 کی اور بات اور ارشاد اتباع صفت اور ترک مشرک اور کفر اور کیا یہ ہے انوایا ہے

جس جگہ اور چہ چہ نذر کے ظلمت کفر اور کماہری اسکی راحت ہی تو کیوں نہیں آئے
 طرحی کہیکا اور یہ جو کہا کہ مٹا سے اہل سنت کو کش می اور فتوون سی عرب کی چادون
 مذہبون کی علامی بالاجماع اسماعیلیہ کے کمرایہ اور حال مخالفت کا مذہب حق اہل سنت
 اور جماعت ہی خوب ظاہر ہو گیا جواب اسکا یہ ہے کہ وہ فتویٰ دیکھی سے دریافت ہوں گے
 کہ کس طرح می بین یہ اگر صحیح ہی ہوں تو ہمو ادنی کیا کام وہ تجدید کی رو میں پر
 ہوں مولانا شہید کا تو کلام موافق ملت حنیفہ صحیح سہلہ مبیا کی ہے کہ حضرت
 خاتم النبیین نے اوسکو لیکر ہمو پہنچای ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ بات
 مثل آفتاب کی اور کون جو اس ملت حقہ سے از روی علم اپنے کے دانت میں روشن
 ہی اس گمراہ کی گمراہی کہنی سے کیا ہوتا ہے اور یہ جو ادنی کہا کہ مخالف ہی مذہب حق
 اور اہل سنت اور جماعت کے سوا یہ جو نہا ہی بفضل الہی اپنی معلوم ہوتا ہے کہ وہ علین
 مذہب اہل حق اور اہل سنت اور جماعت کا ہی اصل بات تو یہ ہے ہی یہ کیوں نہ اولیا اور
 مخالف حق کے سمجھی کا مطالبی من عادی لی دلیا فلیبارتے للحدیب جو اولیا اللہ سے
 اوسنی عداوت پکڑنے اور لی ادلی شروع کی تو شراب قہر الہی اوسکی نصیب ہو
 اوسکو لی کرست اور خراب ہوا سب جو اس اوسکی بدل ہو عکس بنی حق و باطل میں
 اسکی شتمت میں ہوے ایون کی شان میں عارف رومی فرماتی ہیں **ایہا سب از شراب**
 قہر جون مستی دی + تیت ہمارا صورت ہستی دی + چیتستی بند چشم از دید چشم پانامید
 سندک گوہر شیم شیم + چیتستی مسہا بدل شدن + چوب گز اندر نظر صندل شدن
 اسکی مستی اور خراب ہونی پر شراب قہر الہی سے یہہ دوسرہ قول اسکا دلیل ہے
 کہ کتاب تقویت الایمان گویا وہی کتاب التوحید الہ اسمین دو عین دانی کا اپنی لٹی
 ہی اپنی معلوم ہو کا اور یہہ بدست شراب قہر الہی کا علم قیاب فاصہ حضرت عالم العیون

کا نہیں باننا چنانچہ وہ سادس میں معلوم ہوگا تو پہر یہ مستی اور خرابی شراب قہر الہی سے
 نہیں ہی تو کیا ہی باب اس گمراہ کی گمراہی اور جہالت اویسی کی اقرار سے اسی کلام میں تو
 ظاہر ہوگئی کہ یہ باطل اجماع کے معنی نہیں سمجھتا اجماع جو حجت شرعی ہی وہ ظہار
 ہی اتفاق ہی سب مجتہدوں کی جو ایک عمر میں ہوں جیسی کتب اصول میں مذکور
 ہی اور اجتہاد تو ایک مدت ہی موقوف ہو گیا ہی تو اب اجماع شرعی کہ مثبت حکم شرعی
 کو ہو وہ کیونکر ہو دی اور اگر اجماع غیر مجتہدوں کا مراد ہی تو اول تو یہ حجت شرعی
 نہیں دوسرے یہ کہ لادوی و کبادی کیونکر تمام علماء امت کا اسپر اجماع ہی تو یہ
 محض کذاب مفتری ہی حاصل یہ ہے کہ اجماع بول کے دوسرے ڈانٹا منتظر ہی قول
موسوس کا تقویہ الا یان مولوی اسماعیل کی گویا وہی کتاب التوحید محمد بن عبد
 الوہاب نجد کی ہی اوس کتاب کی روسی مولوی اسماعیل کے استادوں سے لیکر صحابہ تک
 کو کفر اور شرک ہی نہیں سمجھا حرام اور مکروہ کا کیا ذکر جواب اسکا یہ ہے کہ
 کہ یہ قول اسکا باطل اور دیوہٹا ہی کیونکہ اس میں تو کئی باتیں نامعقول چھپی ہیں ایک یہ کہ
 اسنی اس میں دعویٰ علم غیب کا اپنی لئی کیا یہ جو کہا کہ اوس کتاب کے روسی مولوی اسماعیل
 کی استادوں ہی لیکر صحابہ تک کو کفر اور شرک سے نہیں سمجھا تو جب تک سب مضمون
 کتاب مذکور کا اور حال مذکور کا جو اس سافت میں کہ ادسنی ذکر کئی واقعہ میں اور لائق
 دلائل تھی ہوگئی ہیں معلوم ہو تو کیونکر قطعیس ہوا کی حال کی اس کتاب مذکور پر دیکھا وی اور یہ
 کہ کیا جاوے کہ امتناع الحاکم میں جعل اجراء ما فیہ الحاکمہ اور ہی کہ وہ
 لوگ بعضی انہیں ایسی ادیا راہ گذری ہیں کہ خطرہ ماسو کا ہے ہی اذکی دلیں نہیں کہ ترا تا
 جیسکہ ان کتابوں کی دیکھتی ہی جو احوال ادیا راہ میں ہیں معلوم ہوتا ہی تو ان لوگوں
 پر کیونکر اسنی حکم کفر اور شرک کا اس کتاب مذکور کے روسی تجزیہ کیا اور وہ لوگ

اس سی پہلی غائب تھی تو علم اونکا اور اونکی احوال کا اسکو کیونکر حاصل ہوا یہ علم تو سوا
علام الغیوب غریب کیسے کیسے کہتے ہیں قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا
اللہ فض قطعی ہے اور یہ خناس اس فض قطعی کا منکر ہے جسکے اسکا انکار اور حکم اسکی منکر
کا دوسرے دفع میں ہی بیان ہو گا انت راہد تعالیٰ اور اس نے یہ حکم کر دیا تو اس سے لازم
آیا اسکا یہ دعویٰ کہ مجھ کو ان سب کا علم ہی اصلی یعنی یہ حکم کیا دوسرے یہ بات ہے کہ اس نے اپنا
اپنی رفض پاک پر پردہ میں عمل کیا اور تبرہ اصحاب کی حق میں کر گیا اگر اسکو کالی دینی منظور تھی
تو اسقدر بس تھا کہ کہتا مولوی اسمعیل اور اسکی استاد ایسی ہی تھے صحابہ کا کیا ذکر کرتا تھا
اگر اسکو تبرہ مقصود نہ تھا غایۃ معنی کی حکم میں بنا بر اختلاف مذاہب کے تو فی الحجدہ داخل
ہوتی ہے اور موافق مذہب تحقیق کی ہے اسطوری کہ معنی کلام کے یوں ہوں کہ مولوی
اسمعیل کے استادوں کے لیکر معنی مافوق صحابہ تک تو یہاں غایۃ واسطی اسقاط اور
ہوئی تو موافق مذہب تحقیق کے ایسی غایۃ معنی کی حکم میں داخل ہوتی ہے جیسی موافق اور
کعبین غسل ایدی اور ارجل میں تیسرے یہ بات کہ یہاں اپنی مجتہدوں کو بھی اسمعیل داخل
رکھا مثل علی اور طلوسی اور شیطان الطاق وغیرہ کے قیقہ کے ردی لیکن اونکی حق میں
ضرر نہیں سمجھا کیونکہ اسکا تو مذہب یہ ہے کہ کوئی سیئہ محبت اہل بیت کی ساتھ مضر نہیں جسکے
کوئی حسنہ محبت صحابہ کے ساتھ مفید نہیں تو وہ جو نفقات ہی اسکا رفض سنا تھا اس دوسرے
بات سے ثابت ہوا **قول موسو نسکا** وہ امور کہ شارع نے جن پر تعزیر اور تحریس کے
اور اجر فرمائی اور کتب دینیہ میں مسجبات لکھی ہیں سبکو کفر اور شرک میں داخل کر دیا۔
جواب اسکا یہ ہے کہ یہ سوس اول تو فاسق اور رافضی دوسرے منکر فض قطعی
قل لا یعلم الا یہ کا جیسی الی اور گناہ تیسرے مدعی علم غیب کا اپنی حق میں جیسی مذکور ہوا تو اسکو
خبر کیونکر مانی جاوی ان جاء کرنا سنیا فقیہو اللہ العبد اس کتاب کو دیکھا جاوے تو سچ

جہوت اسکا معلوم ہو دی پہر ہی چکو اس کتاب سی کیا علاقہ چارہ اندر سب میں نہیں ہاری
 امام کی نہیں پر اتنا ہم کہتی ہیں کہ یہ قول اسکا سبکو کفر اور شرک میں داخل کر دیا یہ تو عقل
 صحیح سی معلوم ہوتا ہی کہ یہ اس میں کذاب چہو ہا ہی جیسی اور انسی بات نہیں اگر مدعی علم کا بلکہ
 ایمان کا ہی تودہ سب کو لکھ کر بھیج دی ہم اسکی سوا بہت مستحبات اور مویبیا جو اور ثواب اور
 ترغیب اور ترغیب شرع کی نکال دیکتی کہ اوسنی او کو کفر اور شرک نہ لکھا ہوگا بس اسکا
 اسکا اسی پر فیصلہ ہی اگر ہم سوا اور ثابت نہ کر سکیں تو یہ سچا ہم اسکی کلام کو رد کرین گی تب ہم
 کرین گی اور اگر ہم ثابت کر دی تو یہ ثابت ہو جاوے پھر دین میں ختم نہ ٹالی اور خناسی مگری
 بس ہی فیصلہ ہی مستحبات صوم و صلوٰۃ اور حج و زکوٰۃ اور ذکر اور تلاوت قرآن اور صدقات
 اور سوا اسکی بہت مستحبات ہیں سبکو اوسنی کفر اور شرک پر کر نہ لکھا ہوگا اور اگر لکھا ہو
 تو چکو تبادی البتہ ہستی جگہ بہ کہنا کہ بعض امور کو اوس میں سے کفر اور شرک میں داخل
 کر دیا تو یہ احتمال ہی پر اس صورت میں دیکھا جاوے کہ وہ سب میں مخفی ہی یا محض بعض
 میں مخفی ہی بعض میں صریح **قول موسو** سکا جب یہ سب حال ظاہر ہو گیا اور عام
 اور خاص مطلع ہو گئی چکو کہ یہ ہی عقل اور دین سی پرہ تہا او کو ہدایت ہو گئی اور راہ راست
 پر آگئی **جواب اسکا** یہ ہی کہ یہ قول اور آئی جو آتا ہی اپنی تقاضا اور اپنے
 اتباع کے معراج اور جنہوں میں سے نہایت کتاب اور سنت کی اعتصام کیا ہی او کی مہک
 شان میں ذکر کیا تو اسکا جواب ان آیات کریمہ ہی مستند ہر مومن عاقل صاحب علم
 کہ لیکھا و یوم بعض الظالم علی یدہ یقول یا لیتنی اتخذت مع الوہاب
 سبیلا یا ولینا لیتنی لم اتخذ فلا بنا علیلا لقد اضلنی عن
 الذکر بعد اذ جئت وکان الشیطان للہ انسان خذوکلہ اگرہ
 یہ آیات عقیدہ میں الی معیط اور امیہ بن خلف کے حق میں نازل میں پر میں حیث اللفظ

والا شارح عام میں شامل ہیں ہر مقل اور ضال کو کلا فی التباسیر تو یہاں مقل کو
تو شیطان اور وہ جو اس مقل کے کہنی سے صلاحت میں پڑ گیا اور کو انسان ظالم
فرمایا **قول موسوسکا** مگر وہ جو جہل مرکب میں گرفتار اور غار کونار پر مقدم سمجھی
اور ہونے لگا اظہار تو یہ ایسی نکت نہیں کیا ہی اگرچہ صاف صاف اس طریق پر ہونیکا
یہی علی العہد اقرار نہیں کرتے کیہو کچھ کہیں کہیں کچھ کہتی لگتی ہیں **جواب**
اسکا یہ یہی ہمسک ساتھ کتاب اور سنت کے کئی فریق ہیں ایک عباد اللہ المخلصین
اور شیطان کا تسلط نہیں ہی ہوگا ان عبادی لیس لک علیہم لیس سلطان
حق تعالیٰ فرماتا ہی وہ تو اس خناس کا موہنہ توڑتی ہیں اور دوسرے فریق پر تفاوت
مراتب پر ہیں بعضوں نے شیطان کا کہا مان لیا بعضوں کے دلیں تردد آگیا کہی
کچھ کہی کچھ کہتی ہوئی پر یہ خناس جو علم معقین بالکتاب اور سنت کو جہل مرکب کہتا
ہی تو یہ وہی اثر مستی اور خرابی شراب قہر الہی کا ہی کہ غلط بینی اور عکس خمی اسکی نصیب
ہی **قول موسوسکا** اور آخر کلام اکثر اسماعیلیہ اہل علم کے مجامع اور مجالس میں یہ
ہی کہ مولوی اسماعیل کے کلام میں افراط اور تفريط اور سواد اعظم کے مخالفت ہے
جواب اسکا یہ یہی کہ معقین کتاب اور سنت کی جو محقق ہیں اور مولوی اسماعیل
بھی ایسی ہے تی وہ صحیح ہیں اور کلام یہ خناس اسماعیلیہ کہتا ہی جہو مای اور کلام
یہی ہی اول اور آخر کلام مولوی اسماعیل علیہ الرحمہ کا اقتصاد اور اعتدال ہے
افراط اور تفريط میں اور موافق ہے سواد اعظم کے جو اہل سنت اور جماعت میں جیسکے
دفع و سد اس خناس میں معلوم ہوگا انت و اللہ تعالیٰ اور یہ کلام کہ اس خناس میں
نقل کیا ہی دوسرے فریق کے ایک صنف ہوگی اور کلام یہ کلام ہوگا **قول موسوسکا**
مگر یہ اختلاف ایسا ہی جیسا کہ مسایل فقہ میں باجم علما کی ہوتی ہی **جواب اسکا یہ یہی**

کہ یہ تائید قاصر من قول مولوی اسماعیل علیہ الرحمہ سے کلام ادسکا علیہ الرحمہ
 جب کلام مجتہد مصیب کا اور اسکی قابل کلام ایسا ہے جب کلام مجتہد مخفی کا یا
 فانی مخفی کا **قول موسوسکا** یہ کلام ہی سفاہت اور بد فہمی ہے **جواب اسکا**
 یہی کہ یہ وہی اثر مستی شراب تہر آئی کا ہی جیسی کفار شراب تہر آئی سے مست
 کہتی تھی انہن کما امن السفہاء حتی تنالی او کی جواب من زمانہ ہی اکا الفہم
 السفہاء ولکن لا یعیان **قول موسوسکا** مولوی اسماعیل کا اختلاف بدتر ہی متزلزل
 اور ظاہر یہ درافضی و خارجی کی اختلاف سے **جواب اسکا** یہ ہی کہ یہ وہی اثر
 ہی کہ شراب تہر آئی اس خناس سے پی پی اور ہریان کرتا ہے جیسے کہ دفع
 و سادس اس خناس میں معلوم ہوگا ان اللہ تعالیٰ **قول موسوسکا** کچھ
 باتیں ان بندگان کے لیے ہیں کچھ اپنا خط لایا ہی عقاید کے چارون یا بون میں یعنی
 اہلیات و نبوت و امامت و معاد میں مولوی اسماعیل کو مخالفت بھی مذہب اہل
 سنت و جماعت سے **جواب اسکا** یہ ہی کہ فہم کلام کے لیے حالت صحیحہ اور
 ہوش کے چاہی یہ خناس تو شراب تہر آئی سے بدست اور خراب ہے یہ نہ تو
 کلام عالم ربانی کا سمجھ گیا چارون باب میں اور یہ جیکہ کلام ادس عالم ربانی کا موافق
 ہی اہل سنت و جماعت کی سبکی یا سواد اعلم اور محقق کے جیسے کہ دسوں
 و سوسوں کی دفع میں معلوم ہوگا ان اللہ تعالیٰ **قول موسوسکا** وہ جو آیت
 حدیث بی محل لی آتی ہیں اور صرف اس قدر سے اوکی بد فہمی نہیں جاتی کیونکہ
 بیان معنی میں غلطی کرتی ہیں اور مخالفت تفسیر صحیح کے کہ آیت تفسیر علیہ السلام
 و سلم اور صحابہ اور تابعین سے اور برخلاف سند حدیث کے کہ یہ ہوا زمرہ مسلمین سے
 مروی ہوا اپنی رائے فاسد سے نئی معنی بتاتی ہیں اور نظام و معنی ہی کہ اس میں اور

او کی ترتیب احکام وغیرہ امور ضروریہ سی کہ احکام شرع کے معرفت او پر
 سو قوت ہی ناواقف ہیں یا دیدہ و دانستہ اغوائ نفس و شیطان سے او کی نظر
 نہیں کرتے یہی او کی گمراہی ہے **جواب اسکا یہ ہے** کہ یہ سو سوس اہل
 سطحی اور دوسرے بیدین اسکو محل اور غیر محل کے پہچان کہان عالم ربانی
 رحمہ اللہ علیہ جامع علوم عقلی اور نقلی نے جو معنی قرآن کے بیان کئی ہیں وہ صحیح
 ہیں موافق تفسیر صحیح کے جو منقول سلف اور خلف سی ہی اور اسی طرح سی
 احادیث جو اپنی اصل پر ذکر فرمائی ہیں موافق شرح حدیث کی جو محققین ائمہ مسلمین
 سی مروی ہیں اور جہاں تفسیر منقول اور شرح حدیث مروی ہیں انہیں دہان موا
 قواعد عربیہ اور اصول حدیث اور اصول فقہ کے اور جو مجموعہ سلسلہ سے
 ہی مفسرین اور محدثین سی اسکو غلط اور مخالف تفسیر اور شرح حدیث مذکور ہے
 اور خلاف اصول عربیہ اور اصول فقہ اور حدیث کی اور فی منہی اپنی طرف سے
 سمجھنا وہی اثر مستی اور خرابی شراب قہر الہی کا ہی اگر بدست اس شراب سے
 نہ تھا تو کیوں نہیں دوچار شائین ذکر کہیں پیر اسکا اگر کوئی عالم خواب دی سکتا تو اسکا
 بعد یہ بیان کیا ہوتا **قول** سو سو کوئے اندھ بختی وہ ہی کہ سواد اعظم امت نے بہتجا
 و مراعات جملہ شرائط فہم کتاب و سنت و تحقیق ماسخ و منسوخ و راجح و مرجوح دفع
 تناقض اور تطبیق مختلفات وغیرہ ہر ایک امر ضروری کے ایک امر منقح اور مدلل بدلائل
 شرعیہ پیر ادا **جواب اسکا یہ ہے** کہ اقوال عالم ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایسی
 ہیں جو امور مذہب حق کو درکار ہیں وہ مرغی گئی ہیں اور اعمال اور اطلاق اور عقاید آ
 مورس کے اکثر مخالف ہیں ان امور کے محقق کے لئی ضرور ہیں چنانچہ بعضی تو مذکور
 مقدمہ میں ہو چکی اور بعضی دفع و سادس میں او کی مذکور ہو چکی اور کچھ اور سس

پہلی ابتدا اللہ تعالیٰ اور دوسرے اس میں یہ کلام ہے کہ جو منیٰ انہی غریب حق کے لئے
 میں اکثر اور بیشتر تو ایسی ہی مگر بعض وقت میں تبار مصالحت شرعی اور دینی کے کبھی
 بر خلاف اس کی غریب حق اور مال جو باقی ہو جیسی تحلیف مشہود کے کہ چاروں مذہبوں کے
 مجتہدوں نے اپنی تقدیر و نسخ اور عقود و رسم کے مراعات شرائط حقیقت کے کر کے اس
 تحلیف کو راز اہمیر آویزا تھا یہاں تک کہ کتب فقہ میں لکھا ہی کہ اگر امیر اپنی قضات
 کو مشہود کے تحلیف کا حکم کرے تو وہ قضات امیر سے کہیں کہ تو ہم کو ایسی بات کا
 حکم کر کہ اگر ہم تیری بات مانیں تو حضرت اب العزت کا خود بل عسکان لازم آوے اور
 اگر نہ مانیں تو میرا عسکان اور اتباع چاروں مذہبوں کے وہی سوا اور اعظم اہل سنت
 کا ہی ان اتباع کے سوا اور اہل سنت بہت کم ہیں باوجود اس کی تحلیف مشہود کے
 ایک مدت سی جس اعمار اور اعصار میں مروج اور جاری ہے بحر الرائق اور بہت
 مشہور کتابوں میں فقہ حنفی کے اس مسئلہ کو مہول بہا اور مدلل لکھا ہی اور کہا ہے
 کہ جو ترک مشہود واجب ہے اور اس زمانی میں جو عمر بلکہ معتد ہو گیا کیونکہ مکر کی کال
 ہونا تو ضرور ہے اور عدالت میں اس زمانے میں حکم کبریت احمد اور اکثر اعظم
 کا پیرا کیا ہی زمانی میں حضرت امام اعظم کے چہان وہ متبہ دمان سات آدمی لایا
 مشہدات کے نکلی تھے تو اب اس تحلیف مشہود کو قائم مقام تزکیہ کے اہمیر لایا ہی اور
 یہ غریب ابن ابی علی کا ہی تو دیکھو یہاں مخالفت ہوا اور اعظم کے ہی دور ہی حق
 اور مروج سے نہیں تو لازم آتی ہے فقہیں غریب علماء الاعصار اور ابن الاعصار کے اگر
 خوف قتل ہوتا تو سب عبارات میں جن کے قتل کے جائزہ اگر کسی بات سے مکر ہو تو
 ہم اذکر اذہر وقت قتل کر دینگی **قول** موسوس کا اور اس طریق سے ایک
 خلیفہ میں ہے جو مخالفت ہوا وہ خارج کواہل سنت سے کی مشورہ ہوا اور اپنے

کوئی خارجی کوئی بندہ جواب اسکا یہ ہے کہ یہ ہوسوس تو بھنی ہی یہ سب
 اقوال اور اسکی طوطی کے طرح سے اور اسکی زبان پر ہیں اور کئی معنی وہ ہرگز نہیں
 سمجھتا ہیں جو خود بعضی عقاید اور اسکی مخالف سواد اعظم اہل سنت کی ہیں اور
 بعضی نفس قطعی کے کہ جس سے ارتداد لازم آتا ہے جیسی دفع و ساوس میں معلوم ہو گا
 انشاء اللہ تعالیٰ تو یہ یہ کس طرح اس کلام کو اپنی زبان پر لانا نہیں سمجھتا اسی لئے
 یہ کہتا ہے آخر یہ اون کا لگا ہی اس سے کیا تعجب ہے اب سنو کہ اس کلام میں کیا
 عجیب ہو گیا رکب متن عیار و ضبط عشو اوہ و بال ہی عداوت اہل اللہ کا بیان
 اسکا یہ ہے کہ فرض کیا ہئی ایک شخص کہ ایک مسئلے میں مخالف اور سوسلون میں
 موافق ہے ایک فرقے سے اور دوسرے فرقے سے سوسلون میں مخالف اور
 ایک مسئلہ میں موافق اس شخص کو دوسرے فرقے سے شمار کرنا اور اول
 سے نہ گنا مخالف ہے عقل اور نقل کی اسلی کہ اقل کو اکثر کے تابع کر کے اکثر پر کل
 کا حکم کرتے ہیں عقلیات میں اور نقلیات میں اور یہ نہیں کہ اکثر کو اقل کے تابع
 کر کے اقل کو کل کا حکم دیا جاوے اسکو تو عقل اور نقل دونو پہکار دیتی ہیں اور
 یہ خناس اکثر کو اقل کے تابع کرتا ہے اور ایسا علماؤں میں بہادر اور رستم وقت
 ہی کہ ایسا عقل اور نقل دونو ہی لڑتا ہی کیونکہ شخص مذکور کو پہلی فرقے سے
 کہ تم میں موافق اور ایک میں مخالف نکالتا ہے اور دوسرے فرقے میں کہ تم میں
 مخالف اور ایک میں موافق داخل کرتا ہے تو دیکھو یہاں اقل کی اکثر تو تابع کیا اب حکم
 عقل کا سنو استغفار ابو مفید ظن ہی اوس میں تتبع اکثر کا کر کے اقل کو اکثر کے تابع
 ہیر اگر کلی کے سب افراد پر ظنی حکم کرتے ہیں تو دیکھو یہاں اقل کو اکثر کے تابع کیا نہ
 عکس اور ایسی ہے نجوم میں وقایق اور ثنائی اور ثالث و ملہم جہاں حساب میں جو کور

نصف سے کم ہون تو اذکو چھوڑ دیتی ہیں اور جو اکثر ہون نصف سے زیادہ ہو تو اذکو پورا نہیں
 یا تاہم یا تاہم دہم حرا اعتبار کرتے ہیں اور یہی مثالیں ہیں پر وہ شاہد عقلی کے حکم کے
 ہی پس میں اور نقل میں تو مشہور ہے نہایت میں پر وہ ایک عبادات اور ایک
 معاملات سے اتفاق کرتے ہیں باب القرآن میں لکھتی ہیں فان وقف القارن
 بعرفہ قبل اکثر طواف العمرة بطلت عمرتہ فلو اتى باربعۃ
 اشواط ثم تبطل اور بیع الصرف کا مسئلہ ہی جو فتنہ میں مس ظاہر اگر فتنہ اکثر
 ہی تو سب کا حکم لغت کا ہی فتنہ مالس جدید سے جو ادسکی بیع کرین تو فضل رہا اور حرام
 ہوگا بیسی ہم مخالف کے مخالف سے اور مسن غالب ہو تو سب کا حکم سکا ہی اس میں فضل یا بڑی جیسی ہم سکا
 فتنہ مالس میں یہ کہ اکثر کو اقل کا تابع کرتی ہیں ترجیح مروجہ ہی اور ترجیح خارجہ یا بڑی نہ ہو تو
 ترجیح مروجہ کے کیونکر جائز ہو سکے اور اسکوڑ کے ہی جو سکند نامہ پر متی ہون غامضی ہو
 سے یہی برصدا آید نہ صدر کی دوسرے خط اسکا یہ ہے کہ حدیث مستغرق امتی کی تو
 ترمذی میں ہی اس سے تو بہتر فرق اس امت کی ہونی ہے جو چکی پہلی ان لوگوں سے
 جنکو یہ نسخہ سجدیہ بخند کہنا ہی جیسے کہ کتب کلامیہ میں مفصل مذکور ہیں اگر یہ لوگ
 ایک نیاز دہ ہو جنکا نام اسنی بخند یہ رکھا تو الیاذیاد حدیث مذکور کے کذب لازم آیا
 اب حکم اس شخص کا عقل اور عقل کے طرف ہی یہ ہے کہ اذکو اسی فرق میں شمار
 کیا جاوے جسکی ساتھ ہو مسکن میں موافق ہی کافی مسئلہ تکلیف ہو اور اس
 ایک مسئلہ میں جو مخالف ہی اگر مصیبت یا مجتہد فحشی دلو علی تجزی الاجتہاد ہو الحق تو
 مدوح اور مشایب سے نہیں تو مذموم اور ایک کلام اس میں یہ ہے کہ وہ پہلی حد کی آخر سے
 لیکر فتنہ اقل کا شروع ہو اور عقائد معتزلہ کے مدون اور مستحسن ہو یہ بیان ملک کہ
 الحسن اشعریہ رحمہ اللہ علیہ نے اپنی اوستاد حیا ہی پرفیق بہائون کا اغراض کے

اوسکو مزم کیا کہ دو بائع مرے ایک مطلع ایک عاصی اور ایک ضیعر تو انکا کیا حال
 ہوگا اوسنی جواب دیا آخر کو مزم ہوا تو ابو الحسن اشعری نے مختلفات میں تطبیق
 اور تعارض کا دفع اور راجح اور مرجوح اور مانع اور منوع کی تحقیق کر کے اذکی
 شہیون کا اور دیلون کا جواب دی دیا اور ایک امر منقہ اور مدلل مدلل بل شہیر
 پیر ادیا پیر ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسب امر منقہ اور مدلل میں غور
 کی تو اکثر کو بحال رکھا مگر بعض حکمہ خلاف اشعری کا کیا جیسی تحقیق معنی کتب میں اور
 اثبات ایک صفت مگر ان آہون اور اسیر اتفاق کر کے کہ عدد در قباہج کا حق تھا
 سی محتسب ہے لیکر منظور نہیں ہے یا نہیں اشعری کا ثانی قول ہے اور ماتریدی
 کا پہلا اور حسن اور قبح کا عقلی ہونا ماتریدی اور صوفیہ کے نزدیک جیسی معتزلہ کہتی
 ہیں اور اشعریہ شری کہتی ہیں اور صفات کا زاید ہونا ذات پاک پر لایعین و لا غیر
 یہ قول دونوں کا ہی رحمۃ اللہ علیہما اس میں صوفیہ کرام مخالف دونوں ہی عینہ صفات
 کی قایل ہیں جیسی معتزلہ اور حکما اور بعض مسایل میں جہنم خلاف ہے ماتریدی کا اشعریہ
 سی تو ہم اس موسوس کو کہتی ہیں کہ صوفیہ کرام اور حضرت ماتریدی نے عقلی ہونے
 میں حسن اور قبح کے حضرت اشعریہ سی اور حضرت صوفیہ کرام قدس اسرار ہم
 دونوں عینہ صفات میں خلاف کیا بعد نہیں غایب ایک امر منقہ اور مدلل کے اور
 موافقت کی معتزلہ ہے تو حضرت ماتریدی اور صوفیہ کرام کو معتزلی کو دیکھ لیا
 بعد تعالیٰ یا نہیں اگر کہتی ہو تو ہستی بڑا بہادر اور بی باک کوئی نہیں اور اگر نہیں
 کہتی ہو تو تمہارا ایمہ قاعدہ خارج ہونی کا اہل سنت سی اور داخل ہونا معتزلہ عین تو
 کیا تو عالم ربانی پر کیوں اعتراض کرتے ہو **قول موسوس کا اب** اون عقاید صحیحہ
 کی برخلاف پر بعد مقرر ہو چکی اس بات کے کہ یہ مذہب اہل سنت کا ہی اور یہ مذہب

مستتر کہ اور جواب دہ یعنی اہل سنت کے آیات اور احادیث صحیحہ دستاویز مؤثر ہیں
 کتب مبسوطہ میں بخدیہ جو کوی آیت حدیث غلط فہمی معنی مراد کلام اور عدم مراعات غلط
 معرفت احکام کے سبب اپنے مذہب خاص میں مخالفت میرج مذہب اہل سنت اور موافق
 مذہب اعتزالی پر ذکر کریں اس حرکت ہی لزوم و خروج مذہب اہل سنت ہی اور دخول
 مسلک معتزلہ میں با تاہن رہتا جواب اسکا ایہ ہے کہ باوجود تلافی اس قول
 کی پہلی قول سے اسلی کہ پہلی قول میں کہا تھا کہ اگر ایک بتحدید بین ہی اہل سنت سے
 مخالفت ہو تو وہ خارج جو اہل سنت ہی کوئی معتزلی کوئی رافضی کوئی فاری کوئی نجدی
 تو دیکھو بیان چاروں فرقوں کو اقسام پھر لیا اور جو خارج جو اہل سنت ہی اوکو
 مقسم اور اقسام اہل بیتین قسم اور متباین ہوتی ہیں اور بیان بخدی اور معتزلی کو ایک
 کر دیا فرق ہی رکھا کہ ایک جگہ مذہب اور دوسرے جگہ مسلک کہا اور یہ دونوں غلط
 مطلب اور مراد میں ایک ہی ہیں موجب تلافی کے دفع کے نہیں ہو سکتی لیکن ہکو
 کہ کچھ مطلب نہیں اور نہ اس میں اور کلام کریں کلام اسمیں ہے کہ اگر خاندان ہے
 کبار اعرن کبار اور اقلیاد کا سب علم عقیقہ و تعلیم سند و سند
 ہر زمانہ اور متفق عقیقہ سند و حسن کی علی الخصوص علم تفسیر اور حدیث
 و درجہ علم سند تفسیر اور حدیث کی لٹی و بان جاتی تھی پھر ایسی خاندان میں ایک
 خاص نہایت ذکی ہستی تاکہ دنیا کا راس پر خلیفہ کے ہی حاکم قرآن مجید عالم متبحر جامع علوم
 عقلی اور نقلی حاجی زائر حرمین شریفین پھر مجاہد فاضل پھر مشہور لکین کے ہاتھ سے حرکت
 میں اصرار کیا کہ راہ میں مشہور آخر کلام اوکا کلام تہہ شہادتین کی اور صحیح حدیث
 میں ہی من کان اخر کلامہ لا الہ الا اللہ دخل الجنة ہزاروں آدمی اور سکی
 بہت سی کمال ہوئی اور ایک دوسرا شخص سے خدا و سکی نہ خاندانی جیسی ہوتا تھا

پھر غنی سطحی طالب دنیا حدیث تفسیر کسی شیخ سے موافق شریعت کے نہیں پڑیں
 اور اوصاف جو پہلی شخص کے تھے سو آخر میں کی جاتی کی اور سب اوصاف یہ
 میرا محل غرب البتل سے خرمیسی اگر بکرو والیج اور سکر خصوص قطعی قرآن کا اور انی حق
 میں مدعی علم غیب کا عاق والد مرموم اپنی کاموزی حیران پیرا و برسی راقضی تو او سنی ہوا
 دستور فرضہ کے کہ واسطی اغوا ہی غوام سینوں کی بہت کیودانگی میں حبسی تحفہ اشا
 عشرہ میں مذکور میں اپنی تین ایک مدت سی قیہ کر کی سنی بنایا اور مثل عبد اللہ بن سبا
 اپنی مرشد کے ایک وقت میں قابو پا کی اور اس خاندان میں کوئی نہ پہلی شخص
 مدد و حکمرانہ اور معتزلی تھیرایا اور رسالہ میں لکھا تو ایسی شخص دوسرے کا آیا قول
 نزدیک علماء دین دار کے سند ہی یا نہیں یقین ہی کہ جو کوئی اسکی حال سی و آ
 ہوگا اس میں کچھ تردد نہ کرے گا اور کہہ سکتا کہ نہیں **قول** موسیٰ کا وہی آیت و حدیث یا
 مثل اسکی معتزلہ دلیل لائی اور اہل سنت کی جواب دیا معارضہ بالاقوی یا تقریر منقہ
 و مباقری یا تاویل یا متروک الظاہر نیکر اب وہی حدیث صحیح یا مثل اس مضمون
 کی غیر صحیح سی یا سب سکا قول مشتبہ نقل کر کی مضیہ دشمنان اسماعیلیہ کیوں
 سنی ہونی لگی تھی دیکھو انکار عقو کیا یہ اور انکار شفاعت مرکب کیا یہ اور خلو و نا
 مرکب کیا یہ پر معتزلہ کیا کیا آیتیں و حدیثیں صحیح سند لائی بلکہ ہر مذہب کا یہی حال
 ہی مجسمہ کسی کسی آیتیں دلیل لائی پیدا اللہ فوق ایلا لھم لھم و جہ اللہ یکشف
 عن ساق اور احادیث صحاح ستہ کی جو اس مطلب پر لائی ہیں بی شمار میں رافضی
 بدر آپر آہ کریمہ بحیو اللہ ما ایشاء و عدت اور حنیج تجاری کا حدیث اعلیٰ اور ابرص کے
 قصہ میں کہ لفظ بدر او سین موجود ہی اور نہ ہون کی کتابوں کو جانی و ذوال سنت
 کی کتابوں میں جو منقول ہیں واسطی جواب کی اوسیکو دیکھو کیا حال ہی طول کے

بخانی تفصیل نہیں کی جواب اسکا یہ ہے کہ جو تجلیل اس امور کا اسنی کیا اس
 سی جملہ کیا کام چشم مارو سن کر یہ قول اسکا نصیب دشمنان آسمانی کیون سننی ہوئے
 لگی یہ وہی ہن بیان اور خود ہیکنا اور ہیکنا ہی ہوام اور اثر مستی شراب قہر آلی کا ہی اور
 خناسی نہیں تو ایسی معتدائی دین کی حقیق جیسا ایک ذرہ کمالات کا یعنی پہلی اسکی مقابلہ
 میں بیان کیا ہی یہ کلمات سوء ادب کیے کہوں کہتا پر اس سی تعجب کیا ہی دفعہ امر
 سی زیادہ بڑی ہن اور یہ بھی پر دین سابق تبرا کا ملین کے حقیق کر کیا قول ہو
 سو سکا صرف الفاظ عربیہ کا ہندی ترجمہ کرنا کافی نہیں جواب اسکا یہ ہے کہ
 کہ اللہ تعالیٰ فرمائی یٰ اَکْثَرُ النَّبِیِّیْنَ مَا اَنْزَلَ اِلَیْکَ مِنْ رِبِّکَ فَاَنْ لِمَ
 تَفْعَلْ فَمَا بَلَغْتَ دَسَالَتَہُ تَوْبَیْ صلی اللہ علیہ وسلم فی تبلیغ کر کی فسر یا فیلبلیغ
 الشاہد الغایب اور فرمایا بلغو اعنی تو واسطی امتثال امر کے بعض کا ملین امت
 فی تو الفاظ کی تبلیغ کی اور بعضوں فی ادب تبلیغ کی ساتھ تفسیر اور شرح حدیث
 ہی کردی کہ یہ ہے تبلیغ ہی اور استنباط ہی جو مجتہد کرتے ہن اسین الیا
 اور بعضوں فی تراجم قرآن اور حدیث اور عقاید اور فقیہ اور اخلاق کی ہر زبان میں
 جو زبان رایج ہتی کردی یہ سب تبلیغ ہی اور یہ سب اقسام تبلیغ کی مدت سی اس
 امت مرحومہ کی علما میں چلی آتی ہی ہندوستان میں ہندی زبان بہت مفید ہی کیونکہ
 سب لوگ عربی فارسی نہیں سمجھتی اور اس تراجم ہندی سی ہزاروں دن و مرد عالم
 دین کی ہو گئی منصف مسلمان کو اسین غور چاہی تو یہ بات اسکو نہایت شاق ہوئے
 اور ہر چہ بیان اسکی دل پر لگیں کہونکہ یہ تو خناس ہے اور شرک و بدعت اور معاصی کا
 درپردہ خوان ہی تو اسلی تراجم ہندی کی بی اعتبار کرتا ہی اور لوگوں کی دلون سی ادنیٰ فر
 اور کرتا ہی تو اب مسلمان لوگ اسکی بابت کی طرہ کا نہ اندرین اپنا لفقان نہ کریں

کیونکہ یہ تو خاص ہی اور تقویٰ کا مخصوص اہل سنت کا دسترس اور یہ جو کہتے ہیں کہ ہندو
 ترجمہ کافی نہیں جو نصوص کے منسوخ اور ماقول نہ ہوں وہ ان کیوں نہیں
 ترجمہ کافی ہی عالم ربانی نے تو ایسا کیا ہی اور جو کہیں کچھ خفا موافق بشریت کی
 یا بسبب تفاوت اذعان کی باقی رہ گئی تو اسکو اور علما دین دار و دکر دینی میں
 ملا لیں کہ کلاہ کلاہ کہ قہقہہ عقلیہ اتفاقیہ یہ تو ہمیشہ سے چلا آتا ہے کہ
 اذہر کے لوگوں کا بیان جو بہت لوگ نہیں سمجھتے کیا قرآن و حدیث میں کیا اسکو
 کامیں کے اقوال میں تو نیچی کے لوگ اسکو بیان کر دیتی ہیں اور ادسین ہی جو
 کچھ خفا رہ گیا تو اور دوسرے اس خفا کو دور کر دیتی ہیں دہم چرا تو یہ خناس
 صحابہ پر رفا اعتراف کرے کہ تمہارے تو بیان میں اس قدر خفا رہ گیا تھا کہ تابعین
 اسکو بیان کر دیا تو تہی کیوں اسکو بیان کیا تھا اور ایسی ہی جو تابعین کے بیان میں کچھ خفا رہا تو تبع تابعین بیان
 کر دیا یہ عترت تابعین ہی کی تمہارا بیان کافی نہیں رہتا کیوں بیان کیا تھا نہیں سمجھا کہ اوپر والی اسطرح اور کلام اپنا کرتی
 اسکو اس قدر خفا ہو چکی وہ اسکو دین کیونکر پہنچتا اب جان لیا جا ہی کہ نبوت میراں اور وزن
 اعمال اور ثبوت صراط اور ادسپر مرد میں اور ثبوت عذاب القبر وغیرہ میں جو نصوص
 وارد ہیں اور ظاہر معنی نصوص کا جو ترجمہ ہندی فارسی اس ظاہر معنی میں کافی ہے
 وہی مراد ہی معتزلہ فی ادسکا انکار کیا اور حاصل ادلی کلام کا بھی یہی ہے کہ صرف ترجمہ
 ہندی فارسی کر دینا نصوص کے مراد میں کافی نہیں بہت کچھ جامی تو ادہوں نے
 عقل جزوی اور اصول فاسفہ کو دخل دیکر احکام مذکور کا انکار اور نصوص کے ماقول
 کر گئی تو اہل سنت اسکی رد میں کہتی ہیں النصوص محمولہ علی ظواہرھا
 یعنی اسکی جو ترجمہ ہندی فارسی معنی سمجھی جاتی ہیں وہی مراد میں اور وہ تراجم کا
 میں تو ہم کہتی ہیں کہ وہ تراجم اگر کافی نہ ہوں تو معتزلہ پر رد اہل سنت کا عام ہوا البتہ جو

اور قسم کتاب و سنت ہوا ہی مخصوص کے ہوا اور مخالفت ان نہیں ہے تو اذکرنا و ایل
 کر دین کی تو اب معلوم ہوا کہ یہ کلام موسوسکا تائید مقرر کی گئی ہے **قول موسوسکا**
 بہت کچھ درکار ہے **جواب اسکا یہ ہے** کہ اول تو مخصوص کی معنی ظاہر ہوتی ہیں و
 ترجمہ کرنا کافی ہے اور اگر بہت کچھ درکار ہے تو وہ بہت کچھ عالم ربانی علیہ الرحمۃ کے پاس
 موجود تھا اسی نے بعد ترجمہ کی شرح اور بیان کر دیا ہے یہی وہی بہت کچھ کے زمانہ
 ہی لیکن شعور عامی یہاں ایک بڑے فرقے کی بات ہی سنا جا ہی مخصوص معنی ظاہر
 کہ شامل اقسام خفی المعنی گو نہوں یعنی خفی اور مشکل اور مجمل اور متشابہ کے مقابل
 کردہ قطعی ہیں اور تین اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ مخصوص محتمل علی
 ظواہر ہے تو ترجمہ و ان کافی ہو گا کیونکہ کافی تو متنبہ ہو کہ او کی ظاہر معنی مراد
 نہوں اور وہ اپنی ظواہر پر محمول نہوں اور یہ معنی انکار کرتا ہے اور سلب کلی کہتا
 ہے تو اس مسئلہ میں اہل سنت سے خارج ہو ا موافق اپنی قرارداد کی اور مسلم کے تو
 یہاں نکتہ او کا جاتا رہا اور چوٹا دعوا او کی سنی ہوینکا دور ہوا مثل مشہور
 ہی در و علو را حافظہ نباشد **قول موسوسکا** خصوصاً باب الہیات اور نبوت
 میں تو اس پر قناعت کرنے میں سارا دین برہم ہو جاتا ہے **جواب اسکا یہ ہے** کہ
 کہ ان دونوں بابوں میں قرآن اور سنت اگر محکم اور مضمر ہو بلکہ نص اور ظاہری تو
 ترجیح پر قناعت کرنی سے سارا دین کیوں برہم ہو جائیگا نہ لہذا ہم کو نہ تہوڑا پہلا
 لا الہ الا اللہ کا معنی ترجمہ کیا نہیں کوئی لائق پوچھتی ہے کہ سوال اللہ تعالیٰ کی اور میرے سوال اللہ کے
 ترجمہ کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اور احکام کے ہمارے طرف بھی ہو ہی او کی میں پہلا دیکھو مسلمانوں
 مسلمانوں کیوں نہیں کافی ہزاروں لاکھوں بلکہ اس سے بھی زیادہ لوگ جو اس قدر کلمہ
 کی معنی سمجھنے کے مسلمان ہوئے ہیں انکا اسلام ایمان ثابت ہو پہلا دیکھو تو یہ

کسی بات ہی تو سلب کلی اسکا دعویٰ غلط ہو اپہر ہم کہتی ہیں کہ ترجمہ جو کایہ
 نہیں تو اسکی سوا اور بہت کچھ چاہی وہ بہت یا اسکی تفصیل کافی ہے
 یا اسکی مباحث اگر تفصیل کافی ہے تو یہ مجمل ہے کافی ہوا ایان مجمل تو حید
 اور رسالہ پر کافی ہی اگر مباحث ہی تو پر لغو صحت اپنی غلط اپر پر محمول ہو
 وہو خلف قول صوموسکا اور یہ بات ایسی ظاہری کہ مجالس اللہ بار بار
 ہی جو بخیرہ کام مشرب ہی اور انکا بڑا معتبر ہے لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور
 اسکی رسول کے معرفت میں مجرد غلط اپر کتاب و سنت کو تمسک کرنا اصول کفر
 سی ہی جواب اسکا پہر ہی کہ یہ سطلی غبی تو کیہ کلام نہیں سمجھتا مراد
 صاحب مجالس اللہ بار و سالک الانیار و مقام اہل البدع والاشترار کی دعو
 ہی رفع ایجاب کلی کا نہ سلب کلی یعنی کتاب اور سنت متشابہات ہی میں جیسے
 بدوہ ساق حقوہ بدین وغیرہ تو یہاں ہی جو ارجح الدہ پاک کو ثابت کری اور رسول
 اللہ کے حق میں بشر مشکم دارد ہی تو اس جناب پاک کو اپنی مثل ہی سمجھنا ہر وجہ
 اور کمالات کہ وہ موجب امتیاز کی ہیں سب مخلوق سی اس جناب مقدس کے
 اس سے انکہہ چہا نا پا جو آیات کریمہ میں صورت عتاب ہی جیسی و کو نقول
 عَلَيْنَا نَبْعَثُ الْاَقَاوِيلَ لَا خَلْقَ مَبَادُ بِالْاِيَانِ ثُمَّ لِقَطْعِنَا مِنْهُ
 الوتین یا دلو اشراکت المبطن عملاک اور مثال اسکی اسکی حقیقت کو نہ چہا
 اور ایسا سمجھنا کہ جیسی ایک آدمی زبردست دوسرے کو کہتا ہی تخفیف کے راہ سے
 حالت غضب میں تو یہ اصل کفر ہی بیان حقیقت مراد ایسی کلام کے مواہب لدنیہ
 اور مدارج النبوة وغیرہ میں ہی اور یہ مراد نہیں کہ کوئی آیت کتاب کے اور کو سے
 حدیث سنت کی اگر یہ مخسر اور محکم ہے چون جیسی ان اللہ بکل شیء علیم

ان الله بما تعملون بصير يا محمد رسول الله مثل تو ادسکی خبر و ظاہر کو جو تم سے
 پکڑی تو کا فر ہو جاتا ہی یہ کہ کوئی مائل نہ کہ کچا چہ جای محقق مذکور اور دیکھو اسی فی ظہر
 کتاب فرمایا۔ لغو من اور مفسر اور محکم اور یہ جو پورا ام کتاب مذکور کا مذکور کیا
 اور ادسکی مصنف کو ہم مشرب بخدیہ اور اد کتاب استعمر کہا سب اسکا یہ ہی کہ دوسرا
 بزنام کا کہ قانع اہل البدع والاشراہی اسنی اپنی حق میں موجب قس کا سمجھنے کے
 کہ یہ سر آمد اہل بدع اور اشراہی چھوڑ دیا اور یہ جو ہم مشرب بخدیہ اور یہ پتہ
 انکا کہا جواب اسکا یہ ہی کہ بہ تو قایل ہی کہ سمار قس افوی سی معارض اصنف
 ساقط ہو جاتا ہی تو اس غبی کے مقابل میں ہم ایسی عالم کی طرف سی ادسکی مصنف
 کی کمال مدح ثابت کر دین گی کہ اسکو ادس عالم کے ساتھ یہ ہی نسبت ہنوحی و ظہر
 کو دریا سی اور یہ نسبت ہر کسی کو معلوم ہو سہی ہی سنو کتاب جمالس اکابر
 و مسالک الاخیار و مقام اہل البدع والاشراہ فی علم
 الوعظ والنصیحة یتضمن فی اید کثیرة من ابواب اسرار الشیخ
 و من ابواب الفقہ و من ابواب السلوۃ و من ابواب رد البدع
 و العادات الشیعۃ لا علم لنا من کان مصنفہ الا ما یکشف
 عنہ ہذا التصنیف من تدینہ و تودعہ و تفقہہ فی العلوم الشرعیۃ
 و لغم ما قیل لا تنظر الی من قال و اسمع ما قال قائما یعرف الوجاہ
 بالحق لا الحق بالرجال واللہ تعالی اعلم بالمضایب و عنہ حسن
 الداب ہذا من فوائد خاتمة المحدثین و المفسرین مولانا و مولی
 الکل الشیخ عبد الحزین الدہلوی قدس سرہ الحزین و فضلہ
 بقریطاً علی ذلک انکنت المستطاب اب حکما جی جی حضرت لک العلما

قدس سرہ العزیز کی بات پر عمل کرے اور سیکھا جی چاہی بہ اون کی نلای کہنی پر
 اعتماد کری جو طالب آخرت ہو اور اس کتاب مستطاب کو دیکھی اور علم تفسیر اور
 حدیث اور عقاید اور فقہ اور اخلاق وغیرہ سی واقف ہو وہ جان لیکا کہ یہ کتاب
 خوبی میں بی نظیر ہے **قول موسوس کا** بعض متردین فی یہ حال شکر استعدا
 کی کہ چند باتیں مولوی اسماعیل کے اس طرح کے نقل کر دیجی کہ موافق مخالفت
 سی تحقیق کی جاوین ہر چند دانشمندان پر مولوی اسماعیل کے کلام سے ظاہر ہے
 کہ اولاً اسلاف مذہب و ملت کی بہنیں ہی اور سمیت انبیا و غیرہ رسائل میں
 محقق ہو چکا جواب اس کا یہ ہے ہی حال رسائل مذکور کا تو دیکھنی سے معلوم ہو
 پر اتنا کہا جاتا ہی کہ ملت سی اگر مراد یہ ہے کہ مولوی اسماعیل کو قید زین اسلام
 کی بہنیں ہی کہی مسلمان کہی یہ وہ کہی نصرانے کہی مشرک کہی ہی تو یہ بات قابل
 جواب کی بہنیں جواب اس کا ہر کوئی جانتا ہی کہ یہ ہو وہ ہی اور اگر مراد ملت سی وہی
 مذہب ہی تو اس کا جواب یہ ہے کہ قید ایک مذہب کی اکثر لوگوں کی تحقیق اکثر احوال میں
 اولیٰ اور مستحسن ملکہ ضرور ہوتی ہی کیونکہ دین پر چلنا سہل ہو جاتا ہی لیکن ہر شخص
 کی واسطی ضرور بہنیں جسکو اللہ تعالیٰ مرتبہ تحقیق کا دی وہ کیون نقل کرے ہی
 تقلید ایک شخص مبین کی انہر اگر کوئی اولہ شرعیہ ارنہ سن ہی ہو تو لاؤ ذکر و تقلید
 تو واسطی بی علم کے ہی فاسد ملواہل الذکر ان کلمات کا تعلیق سید شریف
 فی شرح حکمہ الدین کے حاشیہ میں فرمایا ہی کہ اولاد رسول اللہ کے علی اللہ علیہ
 دالہ و سلم ایک جسمی ہیں وہ سادات کرام اور پیر صدقہ زکوٰۃ کا حرام ہے دوسرے
 اولاد و نجی وہ علماء و عظام ہیں او نیز تقلید جو دوسرے عالم کا فقہ ہے ہی حرام ہے
 اور جو تحقیق اصل ہوئی اور تقلید ضروری یعنی وقت بہنوی مرتبہ تحقیق کی ضرورت

بڑی نوپولی تو اسی نئی مجتہدہ تھی گو پہلی ایک اجڑی اور اگر معیت ہو تو دو اجڑی خلافت
عامی مقلد کی کہ اسکو خطا میں نہ دونا چرہ ایک شخص کی حق میں کلام بر سبیل تزلزلی کیا
گیا والا عامی اور مقلد کو پہلی موافق تحقیق متاخرین اور مسندین کے تقلید ایک
شخص کے لازم اور واجب نہیں اگرچہ اولیٰ اور بہتر اور موجب سہل ہونی عمل کے
ہی اس ہماری دعویٰ پر صحابہ رحمہ کا اجماع حجت اور دلیل ہی تو جو شخص کہ تقلید ایک
شخص کے لازم اور واجب کہتا ہی وہ غلط کہتا ہی جو عدم وجوب پر اجماع صحابہ کے
ہی انہ اس پر اسکو علم نہیں اب سزا کا بیان مسلم کتاب علم اصول الفقہ کی جس خوبی
سی ہے اور اخیر اور پچھلی کتابوں میں حاجت بیان کی ہیں اوسین ہزار مطلب ہے اور
تحریر محقق ابن ہمام کی اور اسکی شرح میں ہی ایسی ہے اب پہلی کتاب اور اسکی
شرح کی عبارت نقل کی جاتی ہی مسلم اور اسکی شرح میں یوں ہی مسئلہ قال

الامام احمد بن محمد بن حنبلہ
رضوان اللہ تعالیٰ عنہم فان اتقوا الله فقد سجدوا لله
منها الى تنقيح كما في السنة ولا يقدر العوام عليه بل يجب عليهم اتباع
الذين ساروا اي تعمقوا وبولوا اي اوردوا ابوابا لكل مسئلة
على حدة فهذا هو اجماع كل باب ونفق لكل مسئلة عن غيرها
وجملوا بينهما بجامع وفتحوا بفارق وعلوا اي اوردوا لكل مسئلة
مسئلة على وفصلوا تفصيلا يعني يجب على العوام تقليد
من تصدى بعلم الفقه كالاعيان الصحابة المجملين القوا
وعليه ابتي ابن الصلاح منع تقليد غير الائمة الاربعة
الامام الهمام امام الائمة امامنا ابو حنيفة الكوفي والامام

ماله والامام الثاني والامام احمد رحمهم الله تعالى
 وبغض احمد عنا احسن الجزاء لان ذلك المذكور لم يذكر
 في غيرهم وفيه ما فيه في الحاشية قال القرافي ان فقد
 الاجماع على من اسلم فله ان يقلد من شاء من العلماء
 من غير حرج واجمع الصحابة على من استفتى ابا بكر و
 عمر اميري المؤمنين فله ان يستفتى ابا هريرة ومعاذ
 بن جبل وغيرهما ويحصل بقولهم من غير تكثير من
 ادعى برفع هذين الاجماعين فعليه البيان انه قد
 بطل لم يثبت الاجماعين قول الامام وقوله اجمع المحققون
 لا يفهم منه الاجماع الذي هو الجملة حتى يقال يلزم تعارض
 الاجماعين بل الذي يكون مختاراً عند احد ويكون الجماعة
 متفقين عليه يقال اجمع المحققون على كذا ثم في كلامه
 خلل اخر وهو ان التوسيع لا دخل له في التقليد وكذا التفسير
 فان المقدار ان فهم مراد الصحابي حصل واسأل عن
 مجتهدي اخر فافهم وبطل لهذا قول ابن الصلاح ايضا
 فيه خلل اخر اذا المجتهدون الآخرون ايضا بذلوا جهدهم
 مثل الائمة الاربعة وانكار هذا مكابرة وسوء ادب بل الحى
 انه انما منع من منع تقليد غيرهم لانه لم يبق رواية منهم
 محفوظة حتى لو وجد رواية صحيحة من مجتهدي اخر يجوز
 العمل بها الا ترى ان المتأخرين افتوا بتخليف السلف في اقامة

له موقع التذکة علی ملائذہ این ابی لیلی فافصحہ انتہی اس مختصر
 سی معلوم ہوا کہ طعنہ زنی خصوصاً ایسی علماؤں پر عدم تقدیر مذہب اور ملت کی اور
 دوسرے مطاعن مثلاً اسکا وہی نشہ شراب پھر الہی کا بی جیسی مکر معلوم ہوا قول
 موسوس کا جب استہ غای سائل دس متولی مولوی اسماعیل کے بطور نمونہ اور
 کلام جماعت اور پیر ہدایت بجلت اور قلت فرصت میں لکھدی گئی اُس شخص نے
 سؤل جواب مرتب کر کے علماء موافق اور مخالف کی الگ پیش کیا علماء اصفائی اہل
 سنت جماعت نے مہر و دستخط سے مزین کر دیا اور مخالفین سے بعضوں نے باوجود
 اقرار حقیقت جواب کے مہر کرنے میں عذر کیا مصلحت دینا دیکھا حافظ احمد علی صاحب
 فی اول اقرار کیا کہ پہلا مسئلہ تو بالیقین موافق معتزلہ کی ہی باقی کو مینی نہیں
 دیکھا پھر جب کہا گیا کہ دیکھو اگر صحیح ہو تو مہر کبھی اور شبہ ہو بیان کیجی جواب دیا
 کہ کسی عیب پسینی جیسی نہیں ہونی جواب کہا گیا کہ اظہار حق اور تصحیح عقائد فاسدہ عوام
 اور ہدایت امام ہی اسپین کچھ قباحات نہیں بلکہ ضروری انیاء علیہم السلام کے عیب
 چینیان اچھو گوارا نہیں اور اظہار حق ناگوار ہر چند اس باب میں طول و پالیس ہو اگر
 حافظ صاحب نے فتویٰ پر مہر کر لیا تو جواب نہ یا مگر انی موہنہ بر ایسی مہر خموشی کی لگا
 کہ اس امر میں کچھ نوبی جواب اسکا یہ نہی کہ حافظ صاحب تو مخالفین کی ہی
 واسطی استی اس کلام میں اونکی موہنہ پر مہر لگانے پھر ای پیر پہ موسوس کہ اسکی
 دلیر اور کانون پر اسد تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے کہ حق بات اسکی دلیمن نہیں ہستی
 اور کانون میں نہیں پہنچی تو جو حافظ صاحب نے ایسا احمق اور ابلہ دیکھا تو اسکو
 جواب ابلہ فریبی کا دیگی اور اپنا مطلب بچا گئی پراسکی کانون اور دلیر مہر الہی ہے ہم کو بیکر
 اس جواب کو سننا اور سمجھنا وہ جواب یہہ دیا کہ پہلا مسئلہ تو بالیقین موافق معتزلہ

کی ہی جواب نہ ہوتا تو پھر پوچھتا کہ یہ کہو کہ پہلا مسئلہ مخالفت اہل سنت کی ہی یا نہیں
 اسلیٰ کہ بعضی مسئلہ اہل سنت کی تو موافق معتزلہ کی ہی ہیں اس میں قباحت نہیں جیسی
 حرس اور قبح عقلی کا ہونا مثلاً نزدیک مارتیدی اور صوفیہ کرام کے اور قباحت ہو تو
 مخالفت میں ہو اہل سنت کی نہ صرف موافقت میں معتزلہ کی مگر یہ ایک سمجھ کیا کہ
 میرے مطلب کے موافق تو جواب دیدیا پر مہر کی قول موسو صکا یہ مرکز حضرت
 شاہ احمد سعید صاحب زادیرکاتہ کی سامنی علی روس الاستہاد پیش آیا مسجد جامع
 میں جو لوگوں نے مولوی نصیر الدین صاحب وغیرہ سے پوچھا مولوی نصیر الدین صاحب
 نے کہا کہ ہمارا کہنا کوئی نہیں مانتا پھر ہم کہیں داخل کریں لوگوں نے عرض کیا کہ آپ اگر
 معقول بات کہیں گی تو ہم کہیں نہ مانگی جواب دیا کہ ہمارے کہنے سے لوگ گوشت
 پہلی کہا لو تب اسکا جواب ہم دین علی نہ القیاس جسنی دیکھا ایسی ہی پریشان باتیں
 کہیں واسطی اطلاع خاص و عام کے یہ باجرامع استیفا تحریر کیا گیا عبارت اویسی
 یہ ہی انہی حکام الموسوس جواب اسکا یہ ہے کہ مولوی نصیر الدین صاحب نے
 جو جواب دینا اپنا الکی گوشت کہانی پر کہا تو معلوم ہوا کہ مولوی صاحب نے اویسی کو
 دس سوں کو شاید نہیں دیکھا یا سہ سہری دیکھا اور غور اور تامل کیا نہیں تو باعث اویسی
 کلام کا اس وقت دماغ موجود تھا اس موسوس نے اگر لوگ گوشت نہیں کہا یا تو الکی
 بن کیا بیان اسکا یہ ہے کہ عداوت اہل اندر کے دیال میں اسکو شراب قہر الہی پاک
 گئی تو یہ اویس شراب سے بدست ہوا پیر امنی نقل اور کنگ کی الی موافق و متور شرابوں
 کی الکی گوشت کی کباب بنای اور اویس شراب کی گزنگ کری ایک تو بدست ہوا پیر
 سنی الکی گوشت کی کباب کہا کر اویس جو مولوی صاحب کو چاہی تھا کہ جواب دیدیا ہوتا پر
 دنیا شاید دس سوں کو نہ دیکھا یا دیکھا پر غور نظر مای و اندر تعالیٰ اعلم بالصواب موسوس

کہا چند معقولی ایک شخص کے اور ایک جماعت کا کلام اور علماء دین دار کے حضور میں نہیں
 گئی جاتی ہیں امید ہے کہ بلحاظ تائید لکھید خدا اور رسول کی کہ تمہارا حق میں اور وید شہید کے
 کہ انفرادی کے حق میں دار وہی بعد ملاحظہ مقولات قابل اور رجاعت کی سوال سائل
 کا جواب صاف صاف لکھید انتہی جو سوال سائل کے صاف صاف جواب لکھید کہ
 وجہ معقول ہی تو اہل سنت اور جماعت کی سلف اور خلف سی مریجا اور موافقی تو
 مقررہ انکی کے جو علوم شرع میں ہیں معقول ہی لکھنا ضرور ہوا پھر اگر اتفاق ہو تو بہتر
 بہتین تو وہ موافق سواد اعظم اور تحقیق کے ہوگا قایدہ جانا چاہی کہ جماعت جسنی
 قابل یعنی عالم ربانی علیہ الرحمہ کی اقوال رد کی اس معترض نے کیا یہ اپنی نفس سے کیا
 ہی پر بطور توریہ اور ایہام اور قیہ کی کہ نہ کہ معترض تو شہسی ہی جہی مقدمہ میں اور
 او سکی کلام سی ہی سابق معلوم ہو چکا ہی اور رد اس شہسی کے حقیقت میں دساوس
 خناس میں چنانچہ ان ردوں کی دفع ہی ثابت ہوکا تو ہم ان ردوں کی بغیر ساتھ
 دساوس کے کریں گی اور او کی جو الون کی بغیر میں دفع دساوس کا کہیں گے مقصد
 دوسرے یہ قول ادسکا پہلا مقولہ قابل کا شرک بخاندہ جاو گیا جو او سکی سزا
 ہی مقرر ملی گی پھر اگر پہلی درجہ کا شرک ہی کہ آدمی جس سی کا فر ہو جاتا ہی تو او سکی سزا
 یہ ہی ہی کہ ہمیشہ ہمیشہ کو دوزخ میں رہ گیا اور جو او سے ذری درجہ کے شرک میں او کی سزا
 جو اللہ تعالیٰ کے مان مقرر ہی ہو پاو گیا اور باقی جو گناہ ہیں او کی جو جو کچھ سزا ہیں
 کی مان مقرر ہیں سوا اللہ کے مرضی پر ہیں چاہی دیوی چاہی معاف کری انتہی جماعت نے
 کہا کہ یہ جو اسین گناہ کو تین قسم ہے یا ایک شرک کہ او سکی سزا ہمیشہ دوزخ دوسرے
 غیر کہ او سکی سزا مقرر ہی اور دوزخ غیر معذور تیسری کی سزا اللہ کے مرضی پر ہو یہ بات
 مخالف ہی اہل سنت کی تہذیب سی کہ سوا کی کفر کی ساری گناہ قابل بخشش کے ہیں انتہی

وضع اس وسو قہی کا یہی کہ اس پر کریمین ان اللہ کا لایقہ ہے
 لیکن یہ دلیقہ مادون ذلک من لشاء لفظ ان شرک بہ میں تین احتمال
 ایک یہ کہ مراد اس لفظ سی بطریق مجاز کی مطلق کفری شرک اگر ہو یا اور قسم کا کفری
 کفر انکار کرنے سی حضرت جہانغ کی عز و جل مثلاً تو سب کہ سو انکفر کی کبیرے یا صغیری
 یہاں مکت کہ شرک اصغر ہی نیچی یقہ مادون ذلک کی داخل ہی دوسرے احتمال یہ کہ شرک
 اگر مراد ہی بالخصوص یعنی شرک اصغر اس لفظ سی نکال دیا جاوے بطریق تخصیص عام کے تو
 یہی شرک اصغر اور دوسرے کبیرے اور صغیرے داخل ہی نیچی مغفرت کی پہرہ
 جو بمعنی نیچی اور مکت کی ہو کا تو کفر جو سو شرک اگر کے ہو اس آیت میں اس سے تعرض
 ہوا نہ عدم مغفرت کر کی نہ مغفرت کر کی اور اس میں کچھ مضائقہ نہیں اس کفر کا حکم
 اور لصوص سے معلوم ہی اور جو مادون یعنی غیر اور سو کی ہو تو کفر ہی داخل نیچی
 یقہ کے رہا تو تخصیص کفر کے لفظ عام مادون سی کرنے ضرور ہوگی تو مخصوصاً اس
 اور لصوص میں یہ دو فوا احتمال منشاء اعتراض کا عالم ربانی پر ہی تیسرا احتمال کبیرے
 مراد اس سے مطلق شرک ہے اگر ہو یا اصغر اور لفظ مادون بمعنی تحت ضد فوق کے
 یعنی مکت تو معنی یہ ہیں کہ اور نہیں بخشا کسی شرک کو اگر ہو یا اصغر اور بخشا ہے
 او سکو جو نیچی اور مکت ہو شرک سے تو اس احتمال میں ہی اور قسم کفر کا جو سو شرک
 اگر کے ہو تعرض ہوا اور ہی لصوص سے اس کا حکم معلوم ہو کا پر احتیاج تخصیص کے ہی ہو
 تو سب حقایق اور کیا ہو یا شرک اصغر کے نیچی مادون ذلک کے داخل ہی اور
 کفر جو شرک اگر ہو اور شرک اصغر ان شرک بہ میں داخل ہی اور ہی مراد عالم ربانی کی ہے
 اور ظاہر بہ نظر قواعد پر اور اصول فقہ کی با احتمال ثابت ہو ماسی لفظ عالم تو اول دو احتمال
 پہلوں کو دلیل سے نکال دیتی ہیں اور احتمال ثالث کو ثابت کرتے ہیں

اور کہتی ہیں کہ پہلا احتمال مجاز ہی کیونکہ لفظ شرک کا تو مطلق کفر کی لایٰ مومنوع ہے
 اور شرع مجاز سے پہلے ہی کہ قرینہ صارفہ حقیقت سے پایا جاوے اور یہاں قرینہ صریح
 موجود نہیں کیونکہ شرک کی تو یہاں معنی مراد ہو سکتی ہیں جیسی کہ الٰہی معلوم ہوگا ان
 اسد ثانی تو معلوم ہوا کہ جو خیالی یا اور کسی کتاب میں معنی ان لشرک کی ان یکفر بہ
 لکھی ہیں سو تحقیق کی خلاف ہیں اور درجہ اعتبار سے ساقط اسلیٰ کہ قرینہ صارفہ اور
 معنی مومنوع لہٰی اس میں نہیں ہے اور جو خیالی میں دلیل کی ہے کہ تفسیر کفر کی ساتھ
 شرک کی کری اسلیٰ کہ کفر عرب کا شرک تھا تو اول تو مجاز ثابت کر لو چچی تحقیق شرک
 کی وجہ بیان کرو اور یہی کہتی ہیں کہ اگر مراد یہ ہے کہ کفر عرب کا مختصر تہاشم کفر ہے
 سنو ہی بعضی انکار صانع کی کرتی ہیں و ما لکنا الا اللہ صریح ہے میں ہی کہ یہ انکار صانع کا ہی
 اور بعضی نہیں ہی انکار کرتی ہی شاعر سا مجنون کہتے ہی بعضے معنی ہی انکار کرتی ہی اس میں کوئی تفسیر
 ہیں اور اگر مراد یہ ہے کہ کفر او کا شرک ہی تھا تو یہ موجب خامس تفسیر کا نہیں ہو سکتا
 قرآن مجید تو فصاحت بلاغت میں اعجازی اور عربی میں پہلا ان یکفر بہ کہتی ہے
 کیا مانع تھا کہ کمال واضح ہو تا اپنی مراد میں اور شامل ہوتا سب افراد کفر کو تو معلوم
 ہوا جہاں کفر فرمایا وہاں کفر اور جہاں شرک فرمایا وہاں شرک مراد ہے
 اور اس طرح احتمال ثانی کہ تخصیص عام کی ہے صحیح نہیں کہ یہ تخصیص بلا تخصیص ہے
 رنگیا احتمال ثالث وہی صحیح ہی منظر قواعد مذکورہ کی اب بیان اسکا سنو ضربا
 ضرباً زید ضرباً عین شلاً تاکیدی اس حدیث کی ثبوت اول فعل کا ہی اور
 مکرہ اگر حدیث اول فعل مکرہ ہو تو تاکیدی اسکی ضربا ہی کہ مکرہ ہی ہونگی اسلیٰ کہ جہاں
 الرجل الرجل ثانی الرجل نقتہ وعینہ کہتی ہیں اور جاء الرجل الرجل والرجل نفس منین
 بدو تک تاکیدی کی نہیں کہتی کیونکہ تاکیدی تو افادہ مفاد کا ہی من غیر زیادہ صریح منافی الکتوب

اور افادہ غیر مفاد کا تائیس ہے تاکید اور جو معرفہ مکہ ہو کہ معاد ہونانی غیر اولیٰ
 کی ہوتا ہی اور مخایرۃ متناقی تاکید کی ہی اور حسن جگہ جو معرفہ مکہ ہو کہ معاد اور
 مکہ سی وہی معرفہ مراد ہو تو وہ جگہ تاکید سی غیر ہوتی ہی جیسی اس قول میں حق تھا
 کی انما الھکم اللہ واحد اور جیسی اس بیت ضامی میں صفحہ ثامن بنی دھل
 وَ قُلْنَا الْقَوْمِ اخوان عسی اکیامہ ان یرجعن قہا کالذی کانفا اور غیر
 ان دو مثالوں کی دیکھو مکہ اول مثال میں خبری اور دوسری مثال میں مفعول بہ
 تو ہر مقام تاکید کا نہیں اور یہی دولت فعل کی حدت کلی پر ہی کہ وہ مفعول مکہ کا ہی نہ حد
 خبری اسلی کہ سچ مثال جارئی زید و عمرو کی صدر الشریعہ فی جارئی دوسرا مفعول
 کی نئی مقدر کر کی کہا ہی کہ ضروری ہی یہ کہ محی زید کی غیر محی عمرو کی ہی علامہ تقدیر
 فی ادس پر رد کیا اور کہا کہ تقدیر جارئی دوسرے حاجت نہیں اسلی کہ محی جو مستفاد
 جارئی سی ہی وہ معنی کلی ہی کہ تعلق او سکا مقدر سی ممکن ہی لہذا علما عربیت طاع
 رکھتی ہیں اس پر کہ یہ باب عطف مقدر سی ہی مقدر پر نہ قبیل عطف جملہ سی ہی جملہ پر
 بالحدیث ہو مفعول فعل کا ہی سچ معنی مکرر کی ہی اور کلی اور یہی فعل صفت
 مکرر کی واقع ہوتا ہی نہ صفت معرفتی کی رایت رجلا یہی کہتی ہیں اور روایت
 زید ایری نہیں کہتی توصیف سی بلکہ کہتی ہیں یہی حال ہی زید سی نہ اخت تعلق
 مکہ ہو کہ نہ معرفہ اسلی کہ لغت اور مشورت میں اتحاد تفریق اور تنکیہ میں شرط ہے
 اور یہی مقررات آئمہ عربیہ سی کہ ان مصدر کی ساتھ فعل بمعنی مصدر کہ ہوتا
 ہی جیسی اعجی ان یقتل زید بمعنی قتل من زید لہذا التقدیم معمول کے مصدر پر جائز
 نہیں رکھتی جیسی تقدیم معمول ان یقتل کے ان یقتل پر اور اسی لئی کہ فعل
 بسبب دخول ان مصدر کی معنی میں ہوتا ہی اس ان کو مصدر یہ کہتی ہیں اور

عمل مصدر منون کا شایع اور کثرتی بجا ان مصدر معروف باللام کے کہ او سکاعل لیل
 ہی سبب اسکی کہ مشابہت دو نوعین تم ہو گئی کیونکہ فعل تو نکرہ ہی اور یہ معروف
 باللام حرفہ اور قران مجید لغت عرب فیض اور بلخ پر اور موافق محاورہ فصحا
 اور بلخ کی مارل ہو ہی تو بنا بر قواعد مقررہ اور موسسہ کی کہا جاتا ہی کہ لغت ان لیسر
 بہ کریمہ ان اللہ لا یغفان لیشک بلہ من یعنی اشتراکا کی ہو کارہ الاشتراک
 کی اور اگر کسی تفاسیر میں بجای اشتراکا منون کی الاشتراک بہ معروف باللام مذکور
 ہو تو لام زائد ہو کا یا لام استعراق کا مرادی اور تسلیط نفی ہی اسپر عموم نفی نہ نفی
 عموم مراد ہوگی بنظر ان قواعد مذکورہ یکے اور کلام ہی محتمل ہی اسلی کہ لیسر کل جیکہ
 سورفع ایجاب کلی کا ہی واسلی سلب کلی کی ہی مشتمل ہی صراح بہ سید الشہ
 فی حواشیر علی شرح الشمسیہ حیث قال فیہا فعلى هذا الیسر کل
 یحتمل سلبا کلیا اور اشتراک اور شرک دو نوع ہیں شرک اکبر اسکو شرک جلی
 ہی کہتی ہیں اور شرک اصغر اسکو شرک خفی ہی کہتی ہیں شرک جو دو نوع ہی ہر دو
 نوعون شرک ہی بتعیر ساتھ مطلق شرک کی بدون تفسید کی ساتھ اکبر اور اصغر
 قران مجید اور حدیث شریف میں واقع ہی کریمہ ان اللہ لا یغفان لیشک
 بلہ شرک اکبر میں اور کریمہ ولا یشک بعبادۃ ویداجدا شرک اصغر میں کہ عمل عبادت
 میں ریائی نازل ہو ہی کما اتفق علیہ المقاسیر اور جو ان لیشک بہر معنی
 اشتراکا کہ مفعول بلا یغفر کا واقع ہی نوکرہ سیاق نفی میں واقع ہو جیسیکہ ما
 ضرب زید احد امین اور جیسیکہ اس کریمہ میں ان اللہ لا یستحی ان یضرب
 متداہی لا یستحی ضرب مثل ای مثل کان اور جیسے اس آیت کریمہ میں و
 ما کان للبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب الا یہ یعنی

کسی آدمی کی حد نہیں کہ اوس سے کلام کریں اور اشاری سے یا برویکی پہنچی الخ
 اور جیسی اس آیت میں اولئك ما کان لهم ایدیا خلوهما اکثافاً
 جیسے افراد دخول کیے مراد میں دلیل استثنا اور جیسی اس کریمہ میں کاجناح علیکم
 ان تلبثوا فی اقصاء من ربکم سبب افراد ابتعا کی ظاہر مراد میں والد تعالیٰ
 اعلم اور قواعد مقررہ عربیہ اور اصول فقہی ہی کہ مکڑہ سیاق نفی میں مفید استخراج
 کا ہی خواہ اسم مکڑہ ہو جیسی باجائی احد خواہ فعل جیسی لا اکل اول میں فرد مختص
 کی نفی ہی کہ مدلول اسم مکڑہ کا ہی دوسرے میں نفی ہائیدہ کی کہ مدلول فعل کا ہی نفی
 جمیع افراد کی ہو جاتی ہی ہی استتراق ہی تو مدلول صریح اور ظاہر نص مذکور کا
 یہی کہ اللہ تعالیٰ نہیں بخشا کسی نوع شرک اور کسی فرد شرک کو جلی ہو یا خفی او
 بخشا ہی وہ جو نجی اور کثر شرک ہی ہو اور دونوں معنی تحت ضد فوق کیے اور
 بمعنی غیر کیے ہی اور دونوں معنوں ہی تفسیر صحیح ہی پر اور تقدیر معنی غیر کیے
 احتیاج پر مکی طرف تخصیص کر دینی اور نکال دینی اوس کفر کے جو سوا شرک کی ہی
 با دونوں ہی یعنی وہ مخصوص جتنی کافروں کا محدود فی الزمان ہوا ثابت ہی اودن خصوصوں
 کی اس کفر کو با دونوں ہی نکال دیا بخلات معنی تحت کی کہ اس تقدیر پر کفر با دونوں میں
 داخل ہی نہیں تو حاجت تخصیص کی نہیں تو اسلی یہ تفسیر اولی ہی اور عدم مغفرت
 شرک خفی کی کہ نص کتاب ہی بنظر قواعد مذکورہ کی استفاد ہوتی ہی احادیث صحیحہ
 میں اسکی تصریح واقع ہی جیسیکہ الکی او کیا انشاء اللہ تعالیٰ تو تخصیص اور اخراج کردہ
 میں شرک خفی اور اصغر کی اور ارادہ کر نہیں شرک اکبر اور جلی کے یا بخصوص کہ خلاف
 قواعد مذکورہ کی ہی نص ان اللہ لا یغفر ان یشتبہ فی نص مخصوص قطعی الذلالت
 اور ثبوت جیسیکہ نص کتاب اللہ ہے صاحب شریع علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی بروایت

صحیحہ درکار ہی اور بدون نفس مخصوص مذکورہ کی مومن بالحد و بالیوم الاخر کو جرات
 اس پر مشہور نہیں اور مورد نفس ان الله لا یغفر ان یشک بہ کا جو شرک اکبر
 ہی اور مورد نفس ولا یشک بعبادۃ ربہ احد اکا جو شرک اصغر ہی یہ
 موجب ارادہ شرک اکبر کا یا مخصوص کریمہ ان الله لا یغفر ان یشک بہ میں اور
 موجب ارادہ کرنے شرک اصغر کا آیت ولا یشک بعبادۃ ربہ بعد اسی نہیں ہو
 سکتا اسلیٰ کہ اجماع امت کی اس قاعدہ پر یہی کہ العبادة لعموم اللفظ لا لخصوص
 المولد اگر یہ قاعدہ ہو تو انفرادی زانی صحابہ رضی اللہ عنہم سنی انفرادی شرک
 اسلام کا لازم آتا ہی اور وہ جو بعضی تفاسیر میں پہلی آیت کی بیان میں شرک اکبر اور
 دوسرے آیت کی بیان میں شرک اصغر بیان کر ل ہیں بدون نفی دوسرے قسم کے
 تو یہ قبیل اکتفا ہی ہے ساتھ ذکر مورد کی نہ جنس ہے شرک اصغر سے آیت اولیٰ
 میں اور نفی شرک اکبر سے آیت ثانیہ میں نہیں تو قواعد موسرہ اتفاقیہ عربیہ اور
 شرعیہ کا ہم لازم آوے گا و ہوا بطلان لاجماع تفسیر قران القرآن میں موافق قواعد
 مذکورہ کی ایسا مذکور ہی ولا یشک بعبادۃ ربہ احد اکا جو شرک اکبر
 میں موافق قواعد مذکورہ کی دو قسم شرک کے جلی اور خفی مراد ہیں تو موافق اولیٰ
 قواعد مسطورہ کی اس آیت کریمہ میں ان الله لا یغفر ان یشک بہ دو قسم شرک
 کی چاہی کہ مراد ہوں اور بدون بیان فارق اور خلاف اصول مقرر مذکورہ کی ارادہ شرک
 جلی کا یا مخصوص اور اخراج شرک خفی کا یا مخصوص اور اخراج بلا مخصوص اور بغیر مخرج کے
 ہی تو مقبول ہو گا اور دعویٰ اجماع اہل سنت کا اس تحفہ میں بر مجمل خفایں ہی بلکہ خبر
 اہل علم میں اسلیٰ کہ فرق در میان مخصوص اور ناسخ کی یہی ہے کہ مخصوص میں اتصال
 زانی کا چاہی حقیقتہ یا ظاہری صورت عدم معرفت کا رنج میں اور ناسخ میں نہ اتصال

کہ تو جو اجماع زمانی نزول وحی میں حجت نہیں ہی حجت اور کسی جدا افتراض زمانی وحی کے
 ہی بلکہ زمانی میں نزول وحی کی اجماع متفقہ ہی نہیں اسلامی کہ بغیر شمول حضرت کی صلی اللہ
 علیہ وسلم اجماع نہ ہوگی اور جب شمول حضرت کا ہوگا علی اللہ علیہ والہ وسلم تو صرف
 قول حضرت کا کافی ہی صلی اللہ علیہ وسلم دوسری قول کے احتیاج نہیں تو نہ یہ اجماع
 جو اوپر جو از عفو بر صغیرہ اور بکیرہ کی سواری شرک جلی کے ہوگی تو یہ اجماع عام
 عموم نفس کے ہوگی نہ مخصوص اور یہ جمہور کے نزدیک جائز نہیں ہی بلوچ میں ہی
 ق الجہود علی اناہ کالینتہ و کالینتہ بدر صغیرہ کی راجح ہی طرف
 اجماع کے اور ہدایہ میں منسوخ ہوئی مستحکم کہا ہی قد ثبت اللہ فی اجماع الصحابۃ
 رضی اللہ عنہم فتح القدر میں کہا ہی لیس الباء للسیبۃ فان المخاد
 ان الکلام لیکون فاسخاً پر ناسخ اور حدیث ذکر کردی یا کہی میں ہم کہ دعویٰ
 اجماع اہل سنت کا اس تخصیص پر صحیح نہیں اسلامی کہ اگر لوں اجماع ہی کہ شرک اصغر
 بدون توبہ کی جائز العفو ہی یعنی یہ اجماع شرک اصغر کی عفو پر بالخصوص منفقہ
 بولا و ثابت کرو ہم دیکھیں کیونکہ ثابت کرتی ہو اور اگر یوں کہو کہ اجماع اہل سنت کے
 ہی کہ سو اکثر کی اور گناہ صغیرہ اور بکیرہ جائز العفو میں تو اس عموم میں شرک
 اصغر ہے ایسا تو ہم کہتے ہیں کہ جائز ہی کہ یہ عام بنظر شرک اصغر کے مخصوص بعض
 ہو جیسی اس ہی حقوق کنار اور حقوق دو اب اہل سنت کی بیان مخصوص ہیں کیونکہ
 طریقہ عفو کا انکی اہل سنت کو موافق اصولی شرع کے معلوم نہیں ہوتا کیونکہ طریق
 فیصلہ کا درمیان مومنین کے تو یوں مقرر ہی کہ حسنات ظالم کے مظلوم کو دیے
 بادین گی اور نہیں تو سیئات مظلوم کے ظالم پر رکھی جادین کی اور یوں ہی ہوگا کہ
 اللہ تعالیٰ اپنی فضل سے مظلوم کو بخشے اور اسکی دلیں برہم کر دے کہ میں تو

رضی اللہ عنہما نہیں کہتا کہ اہل سنت سی خارج ہو یا یون کہی کہ معتزلہ کے برابر ہو
 تو عالم ربانی جو بنظر قواعد مقررہ اہل سنت کی فرماتی ہیں کہ ظاہر اور صریح اس آیت
 سی ان اللہ کا یقین ان لیسٹک بد الایہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دو نو قسم شرک
 کی مغفرت نہیں تو کیونکر نسبت خروج کی اہل سنت سی اور نسبت دخول کی معتزلہ
 میں اور کئی طرف صحیح ہوگی تو یہ دو نو نسبتیں تو صریح حیالت اور ضلالت ہے
 جو نفس کتاب اللہ سی بنظر اور بحکم قواعد معتبرہ عریہ اور شرعیہ کے جو موافق
 اہل سنت کی ہیں عدم مغفرت دونوں قسم شرک کی دریافت ہوئی اب عدم مغفرت
 شرک اصغر کی سنت سی سنا چاہی تو پہلی ذکر کرنی احادیث کی یہی ہیں جان لیا
 چاہی کہ عدم عفو اور عدم مغفرت کو مواخذہ لازم ہی لیکن مواخذہ اور سزا منہ
 اس میں نہیں کہ دخول ناریہ ہو بلکہ مصیبت جو پہنچتی سی وہ سزائی عمل پر ہے
 جیسی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا صَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ
 وَيَعْرِضُ عَنْ كَثِيرٍ توما کسبت میں شرک اصغر ہی داخل ہی البتہ سزائی کفر باوجود
 اور انواع سزا کی حلود مار ہی ہوگا ایک مرتبہ چراغ بی بی عائشہ صدیقہ کا گل ہو
 گیا حضرت فی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زبان مبارک سی کہا انا للہ وانا
 الیہ راجعون بی بی صاحبہ نے اسکو مصیبت سنا کی تعجب کیا اپنی صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم فرمایا کہ جو امر مومن کو پہنچی اور وہ موجب فتنہ سی کا اسکو ہو تو وہ اسکی
 مصیبت ہی تو دیکھو جو شرک اصغر یعنی ریابو موجب خطہ عمل یا نقصان ثواب کا ہوگا
 جیسی اکی آتی تو وہ موجب فتنہ سی مومن کا ہوگا بی شک تو یہ اسکی مصیبت ہوئے
 اور مصیبت اللہ تعالیٰ فی سزائی عمل فرمایا ہی تو ریابو شرک اصغر مواخذہ ثابت
 ہوا تو عدم مغفرت ہی اسکی ثابت ہوئی اب سنو تفسیر مظہر ہے میں سنی اس آیت

وفي صحيفة امثال السجالات من الحسنات فيقول رب العرش
 تبارك وتعالى صليت يوم كذا اليقال صلى قلن انا الله لا اله
 الا انا الى الدين الخالص وصمت يوم كذا اليقال صام قلن
 انا الله لا اله الا انا الى الدين الخالص فما يزال يحكي شئ بعد
 شئ فيقول مكاه لغير الله كنت تعمل وعرف شد ادب
 اوس رضي قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلي
 ان الله تبارك وتعالى لجميع الاولين والآخرين بقيق واحد
 ينفذ البصر وليسمعهم الداعي فيقول انا خير شريك لكل
 عمل لي في دار الدنيا كان فيه شريك فانا اذعه اليوم
 لشريكك ولا اقبل اليوم الا خالصا واه الا صبهما في انتمى
 مع الاخصار طريقه محمد بن يدينا عن جبلة اليحصي رضي عن
 النبي صلى الله عليه واله وسلم انه قال ان المرأى ينادي يوم
 القيمة يا فاجرا يا غادرا يا كافرا يا خاسرا ضل عمالك وحبط
 اجرلك اذهب فخذ اجرلك ممن كنت تعمل له غور جاسي كزناك جرت
 به يد امين راوي كوهنگي حضور صاحبوا كافر او مسكها بطونكا تو كيا دلت اور رسوا
 او مسك حاصل هوگ اور كيا خوت ادسكي دل پرستولي هوگا ايا به متعرت بي يا عقوبت
 ان حديثون سي معلوم هو كه شرک اصغر يعني بيا موجب حبط عمل كاي بسي شرک اكبر
 اور كفر فرق اس قدر هي كه كفر اور شرک اكبر موجب حبط سب حسنات كاي اور شرک
 اصغر سبب حبط ادس كاي بسيمن ده شرک اصغر واقع هو تو به حبط عمل كاي بسي
 هو اور سزا تو مبت سي بي ثابت هو كه شرک اصغر معفو اور مخفور هو كا عالم برآ

لی تو نہیں فرمایا کہ شرک اصغر میں مواخذہ دخول ماری ہی ہوگا بلکہ فرمایا ہی کہ شرک
 اصغر میں تو سزا ہوگی ہر وجہ سے جو ہو البتہ شرک الکر کے سزا قتل و ماری اور سوا کی
 اور بھی اگر کوئی کہی کہ دعویٰ سب واقع ہو نیوالی میں اور وعید بعضی واقع ہوگی
 حال انکہ خبر دونوں کی ایک ہی طرح ہے تو علمانی اسکی کئی جواب دیے ایک یہ کہ خلف
 وعد کیا عیب ہے اور وعید کا نہیں بلکہ کرم اور فضل گنا جانی اور حدیث مستمر فرم
 انس بن مالک ہی اس مضمون میں مروی ہے عقاید جلالی میں ہی انس بن مالک سے کہ ان
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال من وعده الله تعالى
 على عمله فابا فحق مآله ومن اوعده على عمله عفا با فحق
 بالخیار انتہی مع الاختصار اور یہ ہے اس میں کہ بھی بن معاویہ کہی ہے
 کہ وعدہ حق البتہ ہے ومن اوفى بالوفاة من الله تعالى اور وعید حق حق ہے
 کما ہی جایی بخشی جایی عذاب کری لیکن توقع مغفرت کی بہت ہی اسلی کہ وہ عفو فرمایا ہم
 ہی کریم ہی عذر اجل لیکن محققین کے نزدیک یہ وہ دو وجہیں پسند نہیں کیونکہ اس میں تبدل
 قول کی ہی اور اسد تعالیٰ فرمائی مایید للقول لای پر کہا کہ یہ مضمون وعید کے
 یا انتا اہتدین تو تبدل قول کی ہوگی کیونکہ تبدل قول کی اوپر تقدیر اخبار کے ہوتے
 ہی یا یہ کہ مضمون وعید سے مراد استحقاق ہی مضمون وعید کا نہ وقوع جیسی اس
 نص میں اشارہ ہی نکلتا ہی فجزا اعم حصہ حصہ کا یہ یعنی جزا اسکی بہت ہی واقع ہو
 یا اپنی کرم ہی عفو فرما دین یا یہ کہ مراد تو اذن مضمون سے وقوع ہے نہ استحقاق فقط
 پر یہ وعیدات مقید ہیں ساتھ ان جوڑی کی یا ان لم یغفر کے مثلاً تو جائزی کہ احادیث
 وعید ریاکی ہی ہوتی ہوں تو جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ یہ تینوں وجہیں مضمون
 وعید میں ہیں نہ مضمون جو حد تک ریاکی میں کہہ نہ کہ اس میں تو قیامت کا احوال ہی نہ

ہی تو انشا کیونکر ہو سکی اور بعضی کلام کو انشا کہیں اور بعضی کو اخبار یا خود بخود بنی
 دونوں کلاموں کو ایک ہی شق پر تو یہ افسح عرب اور عجم کے کلام میں نہیں کہا
 جاتا اور ایسی ہے توجہ استحقاق کے کہ واقع ہو یا مقید ہونا ساتھ شرط مذکور کے یعنی
 ان جو ری یا ان لم یغفر کی مثلاً خصوصاً ان حدیثوں میں جنہیں لفظ انا یعنی الشکر
 عن الشکر یا انا خیر شرک ہے اسلامی کہ مراد استحقاق و عید کا اگر ہو اور وعید واقع
 ہو یا یہ کہ وقوع تو مراد تھا پر مشروط تھا ساتھ عدم عفو کی توجہ عفو ہوا تو شرط
 نہائی گئی تو وعید یا انکیا تو ہم کہتی ہیں کہ یہ کہنا صحیح نہیں اسلامی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی
 ذات پاک کو اغنی اور خیر شرک ہے اس عمل میں فرمایا جیسی وہ سب ماسوا سے اغنی
 اور خیری تو اگر یہ وعید واقع ہو تو وہ عمل یا کاقبول ہو تو ذات پاک پر غرور و جل
 اوس شرک ہے اغنی اور خیر ہو نا صادق ہوا العیاذ باللہ تعالیٰ تو معلوم ہوا کہ یہ
 صبط عمل یا اگر توبہ ہو تو ضرور واقع ہو گا تو مغفور ہوا اور مراد عالم ربانی کی ثابت
 ہوئی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب پھر اگر کوئی کہی کہ احادیث مذکورہ سے تو عدم مغفرت
 ایک شرک اصغر کے جو ربانی ثابت ہوئی شرک اصغر کے تو اور بھی اقسام میں ادنیٰ
 مغفرت کا ہونا ان حدیثوں میں ثابت ہوا تو دعویٰ عالم ربانی کا جو عام تھا ثابت
 ہوا جواب امکا یہ ہے کہ جب جمیع اقسام اور افراد شرک اصغر کے مغفور ہوتا اور کما
 لخص کتاب اللہ سے ثابت ہو چکا جیسی مذکور ہوا پھر ان حدیثوں میں اور اقسام کا حکم
 عدم مغفرت کا اگر ثابت ہوا تو عالم ربانی کی مطلب کو متضرر نہیں کیونکہ دلیل اقویٰ سے
 تو ثابت ہو چکا ہے اگر ان حدیثوں میں ثابت ہوا تو کچھ مقبلیہ نہیں پھر یہ قول ہو گا
 کہ اہل سنت کی مذہب میں سوائے کفر کے سارے گناہ قابلِ بخشش کے ہیں یہ کلیہ ان ربانے
 حدیثوں میں باطل ہو گیا اب سنا چاہیہ جو اسجد ان نے معنی آیت کریمہ کے بیان کی

سو موافق قواعد و اصولی شرح اور عربیہ کے ہیں جیسکے معلوم ہو چکا ہے اگر یہ ہے
 مراد حضرت رب العالمین جل و علا کی ہی تو جنہو المراء و الحمد للہ علی ذلک اور اگر اس کی
 خلاف مراد ہو تو آنا وعدہ قیاس **قول** موسوسکا اور ملتی ہوئی ہی معتبر نہ ہے
 ایک فرقہ گراہ سی تفسیر عزیزی میں بیان کیا کہ خارجی اور معتزلہ مرکب کبیرہ کے
 وعید کو قطعی دایمی کہتی ہیں اور کہا کہ بعضی از ایشان وعید قطعی منقطع را بآ
 اثبات می کنند و میگویند کہ اوشایان عفو خداوند البتہ معذب خواهد شد اما عذاب او
 منقطع خواهد شد و آخر تا بہ پشت خواهد رفت و ہمین است نہ برب بشر مرسی و خالد سے
 دیگر جامدان بی وقوف است و فتح اس و سوم
کایہ سے کہ خارجی اور معتزلیے وعید
 مرکب کبیرہ کو ساتھ دخول ناس کے قطعی دایمی کہتی ہیں اور عالم ربانی نہ ہر ترک کبیرہ
 کو کہتی ہیں بلکہ صرف شرک اصغر کو اور نہ ضرور دخول ناس کے قایل ہیں بلکہ ہر طرحی
 کہ مشرک تو بات عالم ربانی کے انسی ملتی ہوئی نہوی اور مرسی اور خالد سے جو قطع
 منقطع کہتی ہیں تو اسی دخول ناس کو کہتی ہیں کہ منقطع ہو جائیگا اور عالم ربانی مختص
 وعید شرک اصغر کا ساتھ دخول ناس کے قطعی نہیں کہتی بلکہ یہ کہتی ہیں کہ اس
 آیت سی ان الله لا یغفر ان یشک باء الا یہ عدم مغفرت شرک اصغر کے تا
 ہوتی ہے پر جز شرک اہل کے انہ مقرر ہے سو یا دیکھا یعنی یہ ضرور نہیں کہ دوزخ
 ہی اسکی سزا ہو جہ جانی کہ مخلد ہو یا منقطع بلکہ ہوسکتا ہی کہ دنیا یا برزخ میں اسکی
 سزا ہو اور آخرت میں پاک ہو جاوے یا آخرت میں ہو تو سوا ہمارے اور طرح سے ہو
 یا ناس سے ہو بغیر غلو و لیکن یہ ناس سے قطعی اور ضرور نہیں ہر دیکھو جو آخرت میں پڑا
 سی سزا ضرور کہتی ہیں انسی یہ بات ملتی ہوئی نہوی اور اصل بات تو یہ سی کہ جو بات

دلیل صحیح سی ثابت ہوا میں اگر اور کوئی فرقہ گمراہ تھا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں کہ نہ
 وہ فرقہ تو اس بات میں گمراہ نہیں اور باتین گمراہ ہی جیسی حسن اور قبح عقلی میں
 معتزہ ماتریدہ اور صفویہ سے ملتی ہوئی ہیں اور جیسی یہ موسوس اور اسکی شیعی جہتہ
 ماتریدہ سی ملتی ہوئی ہیں ثبوت حرمت مصاہرہ میں بسبب ناکافی فلا لا شریہ بلکہ اگر
 تتبع کرو تو کوئی فرقہ اہل قبلہ سے ایسا نہیں کہ کسی بات میں اہل حق سی ملتا ہو انہو
دوسرا دوسوہ قول اوسکا دوسرا مقولہ اوسکی مثال
 یہ ہے کہ بادشاہ کی نقیرین اوسکی رعیت جتنی کریں جیسی جوہری وغیرہ چاہی تو
 بیکڑی چاہی معاف کریے اور ایک نقیرین اس ڈھب کے میں جہیں بغاوت بگڑتی
 ہی یہ نقیرین سیبا نقیرین سی بڑی ہیں اوسکی مزا ہی مقرر اسکو پہنچی ہے
 اور جو بادشاہ اوس سے غفلت کرے اور امیوں کو سزا نہ دی اوسکی بادشاہت
 میں مقصور ہے چنانچہ عقلمند لوگ ایسی بادشاہوں کو بغیرت کہتی ہیں سوا دس سالک
 الملک شہنشاہ غیر سے ڈرا چاہی کہ برلی سرکار زور رکھتا ہی اور دیسی ہے
 غیرت سو وہ مشرکوں سے کیونکر غفلت کرے اور کس طرح اوسکو سزا نہ دے انہی ملخصہ
 جماعت کی کہا کہ یہ جو اللہ تعالیٰ کی مثال دیے بادشاہ سے اور سزا نہ دینی میں
 بادشاہت کا مقصور اور عقلمند لوگوں کا بغیرت کہنا نہیں بلکہ اگر اللہ تعالیٰ کو کہا کہ
 مشرکوں سی کیونکر غفلت کرے اور کس طرح اوسکو سزا نہ دے سو یہ بات حیا لقیہ
 مذہب اہل سنت کی کہ اللہ تعالیٰ سے مگوی فعل قبیح نہ اوسپر کچھ واجب یفعل
 ما یشاء و محکم مایرید لا یسال عما یفعل وہم لیسئلون دفع الز
دوسوہ کا یہ ہے کہ یہ موسوس تو اسکی اونڈی موہنے گراہے تو مسائل
 دین سی کچھ واقف نہیں دوسوہ مسلمانوں سیبا دلونیں اگر کچھ لوگوں کو اپنی بدینے

میں شریک کر لیا سراسر اس دوسری کا دفع کرنا واجب ہوا یہ جو لکھنا ہے کہ یہ بات
 مخالف ذہب اہل سنت ہے یہ جو ٹوٹا ہوا ہے اور صواب و اعظم اہل سنت کی مذہب کے
 موافق ہے اگرچہ جماعت قلیل کی مخالفت ہی مطلب عالم ربانی کا اس پیش اور ضرب النعل
 سی یہ ہے کہ حسن اور قبح موافق مذہب صواب و اعظم اس امت کی جو صوفیہ کرام اور متبرک
 ہیں علی ہے اور معتزہ ہے اس کی قابل میں جیسی کہ آئی اور عفو شرک سے باوجود
 قدرت کی انتقام پر قبیح عقلی اور لای غیرت ہی تو بول سسر کا زور آور اور غیور ہو
 یعنی اللہ تعالیٰ تو اس سے عفو شرک کا نہایت قبیح ہو گا اور انحال آئی قبح
 سی منور میں یعنی باوجود قدرت کی لا یفعل البقیع تو عفو شرک کا عقلاً ہی واقع
 نہ ہو گا جیسی معرفت صانع کے اور توحید اور صفات کمالی اس کی ان پر شرع موقوف
 ہی اور یہ عقلی میں شرعی نہیں یعنی موقوف اور پر شرع کی نہیں تو دور لازم آوے
 کما ذکر فی علم الکلام والاصول طریقہ محمدیہ اور اس کی سرحدیں یہ عبارت ہی واللہ
 تعالیٰ لا یعضان یشکر بہ لان الا شہاک غایہ قابل للمعقود اصلاً
 لنص القدان وھل یقبلہ عقلاً او خلان قال الا شہرے نعوف
 یدل لہ قول عینی علیہ السلام وان تعقلم لھم الا یہ وقال
 الماتق یدی کالان ذنبہ یمنع التکفیر عن السیات یعنی ہر گناہ شر
 اس مرتبہ میں قبیح اور خبیث اور پاک ہے کہ مانع ہی عفو اور سیات کا ہر ایک
 قابلیت عفو کی رکھتا ہو گا زور و عقل کے اور اگر ہر تہہ گردنی والا اور حسنات کا ہر
 جیسی گندگی موجب مغفرت کے ہی اور طعام سے جو اوس میں بڑا دوسے تو پر وہ آپ
 گندگی کیونکر موجب مغفرت کی ہوگی یہ بات تو پر عقل والا سمجھتا ہی سوال
 اگر کرے کہی کہ شریح طریقہ محمدیہ سے معلوم ہوا کہ مراد شرک ہی آیت عن شرک

اکبر ہے اس لئے کہ مانع تکفیر سیئات کا یہی شرک اکبر ہی نہ شرک اصغر ہی اپ
 نہیں مانتی ہم کہ مانع تکفیر کا شرک اصغر نہیں بلکہ ایہ بھی مانع ہی تکفیر کا فرق اس
 قدر ہی کہ شرک اکبر سیئات کی تکفیر کا مانع ہے اور شرک اصغر اسی فعل
 کے تکفیر کا مانع ہی جس فعل میں یہ شرک اصغر واقع ہوا فرقاً بین الاکبر والا صغر
 جیسی ریا کہ حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جس فعل میں ریا واقع ہو وہ فعل ضبط اور اکاثر
 ہی اور ریا شرک اصغر ہے موافق حدیث کی اور یہی کہتے ہیں ہم بر تقدیر تسلیم کہ قول
 صاحب طریقہ محمدیہ کا مخصوص عموم نفس کا تو نہیں ہو سکتا غایت مافی الباب یہ کہ
 دلیل مذکور شرک اکبر کے ساتھ خاص ہوگی تو دلیل جو شامل شرک اصغر کو ہے
 کہ مغفرت مطلق شرک کی قبیح عقلی ہے اور قبح عقلی سے تنزیہ واجب تعالیٰ کے
 ضروری ایسا ہو کہ یہ مسئلہ فرع ہے حسن اور قبح کا جو حسن اور قبح شرعی کہتی
 ہیں وہ عقلاً شرک کو قابل عفو کی جائز کہتی ہیں جیسی اشعر یہ اور جو عقلی کہتی ہیں
 و عقلاً ہی عفو شرک جائز نہیں کہتی جیسی ماتریدی اور صوفیہ کرام اور معتزلی مسلم
 اور اسکی شرح میں ہے عند الامتاعرة التابعین للشیخ ابی الحسن
الاشعری المعدودین من جملة اهل السنة والجماعة ايضا
شرعی ان يجعله متصفاً یا لا یھما فقط لا یغیر من غیر حکمت
و صلوح للعقل فما امر به الشارع حسن وما لم یأمر به فیه و
لو انعکس الامر ای امر الشارع انعکس الامر ای امر الحسن والیقین
فیصدی ما کان حسناً قبیحاً وبالعکس وعندنا معشما ماتریدی
والصوفیة الکرام من معظم اهل السنة والجماعة وعند
المعازلة عقلی ای لا یتوقف علی الشرع لکن عندنا من متأخری

الماتریدیہ لا یتکلزم صد الحسن والقیہ حکما من اللہ تعالیٰ
 فی العبد بل یتصلر موجبا لاستحقاق الحکم من الحکیم الذی
 لا یرجح المرجح فالحکم هو اللہ تعالیٰ والکاشف هو الشرح فما
 لم یحکم اللہ تعالیٰ بأرسال الرسل وانزال الخطاب لیس هناك
 حکم أصلا فلا یعاقب بترك الأحکام فی زمان الفترة ومن
 فہنا اشتروطا بلوغ الدعوة فی تعلق التكلیف فالكافر الذی
 لم یبلغه الدعوة غیر مكلف بالایمان ولا یواخذ بکفره فی
 الآخر وهذا الذی یمتثل فرای المعتزلة والامامية من
 الروافضیة خذلهم اللہ تعالیٰ والکرامیة والبراہمہ فانہ
 ای کلام من الحسن والقیہ عندهم لو جب الحکم من اللہ اذہو
 الحکم لا غیر فلو لا الشرح بما هو شرع بیان فرض عدم ارسال
 الرسل وكانت الافعال باجماع اللہ تعالیٰ لو جبت الأحکام
 علی حسب ما فصل الان فی الشریعة الحقہ الی اخرہ اشاعرہ کے
 حقین محدود اہل سنت صی کہا اور ماتریدیہ اور صفویہ کو معظم اہل سنت کی کہا کہ
 اور جو قوفی اور جہل اسکا یہ ہے کہ اگرچہ باطن میں تو رافضی اشاعری ہی پر قیہ
 کے رد سے تو اپنی تین منفی قرار دی ہائی غار و روزہ حقیقوں کے طرح کرتا ہی سو یہ بیوقوف
 اتنا نہ سمجھا کہ ماتریدی کے عقاید کے تو یہ بات مخالف نہیں ہے اصل بات یہ ہے
 کہ اپنی رافضی کے سنی تو خوب جانتا ہی اور ہمارے یہاں کے سنی اور سے لی کہا
 ہی آدمی بات سمجھتا ہے نہ ساری چنانچہ یہاں بیان ہوا اور الکی یہی کہا جاد کیا اور
 اس مومسوں نے یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ سے نہ کوئی قتل قیس نہ او سپر کہہ واجب

یہی اسکی حیالت پر دلیل ہے اول مسئلہ میں تو موہنہ مک اند اور دوسرے میں
 کچھ تفصیل ہے یہ عبارت کہ اللہ تعالیٰ سے نہ کوئی فعل قبیح اسکی دو معنی ہیں ایک
 یہ کہ جو فعل واقع ہوا یا ہو گا وہ قبیح سے دور ہے تو یہ معنی حق میں پر ہو سوس
 کو کچھ مفید نہیں کیونکہ مشرک کی مغفرت تو واقع ہونگی تاکہ بعد وقوع کے کہا جاوے
 کہ یہ قبیح نہیں اور اس معنی میں تو نفی قبیح کے افعال واقع ہی سی ہی دوسرے
 معنی یہ کہ جو فعل عبادی ہو تو وہ قبیح ہو اور جو اللہ تعالیٰ سے وہ واقع ہو تو
 قبیح نہ اس لیے کہ فعل قبیح تو اللہ تعالیٰ سے منظور ہے نہیں جسی مغفرت
 شرک کی کہ جو بادشاہ اپنی شریک اور شریک والوں کو معاف کری اور درگزر
 کری تو یہ قبیح ہی اور اگر اللہ تعالیٰ درگزر فرمادے اور مغفرت کری تو قبیح نہیں
 اسلی کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی فعل قبیح منظور نہیں شرح عقاید جلالی میں یوں ہی *
 اجمع الامۃ علی اللہ تعالیٰ لا یفعل القبیح لکن الاشاعر ذہبوا
 الی انہ لا یتصور منہ القبیح لان الحسن والقبح العقلیین متفیضان
 و الشریعین لا تعلق لهما بافعالہ تعالیٰ تو یہ دوسرے معنی اگر اتفاق
 اجماعی ہوتی یا قول سواد اعظم کا یا تحقیق ہو تو اور عالم ربانی پر اعتراض ہوتا ہے
 یہ معنی نہ اتفاق اجماعی اور نہ تحقیق اور نہ قول سواد اعظم امت فرمودہ کہ بلکہ صرف
 قول اشاعرہ کا ہی مقابل تمام امت کی مبنی حسن اور قبیح شرعی پر کہ شرع نے جسکو حسن
 کہا وہ حسن اور جسکو قبیح کہا وہ قبیح ہوا اگر عکس کرنا تو عکس ہوتا اور قول باقی تمام
 امت کا یہ ہے کہ لا یفعل القبیح وان کان یتصور منہ القبیح یعنی مثلاً
 مغفرت کفر کی جو قبیح ہے اس پر قدرت ہی چاہی تو مغفرت کر دی پر جو قبیح ہے نہ مری کا
 کو منظور اور مقدور ہے تو ہم کہتی ہیں کہ یہ شرعی ہونا باطل ہی اس لیے کہ اس

تقدیر پر لازم آتی ہے کہ کوئی فعل اللہ تعالیٰ کا جیسی قبیح نہیں ہو سکتا جس سے یہ ہو سکے
 اس لئے کہ شرع متعلق ہی افعال عبادی حسن اور قبیح میں افعال عبادی تابع شرع کے
 میں شرع متعلق فعل الہی سے نہیں اور نہ افعال الہی تابع شرع کے کہ جو شرع
 حسن کرے تو حسن ہوں اس لئے کہ شارع تو خود ذات پاک اللہ تعالیٰ کی ہی شرع ادبی
 کی طرف سے ہی اللہ تعالیٰ کا اپنی افعال میں تابع ترکلی ہونا مستصور نہیں اور حال یہ ہے
 افعال اللہ تعالیٰ کی سبب میں ہمیشہ بالاتفاق جیسی شرع عقاید جلال میں ہی فعل
 اللہ تعالیٰ حسن ابدی بالاتفاق اس کی جواب میں اشاعرہ کہتے ہیں کہ معنی الحسن
 ما احسن المتعجب کی یہ ہے کہ نبی شرعی تحریر یا تشریہ اور سپرد اور نہیں جیسی فعل اللہ
 تعالیٰ کا اور واجب اور مردوب اور مباح موافق میں ہی القیوم ماضی عندہ شرع عباد
 الحسن بخلاف قد اس جواب کی دفع میں یہ ہے چنان کہ بتائی کہ ظاہر اتفاق حسن اور قبیح
 میں تقابل تضاد ہی جیسی مسلم کے عبارت میں معلوم ہوا تو حسن اور قبیح شرعی کی تقدیر
 یہ حسن معنی اور مردوبہ الامر شرعاً ہو گا جیسی قبیح معنی بانی جہ شرعاً جیسی مسلم میں مذکور
 ہوا تو اس تقدیر پر افعال الہی میں حسن مستصور نہ ہو کہ افعال الہی تو مردوبہ الامر
 نہیں حال انکہ سب افعال الہی حسن بالاتفاق ہیں اور جو معنی اشاعرہ نے حسن کے جواب
 میں کہی تو ان معنی پر تقابل ان میں اسباب سلب کا یا عدم ملکی کا ہو گا اول یعنی اسباب سلب
 کا تقابل تو نہیں اس لئے کہ واسطہ یا ایجابی فعل یہاں نہ حسن نہ قبیح سوا فعل یہاں کے بہت
 چیزیں نہ حسن نہ قبیح اور اسباب سلب میں واسطہ نہیں ہوتا پس تقابل عدم ملکی کا ہو گا کہ
 اس تقابل میں شرطی کہ محل عدمی کے شان سے انصاف ساتھ وجودی کے ہو تو جو افعال
 الہی حسن ہیں اس معنی کہ تو او کی شان ہی قبیح ہونا چاہی ہو سکتی لیکن اشاعرہ کے نزدیک قبیح افعال
 الہی میں مستصور یہ نہیں جہ بای امکان اور صلاحیت اور یہی معنی قبیح کے جب بانی جہ

شرعاً ہوئی تو نشان افعال الہی سی کہ حسب سن میں یہ ہو کہ منہی عنہ ہی ہو سکین حال
 انکہ فی متعلق نہیں ہوتی مگر افعال عبادی اسلی کہ نبی اور امر شرعی کو مخلصی نہیں
 فتاب الہی کہ متعلق ہو افعال عبادی باعتبار اقتضا اور تخیل جیسی افعال الصلوات
 ولا تقنوا اولادکم اس دفع جواب کی دفع میں اشاعرہ کی طرف ہی اگر کوئی کہی کہ
 شان مثل مدی سی موصوف ہونا ساتھ وجودی کی تو شرعاً اس تقابل کی جائزہ ہے
 پر اس مثل کا موصوف یہ شخصہ ہونا ضرور نہیں خواہ وہ محل عدی شخصہ اور سکی شان
 سی موصوف ہونا یا اسکی نوع یا جنس قریب یا جنس بعید کے شان سے اقتضا
 ساتھ وجودی ہو اور یہ بات فعل الہی میں پائی جاتی ہی کیونکہ افعال مکلفین کے
 تو بعضی قبیح ہوتی ہیں اور ازبہر نبی و ازہی اور یہ افعال عباد افعال الہی کے
 مثال میں یا مجاہد نشان نوع یا جنس فعل الہی کے سی اقتضا ساتھ قبیح کے ہوا اور
 شرط اس تقابل کی پائی گئی تو ہم اس دفع جواب کی دفع کے دفع میں کہیں گے ہر دفع
 جواب اشاعرہ کا راست کریں گی اور جواب کو ادنی جگہ کریں گی اور حسن اور قبح شرع کو
 باطل کریں گی اور کہیں گے کہ جیسی افعال الہی کی ذات کا نہ کوئی مثال نہ مجاہد اس طرح
 سی اسکی صفت کی کسی صفت نہ مثال نہ مجاہد مثلاً صفت علم الہی اور صفت علم ملک
 مشترک لفظی میں اور معنوی میں باہم صرف بتماہ صفت علم الہی بسید اور قدیم
 اور صفت علم کمات مرکب جنس اور نفس یہ حادث افعال نبی مقولہ کیف کی علی نہ
 القیاس اور صفات اسبطہ سی افعال الہی کے افعال عباد نہ مثال نہ مجاہد افعال عباد
 مقولہ فعلی میں کہ جنس تدریج مانو ذہی فعل الہی براتہ تدریج سی تدریج تو اس کے
 فعل میں ہو جو زمانی ہو زمانہ او سر بار یہ ہو حضرت واجب الوجود جل وعلا زمانی اور
 زمانہ او سر بار یہ الا انہ کل شئی محط الحاصل نہ شان فعل الہی سے یا مخصوص

انصاف قبح کا نہ اسکا کوئی عامل نہ جانس کہ اسکی شان سی انصاف قبح سے ہو تو ستر
 اس تقابل کے قوت ہوئی تو یہ تقابل ہے قوت ہوا اذانات السطرات المستروط
 پس نہ مکر تقابل تضاد کا پس اگر حسن اور قبح شرعی ہو تو حسن بمعنی ما امر بہ الشارع ہو
 جب ہی مسلم میں ہی اور ظاہر ہے کہ کوئی فعل الہی ما امر بہ الشارع نہیں تو حسن ہی ہو
 تو اب حسن اور قبح شرعی نہوا بلکہ عقلی ہو یعنی غیر موقوف شرع پر جب ہی یہ مذہب ہے
 اور صفیہ کرام کا یہی کہ وہ سواد اعظم امت مرحومہ کے ہیں جب ہی کہ مذکور ہو چکا ہے
 اور متزنی ہی اس قدر اس مسئلہ میں شریک ہیں اور کچھ مخالف جب ہی شرح مسلم
 معلوم ہوا اور ایک دلیل البطلان حسن اور قبح شرعی پر ذکر کرتی ہیں اگر یہ وہ دو تشریح
 ہوں تو ارسال اسل تنی میں عباد کے بلا اور فتنہ اور زحمت ہو جاوی نہ رحمت اسلی
 کہ عباد قبل ارسال کے رفقاء میں تھی اپنی کسی مسئلہات میں مستحق مواخذہ کے نہ تھے
 تھی پہر بعد آتی رسولوں کے بسبب بعضی اپنی فعلوں کے لائق عذاب ابدی کے ہو گئی
 پس ارسال اسل میں تو سکی عباد پر اور تعذیب ادنی ہوئی تو یہ ارسال اسل بلا اور فتنہ
 اور زحمت ہو گئی نہ رحمت و نہ اخلاص اس لئی کہ اللہ تعالیٰ ارسال اسل سے اپنی منت عباد
 پر رکھتا ہی قرآن مجید میں اگر مقام غریب نہ ہوتا تو بہت تحقیق کی جاتی اب جان لو کہ شرک
 تو غایت قبح عقلی ہے توحیب ہی قابل مغفرت کا شرعاً نہیں ایسی ہے عقلی ہے قابل
 مغفرت کی نہیں اب ظاہر ہو اجمال ظہور کہ دوسرے معنی عبارت موسوس کے جو ادنی
 و اسلی مفید ہو چکا اس میں شبہ تھا اگر یہ فی الحقیقت مفید ہو سکتا نہ تھی کیونکہ اس میں
 تواخلافات تھانہ اجماعی نہ موافق سواد اعظم کے نہ محقق تو یہ دوسرے معنی صحیح نہیں
 محقق ہی مذہب سواد اعظم کا ہی یعنی حسن و قبح عقلی موافق قول عالم ربانی کی پس
 اعتراض عالم ربانی پر یہ دوسرے خناس تھا کہ بڑے آوکر کیا اور ضرب المتل کہاوت

در گذر کر کے شرک کی سہا تہ غفلت کرنے بادشاہ کی اپنی شرک اور شرک والوں سی بجا اور موقع سی ہوئی اور یہ جو موسوس ہے کہا کہ اندر نہ کچھ واجب موسویہ توضیح ہی پر عالم ربانی کہا کہ کہا کہ تعذیب شرک کی اندر تعالیٰ پر واجب ہے کہ یہ نفی اوسکی کرتا ہی عالم ربانی کا مطلب یہی کہ شرک پر ہی درج کیا قبیح ہے نہ قابل عفو شرعاً نہ عقلاً جیسی کہ مذہب باتریدے اور سواد اعظم کا ہی تو عفو شرک کے قبیح عقلی ہوئی اور اندر پری درج کیا حکیم اور غیور وہ کہہ ہی فعل قبیح نہیں کرتا جیسی کہ مذکور ہو چکا یعنی فعل قبیح مگرنا اندر تعالیٰ کا جیسی شرعاً ثابت ہی عقلاً ہی ثابت ہی موقوف شرع پر نہیں جیسی معرفت صانع کے عقلی ہے نہ شرعی موقوف شرع پر ورنہ لازم آتا ہی چنانچہ کتب اصول اور کلام میں معضل مذکور ہے تو تجویز مغفرت شرک کے تجویز خلاف حکمت اور غیرت کی ہی جیسا عالم ربانی فی کہا اندر تعالیٰ اوس سی پاک ہے اور ضرب المثل اور کہاوت در گذر کر کے شرک کی سہا تہ غفلت کرنے کی بادشاہ کے اپنی شرک اور شرک والوں سی بجا اور موقع سی ہوئی یہ جو عالم ربانی کہا مشرکوں سی کیونکر غفلت کر گیا اور کس طرح او کو سزا نہ دیا یہ ملید اس سے و چون اندر تعالیٰ پر سمجھا تو مندی کا صحارہ ہی نہیں جانتا ایک فعل کرنے میں جو کس طرح قیامت ہو تو کہتی ہیں کیونکر یہ کر گیا اور ایک فعل کرنے میں جو شاعت ہو تو کہتی ہیں کس طرح نہ دیا و چون عقلاً یا شرعاً ہو یا نہ کہتی ہیں زید نے عمر کو بازار میں گالی دیے زید کیونکر اسکو چوڑ دیا اور کس طرح اوس سے بدلہ لے لی گا ایہ دیکھو غور کرو نہ چہوڑنا اور بدلہ لینا نہ واجب شرعی نہ عقلی بلکہ چوڑنا اور بدلہ لینا شرع میں تو مستحب اور عقل کی رومی تحکم محمود اور یہ جو موسوس ہے کہا کہ ملتی ہوئی ہی معتزلہ اور شیعہ کی غریب سی تحفہ اشاعرہ میں لکھا ہی اگر معنی دجوب عقلی این است کہ آنچه عقل عقلاً اور ادھر واقعہ بالخصوص تعارض کند باری تعالیٰ را ازان خلاف کردن جایز نباشد پس این خود متضاد

معنی الوہیت است و بخت محمدین معنی است و شیعہ و معتزلہ و جہنمی را در دین یاد دین
 و دنیا جسدانابت می کنند و جناب یاری تعالی در زمان خود مثل ارسطو و افلاطون یا سکنده
 و اورمک زبیر قرار می دهند و بر ظاہر است کہ چون عقلا و عقول ہمہ مادیات و مخلوق و
 مقصور و وابستہ اند از زیر فرمان مخلوقات و حوادث خود کردار این بر بی عقلی است یعنی
 عالم ربانی بی غفلت نکر نکند و سر نہ اندیشی کو مشردن سکند واجب عقلی اند تعالی پر کیا اور
 یہ نہ بہ معتزلی اور شیعہ کا ہی تو ہم کہتی ہیں کہ یہ تو ہدایت اور عبادت اور نامہ
 اسکی ہی جیسی ابھی معلوم ہو چکا اور اگر یہ عرض ہی کہ غفلت اور سر نہ اندیشی کو قبیح
 عقلی کہنا معتزلی اور شیعہ کا مذہب ہی مخالف اہل سنت کی تو ہم کہتی ہیں کہ یہ
 جہل اور بیوقوفی اس موسوس کی ہی اصلی کہ مذہب سواد اعظم اہل سنت کا ہی
 مسن اور قبیح عقلی ہے اور معتزلہ اور شیعہ بے ایمان موافق اہل سنت کی ہیں
 البتہ مذہب اشاعہ کا اسکی خلاف ہی چنانچہ مذکور ہو چکا اور یہ موسوس کا تو کہ
 ہی دیکھو وہ جو شخصہ اشاعہ میں لکھا ہی کہ شیعہ اور معتزلہ ہی اند تعالی کو اپنے
 و بنون میں مثل بادشاہ کی تہیر لایا ہی اسن قایل نے اسکی تصریح کردی آی عقل
 دیکھو اس موسوس کے تو ایمان کی خفائیں میں ایک دو تین پہلی خطا یہ کہ کہہ
 تو جو ہر کہنا ہی قایل نے کہا نہ تصریح کیا کہ اند تعالی مثل بادشاہ کی ہی بلکہ اب
 ہند کہا کہ اند تعالی شہنشاہ ہے بادشاہ کی معنی اور شہنشاہ کی معنی اور ملک
 الاملاک اسم احسن مبارک اند تعالی کا ہی شہنشاہ اور کا ترجمہ ہی اسمی کتب شیعہ
 میں لکھا ہی موافق حدیث کی کہ ملک الاملاک اور شہنشاہ کہنا کسی غیر کو سوائے
 اند تعالی کی جائز نہیں طریقہ صحیح میں اور اسکی شرح میں بخاری اور مسلم کے
 حدیث قبول نقل کے ہر دو کا ایک جملہ نقل کیا جاتا ہی ان اختم اقصیٰ

عند الله تعالى يوم القيمة ای اقلوا لصاحبه ملك الا ملاك و
 فی معناه كشی نشا لا مالك لجميع الخلائق الا الله تعالى فالله
 بجا ذکری ازع الله تعالى فی رداع کبریاؤه واستکف ان یكون
 عبدا لله وهذا الحدیث اتفق علیه الشیخان ورواه ابو داود
 و الترمذی من حدیث ابی هريرة مرغا و فی الباب غیره انتهى ویکبر
 سلماتو عاقلو که عالم ربانی تو اند تعالی کا اسم مبارک کس عظمت سی ذکر کیا سی اور یہ
 شناس کیا بہتان لگائے خود آپ شہنشاہ کا لفظ نقل بیان کیا اور یہ کیا کہتا سی
 مثل شہور ہے کہ دروغ گویم بر روی تو دوسرے خطایہ کہ قابل ہے کہا کہ شرک
 حبیبی قابل عفو کی شرعاً نہیں عقلاً ہے قابل عفو کی نہیں پر اس مطلب کو بر سبیل
 ضرب المثل اور کہادت کی ادا کیا کہ بغاوت یعنی اشترک سے تو دنیا کی بادشاہ
 جو قوت اور غیرت رکھتی ہیں درگزر نہیں کرتی تو وہ شہنشاہ ہی اور دنیا سر کیا
 روز اور اور غیرت والا وہ کیونکر درگزر شرک سی کر کیا مراد اوس سے یہ کہ شرک
 حبیبی قابل عفو کی شرعاً نہیں عقلاً ہی نہیں جیسے کہ مرتب امام ابو منصور مابعد
 کا ہی رحمۃ اللہ علیہ چنانچہ مذکور ہو چکا اب اس سے یہ نہیں لازم آیا کہ قابل ہے
 اللہ تعالیٰ کو مثل بادشاہ کی کہہ دیا یہ صریحاً کہہ دیا حبیبیکہ شیعہ اور معتزلہ نے
 اللہ تعالیٰ کو اپنی ذہنون میں مثل بادشاہ کی ٹھہرا تا تھا اسلی کہ غرض مثل سی تو یہ
 ہی کہ معنی غیر محسوس بسبب منازعت و ہم کے عقل کے نشین کہیں خوب بن نشین نہیں
 ہوتی اور حبیب اوس معنی غیر محسوس کو صورت محسوس میں لا کر بیان کر رہے تو منازعت
 و ہم سی عقل نجات پاؤ اور وہ معنی خوب بن نشین ہو جاوے تو یہاں عفو شرک بالہ
 تعالیٰ کو صورت میں عفو شرک اور بغاوت بادشاہ دنیا کی لا کر فرمایا کہ حبیبی شرک

اور بغاوت کرنا قبیح عقلی ہی بادشاہ غیور دنیا کا مضبوطیہ کرنا ایسی ہیہ ہر شہر
 باندہ تعالیٰ عقو او سکا آخرت میں قبیح عقلی ہی اسکو اللہ تعالیٰ نکر گیا نظیر او سکی ہیہ
 کہ اللہ تعالیٰ مثل میں شرک اور موصد کے فرمایا ہی ضرب اللہ مثلاً۔ رجلاً فیہ
 شہاکاء متشاکسون۔ ورجلاً سلماً لوجل هل لیسوقیان مثلاً۔
 الحمد لله بل اکثر صفا یعلمون یعنی یہ دو نور جل غلام صفت میں برابر نہیں ایسی
 ہی شرک اور موصد صفت میں برابر نہیں کی تو اس کہادت میں جو مطلب تھا وہ اللہ
 تعالیٰ نے آپہ بیان فرما دیا جلد استقامت انکاری میں اور یہ مراد نہیں کہ اللہ تعالیٰ
 شرک کی صورت میں جو شرک شرک کرتی ہیں مثل شرک کسی کے ہی اور توحید
 کی صورت میں تسل او س رطل کے ہی جو اکیلا مالک ہو اسی نے کہ اس حالت کی بیان
 کی لی ضرب المثل نہیں کی ایسی ہیہ مغفرت شرک باندہ کے ضرب المثل اور کہادت قیام
 فی مغفرت اور در گذر کرنا بادشاہ کا باغیہن سے فرمایا تو اس سی اللہ تعالیٰ کا مثل
 ہونا بادشاہ کا قایل کے کلام سے ثابت ہیں ہونا کیونکہ علامہ تقی زانی نے رحمۃ
 اللہ علیہ کہ امام علوم عربیہ کے ہیں مثلاً بیات قرانی کے بیان میں فرمایا ہی او میجمل
 الکلام المذكور فیہ الید والوجه وضحیٰ صفاً متیلاً لا یعتبر فی صفا
 تشبیہ انتہائی تو دیکھو اس سے معلوم ہوا کہ مثلثات کی مفردات میں تشبیہ ضرور
 نہیں ماقبلو مسلمانوں بیان ایک لطیفہ ہے سنو اللہ تعالیٰ کو اپنی علم ازلی میں یہہ در
 خناس معلوم تھا تو اسکا جواب اپنی اس کلام قدیم کے جلد استقامت میں فرمایا اپنے
 ضرب المثل میں وہ حالت ذکر کرتی مراد ہوتی ہی جو مثل کہ اور مثل میں ہی نہ اور یہ
 اپنی اس بندہ عاجز کو او پس جواب پر اپنی فضل سے آگاہ فرمایا کہ او سے اسکو
 یہان کہد یا تیر سے یہہ خطا کہ اگر کلام قایل سے یہ نقد بر تسلیم اللہ تعالیٰ کا مثل

ثابت ہی چنانچہ طریقہ محمدیہ اور اوسکی شرح سے یہ دلیل مذکور ہو چکا مستتر ہے
 اس میں موافق ہیں تو یہ تیسرا مقولہ موافق سواد افعل اہل سنت کی ہی مخالفت اہل سنت
 کی جاننا جہالت بعضی علم کلام کے کہ بون میں جو اسکو مستتر کہہ قول مقابل میں لائے
 کی لکھا ہی تو اوس ہی منفی قول یا تردید کا نہیں ہوتا قول موسو کا شرح مفید
 منفی میں ایک دلیل انکی یہ ہے نقل کی ہے والکنہ لہایذ فی الجناۃ لا
 یجتمعون الا باحدہ و دفع الحرمة فلا یجتمعون الحق و دفع الغرامۃ
 خیالی میں اوسکا جواب لکھا ہی ہے ان لہایذ الکفر یقتضی الحق عن لہایذ
 الجناۃ یہ جو مذہب یا تردید لکھا ہی ہے تو یہ چھپان خیالی کی جواب میں کہتا ہی کہ اللہ
 تعالیٰ کی صفات جمالی اور جلالی دونوں ہیں کہ آثار اوسکی آپس میں متضاد اور متنافی ہیں جس
 پر ہم کرم عفو غفور مثلاً اور مستحق قہار اور ذو عقاب الیم ذو انبساط الشد مثلاً اور یہ
 در دو قسم صفات کہی سیکار اور اسطفا نہیں تو مقتضی ہونا نہایت کرم کا نہایت جلال
 صبی اور تقدیر ملاحظہ کرے دو قسم صفات کی غیر مسلم ہے البتہ اگر صرف صفات جمالی
 ہوتی تو مسلم تھا اور یہی کہتی ہیں کہ در دو قسم صفات جلالی اور جمالی ساتھ حکمت کیے
 ہیں یکم ہے اوسکی صفت ہی تو عقل ان سب صفات کو ملاحظہ کرے کہ امید رکھتی ہیں
 اور اس بات کی طرف راہ پائی ہے کہ یکم نہایت کرم نہایت مطیع کے تعین ظاہر فرما
 یعنی سید المرسلین کے حق میں علی اللہ علیہ والہ وسلم ثم ثم اور نہایت عقاب اور عقاب
 نہایت جمالی اور خاص کے تعین اظہار فرمادی جیسے شیطان اور لوگ معنی الوہیت کہ
 تم فتم اور اسی عقل کے اور اکیس موافق شرح دار ہی اور چاہتا تو عکس کر دیتا و
 اپنی عقل میں مجبور نہیں اور پھر کہ واجب نہیں پر یہ اختلاف حکمت کی ہی اور قبح آدھے
 و ذات باک مستر ہی اور یہی سلم منافقہ کا مسئلہ ہے کہ فقیہ لیس سے نفی عدول

کی نہیں ہوئی باری ہی کہ اوہی مدلول کی اور ایک دو دلیل ہوں کہ وہ مسلم ہو
 سی چنانچہ یہاں کلام موسوس کا ہی شعری اس بات کو کیونکہ اوستی کہا ایک نہیں
 او کی یہی ہو تھا دوسرے قول او سکا چوتھا مقولہ شفاعت
 بالادون کی تیسری چور پر چوری تو ثابت ہوگی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں
 در چوری کو اوستی اپنا پیشہ نہیں پھر ایسا کہ نفس کے شامت سی قصور ہو گیا پھر
 وہ ادیسر سہ زندہ ہی اور رات دن ڈرنا اور بادشاہ کی اسین کو سہ اور انہوں
 پر کہہ کر اپنی تین لقیہ وار سچت ہی اور لائق سزا کی الی اخرہ جماعت شیعہ
 کہا کہ یہ شخصیں مخالف ہی عرب اہل سنت کی کہ مرتکب گنہگار ہے تو یہ کہ
 شفاعت ثابت ہی معتزلہ خاص کرتی ہیں سلیحین اور تائبین کے واسطی سبج
 معاصد و غیرہ کتب عقاید میں یہ قصہ بلفصل موجود ہی اہتی یہ دوسرے چوتھا
 ساتواں اعتراض مولوی فضل سی خیر آبادیے کا ہے ہوا سکو بعون الہی تو یہ
 چار خرمین بقیہ تمام فارسی عبارت میں رد کیا اور استقبال کمال عمل میں آیا
 اب بقدر ضرورت یہ اسکو ہندی زبان میں اس چوتھی دوسرے کے دغ کر نیکو
 ذکر کرتی ہیں کہ اس جماعت موسوسہ فی تیسرے صورت والون کو کہا لسی تائبین
 سبب یہاں پر او کی شفاعت کی ذکر کر نیکو شخصیں شفاعت کی ساتھ تائبین کی پھر
 کہ مخالف اہل سنت کی اور موافق معتزلہ کے کس طرح کہدیا تو یہ کی تو دور کہ بالانفا
 ہیتی ایک نہ امت فعل ماضی پر دوسرے عزم خود کرنے پر استقبال میں اور تیسرے
 صورت میں نہ امت کا تو ذکر ہی پر دوسرا رکن جو عزم ہے خود نہ کرنے پر نہ کو نہیں
 تو یہ کی معنی طریقہ مجرہ میں یوں ہیں التی پھر ہی الوجہ صحت قصد المعنیۃ
 والعزم علی ان لا یعود علیہما لعلہ تعالیٰ وجہ فاضل عقابہ و

صی واجبة علی الخلق اور تفسیر مطہر سے میں یوں ہی قال الحسن صی عقیق
 المویة ان یکنی ابن العبدنا وما علی ما مقی معموا علی ان لا یعود
 وقال الکلبی ہی ان لیستغص باللسان ویندم بالقلب ویمسک
 بالبدن ویکمال العرطی نجیم اربعۃ اشیاء الاستغفار باللسان
 والاقلاع بالایدان وامتار ترک العود بالجنان ومهاجرة صی
 الاخوان وقال البیضاوی سئل عن علی عتہ التوبة فقال تجتمع
 ستة نواشیء علی الماضي من الذنوب الندم والفرایض الاعادة
 ورد المطالم واستعمال الخضم وان تعزم علی ان لا تعود
 وان تدب لنفسک علی طاعته الله تعالی کما زیتمانی المعیة انہی
 تو دیکھو غم مذکور کو سب سے معتبر رکھا اور دوسرے ارکان زیادہ کیے تو نہ آ
 کی ساتھ اگر غم عدم عود کا یہ یا یا جاوے تو تائبین مہی نہیں تو غیر تائبین
 تو یہ در قسم حاس ہوئی دوسرے صورت والی عام اگر کوئی کہی کہ خوف اور
 عداوت کو غم ترک لازم ہے تو نہ ہوگی تو ہم کہیں گے کہ لازم نہیں جیسا کہ
 شخص مسلمان کہ جسکو عادت کناہ کے موجد ویکہ عادت کو تو طبیعت نامیس کہنی
 میں یا الفت ورجعت اور کناہ عادت نہ تو یہ شخص سبب ایمان کے خوف اور عداوت
 کرتا ہی اور سبب عادت یا الفت کناہ کے شیطان اسکی ولین خطرہ ڈالتا ہے
 کہ کناہ بچہ سے چہرہ اسکی فاقو اس لٹی بہ غم ترک پر نہیں کرتا تو دیکھو خوف اور
 عداوت پائی گئی اور توبہ نہیں اور دیکھو قرطبی نے ہاجرہ صی الاخوان کے اور حضرت
 علی ع صاحب نے اعادہ فرایض کا اور دماغ اور استعمال خضم سے ہے ارکان
 توبہ کے معتبر کہ ہیں اور ان سب کا ذکر تیرے صورت شفاعت میں نہیں ہے تو

کیونکہ وہ تابعین ہو گئی البتہ اگر موسوس یون و سوسہ کرے کہ عالم ربانی نے شفاعت
 کو خاص کیا ہی ساتھ خایضین نامہ میں کیے اور حال یہی ہے کہ شفاعت شرع میں ہو
 خایضین نامہ میں کی اور وہ کی حق میں ہے ثابت ہی تویم اسن و سوسہ کا جواب دینی
 میں پر جواب دینی ہی پہلی تو چند مسائل جن پر دفع اس و سوسہ کا موقوف ہی اور
 وہ مسائل معذات اس دفع و سوسہ کی ہیں ذکر کرتی ہیں پہلا مسئلہ یہ
 کہ توبہ بعد گناہ کی واجب علی الفور ہے طریقہ محمدیہ میں ہی التوبہ ہی الرجوع
 عن قصد المعصية والعزم على ان لا يعود اليها تعظيما لله
 تعالى وحق فامان عقابہ وہی واجب علی الفور الخ و دوسرا
 مسئلہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کو نہایت فرحت ہوتی ہے جو اسکا بندہ توبہ کرے
 اور اس کمال فرحت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شتم کہا کر فرمایا ہی
 اللہ اشد فرحاً بتوبة عبده من رجل كان في سفر في بلد
 من الارض فاوى الى ظل شجرة فنام تحتها واستيقظ فكمه
 ميذا راحلة فاقى شرفا فضعده عليه فاشرف فلم ير شيئا ثم
 اتى الى اخيه فاشرف فلم ير شيئا فقال ارجع الى مكان الذي كنت
 فيه فاكون فيه حتى اموت فذا صبيفاذا بر احملة فخرج خطاهما
 فالله اشد فرحاً بتوبة عبده من هذا بر احملة حم عن
 النعمان بن بشير جمع البحار مع اور روایت مسلم میں بعد جملہ خبر خطا ہوا کی
 ہی ثم قال لشدة الفرح اللهم انت عبدی وانا ذك اعطاء
 من شدة الفرح رواه مسلم تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ جو اللہ
 تعالیٰ سے دینا میں ڈر زیادہ آخرت میں امن ہی ہوگا اور جو دنیا میں ڈر ہوگا اللہ

تعالیٰ سے نوا اور سکوا آخرت میں دوزخ جیسی اور تعالیٰ سے فرمایا ہی قسم اپنی عزت
 کی کہا کہ جب عن ابی ہریرۃ رفق عن النبی علیہ السلام یتناہی
 عن وہ عنہ وعلی قال وعنتی لا اجمع علی عبدی خوفیات
 وامنین اذا اتعافنی فی الدنیا امتہ یوم القیمۃ واذا اذنی
 فی الدنیا اخفہ یوم القیمۃ چوتھا مسئلہ یہ کہ شفاعت کی قسم
 ہرگی ایک شفاعت بڑے واسطی حساب کے کہ شاید روز قیامت سے سب کو نجات
 ہو اس میں سب مخلوق شامل ہی دوسرے شفاعت واسطی منع دخول مار کر تیسرے
 شفاعت واسطی اخراج کی دوزخ سے چوتھی شفاعت واسطی کثرت ثواب اور رفع
 درجات کے اور پہلے سوا اسکی شفاعت ہی اور جو کوئی صفت مار چہم سے جسکا
 حدیثوں میں بیان ہی واقف ہو کا وہ جانتا ہی کہ کوئی مصیبت دنیا اور عقبی میں
 زیادہ دوزخ میں پڑنے سے نہیں تو اسی طرح پنج کردوزخ میں جہنم میں جانا اس سے
 بڑے نعت اور عمدہ مراد دوسرے نہیں تو وہ شفاعت کہ واسطی بچانی دوزخ
 اور لیجانی جہنم کی ہی وہ فرد کامل شفاعت کا ہوا اور وہ لوگ کہ مستحق اس شفاعت
 کی ہیں وہ اکمل افراد مستحقین شفاعت کی ہیں یا چنانچہ **مسئلہ** یہ کہ مقام
 ترغیب اور ترہیب شرعی میں بصورت مطلق اور عام میں کلام مذکور ہوتا ہی اور اگر اس
 مقید اور خاص مراد ہوتا ہی جیسی کہ مقام ترہیب میں ایذا سے فرمائی ہیں علیہ
 السلام علیہ والہ وسلم المسلم من مسلم المسلمین من یدہ ولسانہ
 نفی مطلق اسلام کے ایذا دہنی والی مسلمانوں کے ہی ذکر فرمایا ہے پر نفی مطلق اسلام
 کی مراد نہیں رہی نفی کرنا اسلام کامل کا ارادہ فرمایا جیسے ترہیب اہل سنت اور عبادت
 کا نفی قیقا باین اکادہ یعنی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی سلب مطلق اسلام کا

مؤذی مسلم سے پر اور خصوص سے دریافت ہوئی کہ صرف ایذا مسلم سے
 کافر نہیں ہو جاتا تو توفیق یوں ہے کہ نفی سے توفیق کہاں کے مراد ہی اور
 باقی رہنے سے بقا نفس ذات کی کو صفت نقصان کے ساتھ ہوا بل زین مثل
 اس حدیث کو دیکھ کر جیسی خواجہ کہتی ہیں کہ مرکب کیا رک کا کفری اسائی کہ
 جمیع طاعات کو جزا ایمان کا کہتی ہیں اور معتزہ خود اسطہ اور منزہ بین المنزلیتہ
 ثابت کرتے تو وہ کہتی ہیں کہ مرکب کبیر کے کا نہ مومن نہ کافر اور ایسی ہے
 اور حدیثیں ہیں جنہ کہ لا یومن احدکم حتی یحب لاجتہ
 صا یحب لنفسہ لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ
 من نفسہ لا یومن احدکم حتی یا من جادہ شاہ لا یومن
 باللہ من لا یکرہ جادہ علی ہذا القیاس اور یہی حدیثیں ہیں کہ
 سب میں معیار ان قیامات کا نفی مطلق ایمان کی ہی لیکن بقاعدہ تربیب معیانی کمال
 کی ہے اور سچ مقام ترغیب پر مبنی سورہ فاتحہ کے ہر نام زمین یوں فرمایا لا صلوة الا
 بقایحۃ الکتاب ظاہر اس نص سے نفی ہر فرد صلوة کے ہی بدون فاتحہ کے تو کہتے
 فاتحہ کے ثابت ہوتی ہے جیسی تربیب افغانی کا ہی ہم لیکن مراد اس سے نفی صلوة
 کاملہ کی ہے بدلیل اس قول حق تعالیٰ کے فاتحہ واجباتیسر من القرآن
 اسلمی کہ بنا امر قرات کی تیسرہ ربی اور صورت عموم نفی اور کثرت میں یہ
 منقلب ہو جائیگا بعد اور یہ قلب موضوع ہے اور عکس مشروع تو قرات فاتحہ
 کی واجب ہوئے نہ فرض بدون فاتحہ کے نفس ہمار ہو جائیگی پر ناقص لیکن مقام
 ترغیب میں نفی عام صلوة کے بدون فاتحہ کے کر دیے اور مراد اس نفی صلوة کاملہ
 کی ہے اور اسی باب ترغیب سے یہ حدیث من قولہ سنتی لیسئل شیخہ

بعد ان پانچ مقدموں کے واسطی دفع اس و سوسے کے کہتی ہیں کہ شفاعت کے ذکر کرنے سے اس مقام پر عالم ربانی کی مراد ترغیب تعجیل توبہ کی ہے بعد کہ وہ کہے کہ واجب علی الفور ہے بحکم پہلی مقدمہ کے تاکہ جلد اور شباب الید تھا اپنی بندگی سے تائب ہو خوش اور راضی ہو جاوے بحکم دوسرے مقدمہ کے اور ہر بندہ مامون العاقبت ہو جاوے بحکم تیسرے مقدمہ کے اور سچی شفاعت ان کا بن جاوے بحکم چوتھی مقدمہ کے کہ وہ شفاعت ہے دوزخ سے بچا کر جنت میں لیجانے کی لیکن اس شفاعت کا ملہ انفع کو صورت میں مطلق شفاعت کی ذکر کیا اور اس سے یہ شفاعت کا ملہ انفع مراد ہے بحکم مقدمے پانچویں کے کہ ترغیب اور تربیہ کے مقام میں مطلق اور عام کو ذکر کرتے ہیں اور اس سے مقید اور خاص مراد یعنی میں جیسی اسکی مثال میں حدیثوں کا ذکر ہو چکا تو اس مقام میں فہ مطلق شفاعت کی غیر خائنین کے حق میں کلام عالم ربانی سے سمجھنا اور اوپر طعن کرنا غلط ہے یہ مقتضایہ مقام ترغیب اور تربیہ ہے اور نہ مراد ہو کر رحمت سے دوزخ کی چلبازی اس ملک خوارج اور معتزلہ میں کہ جو ترغیب اور تربیہ کے حدیثوں میں کہ مذکور ہو چکے ہیں یہ دونوں فرق چلی ہیں تو مدقق نظر سے ثابت ہو کہ یہ طعن کرنا عالم ربانی پر غاری ہے اور معتزلہ نے بنیاط میں کامیاب عالم ربانی رب تعالیٰ اعز ہو کر فرمایا ہو تا غیر ثابتین کے حق میں شفاعت واسطی اخراج ہار کے بھی ہو کہ اپنی کوئی قسم شفاعت کی سوا شفاعت کرے کی کہ ہر کسی حق میں حساب و کتاب کے واسطی سے ہر کی تو انہی کی خلوت و یار کا غیر کافر کے لئی ہے نہایت ہو جانا اب سنو ایہ مرحومہ کے کہ ہر کار کو کہ دو قسم میں اول یہ قسم کہ جبکہ عالم ربانی نے شفاعت کی تیسرے صورت میں ذکر کیا ہے کہ سرمدہ میں اور دن رات درتی میں ہر ساد

ایمین کو سزا کہہ ہوں پر کہنا ہے اور اپنی تین لقیقہ دار سچ ہی میں دوسرے سے
 قسم وہ کہہ گناہوں سے شرمندہ ہوتی ہیں نہ درگزر گناہوں سے باز رہتے ہیں
 تو وہ جرات کرتے ہیں گناہوں پر اور مخالفت کرتی ہیں اللہ تعالیٰ کی طاعت سے
 ان دو قسموں کی لئی شفاعت ہے پر قسم اول کے لئی امید ہے کہ بر سبیل عموم
 اور شمول وہ شفاعت ہوگی جو واسطی پچانکی دوزخ سے ہے جیسکے حدیث قدسہ
 سے معلوم ہوا جسکو ابن حبان فی ابوابہ رخصیہ سے اخراج کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے
 عزت کی قسم کہا کہ فرمایا ہے کہ دوزخ اپنی بندے پر جمع کردن کا تو اس سے معلوم
 ہوا کہ اس قسم کو اس شفاعت کی جو واسطی اخراج کیے گئے ہوں حاجت پوری
 نہیں تو خلاف قسمہ فرمودے اللہ تعالیٰ کے و عید میں ہوا بلکہ اس قسم کو وہ شفاعت
 ہوگی جو واسطی پچانکی دوزخ سے ہے دوسرے قسم کے لئی بر سبیل عموم اور کثرت
 شفاعت ہوگی واسطی اخراج کیے گئے ہوں جیسکے حدیث جمع الجوامع میں یہ دخل
 من اهل هذه القبلة النار من لا يحضره الله صمد لا الله
 بما عصوا الله واجتروا على معصية وخالفوا طاعته فيكون
 لي في الشفاعه فاشي على الله سلاحا كما اثنى عليه قايما فيقال
 ادفع راسك سل تعطه واشفع تشفع طبع عن ابی عمر اسلمی
 کہ اس قسم نے برخلاف قسم اول کے جرات کی ہے گناہوں پر اور مخالفت کی ہے اللہ
 کی طاعت سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسی جرات اور مخالفت والی دوزخ میں
 پڑیں گی اور شفاعت سے نکلنے کی اور پہلی شفاعت جو خائفین کے لئی ہے یہ قسم
 بر سبیل عموم اسکی مستحق نہیں ہے اسلی کہ یہ تو دنیا میں مقرر ہے اگر آخرت میں
 مقرر اور اس میں اہل ایمان اور دوزخ میں بنجہ دین تو وہ اس ایمان جمع ہوا میں کے

یہ مقامات مرسود سے اللہ کے کی پی الایر سبیل حرق عادت اور زبردت تو اس میں کلام نہیں
 یوں تو اللہ تعالیٰ بد دن شفاعت کے ہی جسکو چاہیگا بی دوزخ کی جائیگی بخیر کیا
 پر یہ یہ طور خلاف عادت کی ہوگا یہ بر سبیل عادت اور عزم نہیں تو دوزخ میں امن قدر
 اہل اس قبل کے کہ جسکی حد کا احصا سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی نہ کرے کیون جائے
 اور حضرت رقتہ للعالمین اپنی شفاعت سے انکو دوزخ میں نہ جائیگی دینی اسلی کہ انکی
 شان میں تو فرمایا ہی ولسنت یعطیک ربک فلتضی تو اس سے معلوم ہوا کہ
 شفاعت مطابق عادت الہیہ کے ہوگی خائضین کے حق میں تو فرمادیا کہ اذکوا آخرت
 میں ڈر نہوگا تو اسکی شفاعت واسطی سچائی دوزخ کے ہوگی اور اہل جرات اور
 مخالفت کی حق میں اپنی رسول کو علم دیا کہ یہ تو اس قدر دوزخ میں جاوین گی کہ جسکی حد
 سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی نہ جانتا تو اذکوا کی شفاعت واسطی آخرت مارے ہوگی اور ہر
 شفاعت میں اللہ تعالیٰ کے طرف سے تحدید ہوگی کہ حضرت اوس سے زیادہ شفاعت
 نہ کریں گی یہ حدیث میں آیا ہی یہ جو مذکور ہو ان میں غریب اہل سنت اور جماعت کا ہی
 اب نفع اور خیر خواہی عالم ربانی کی مسلمان بہائون کی حق میں دیکھو کہ اللہ
 العظیم اور عذات اور بدخواہی اور غرور اور غریب سوچو اس سو سوں کا عالم رہا
 فی تو بہائی مسلمان کہ نہ کارون کو موافق امر تو بوالہ الی اللہ اکبیر اور مطالب وعدہ حق
 حق تعالیٰ کے جو حدیث قدسی میں مذکور ہو چکا طرف توبہ اور استحقاق شفاعت کے جو
 مانع ہی دتول مارے کہ پہنچتی ہیں کہ مصداق اذا خافنی فی الدنیا کی ہو کر آخرت میں
 امن ہو جاوین اور موس برعکس اسکی شفاعت اور عقوبت توبہ سے غرور اور غرور
 دیکر توبہ سے باز نہ کہتا ہی اور منہیت اور مخالفت طاعت پر جرنی کر تا ہی کہ مصداق اذا
 امنی فی الدنیا کے ہو کر خوف الاخرت ہو جاوین مصحح سے یہ میں تفاوت ۱۸ از کجا

است کہ کیا اب یہ قول موسوس کا جواز دے گا کہ یہ تفسیر مخالفت ہی نہ رہے
 اہل سنت کی انتہی یہ ہے موسوس مینی ہے اسکی تافہمی پر اسلی کہ مراد اس شفاعت
 سی شفاعت کاملہ ہے کہ مانع ہو دخول ناری سے اور یہ شفاعت بر سبیل عموم واسلی
 خائفین کے خاص ہے نہ سب اہل سنت میں اور غیر خائفین کے واسلی یہ شفاعت
 ہوگی تو بر سبیل ندرت اور عادات الہی کے ہوگی نہیں تو لا نقد ولا تخصی
 اہل اس قبلہ کی جو غیر خائفین ہیں دروز میں بنائی جیسکہ بیان ہو چکا عالم ربانی نے
 اس شفاعت کاملہ انفع کو مطلق شفاعت کر کے بتیر کے دو جہت سے ایک علامہ
 مقام ترغیب و ترہیب دوسرے جہت یہ کہ عوام الناس مطلق شفاعت کو ایسے
 شفاعت میں مصہر جانی ہیں اور اعتقاد کرتے ہیں کہ یہ شفاعت: جہت کی حق
 میں ہوگی اور سب اس شفاعت کی سبب سے دروز میں بنادین کے تو اس لئے
 اس شفاعت خاص کے بتیر مطلق شفاعت ہی کی یعنی جب کو تم عواموں مطلق شفاعت
 سمجھتی ہو سو وہ ڈرو والوں کے حق میں ہی نڈروں کی لٹی اکثر شفاعت واسلی
 اخراج کے ناریسے ہوگی تو یہ موسوس اس مقام پر تین وجہوں سے غافل ہوا اور
 تو مذکور ہو چکے ہیں تیسرے یہ قول اجماعی جملہ عقلا کا حکما امکان موجب حصول
 کلام العاقل علی الصیحتہ پر کیا عاقل عالم متجر ماقول قرآن مجید صہین یہ آیت
 لکھتا ہے ان الله علی کل شیء قدیر x اسکی کلام کو باوجود قرینہ صافہ
 کی حل کرنا اور نفی قدرت کی تو پر یہ وہی ہو پوٹی شراب قدر الہی کی نہیں تو کیا ہے
 موسن صادق کو جو ان نفس سے اس باب میں پاک سے کہا جاتا ہے اور یہ
 قول موسوس کا کہ مرکب کیرنی تو بہ کی شفاعت ثابت ہی انتہی کیرنی تو بہ کے
 شفاعت بطریق کثرت اور عموم کے تو وہی شفاعت ہی کہ واسلی اخراج کے

ہمارے ہوگی اور سبیل عادت الہی شفاعت ماننے سے دخول ہمارے ہی ہوگا اور
 تعالیٰ مالک اور مختار ہے لیکن قواعد شرعیہ تو ایسا ثابت ہوتا ہے کہ غفلت
 کی شفاعت پر سبیل عادت الہی وہ شفاعت ماننے سے دخول ہمارے اور دراصل
 رفع درجات اور کثرت ثواب کے لیے ہوگی اور انکی خیر دہ کے لیے شفاعت بطریق
 عادت الہی وہ شفاعت مخصوص ہمارے ہوگی اور کسیکو واسطی حطیہ کی یعنی شفاعت
 ماننے سے دخول ہمارے اور کسیکو واسطی رفع درجات اور کثرت ثواب کی لیکن یہ دونوں
 بطریق قلت جیسی کہ عقاید سے مذکور ہوگا حدیث طبرانی کے ابن عمر و سی مذکور
 ہو چکی ہے جمع الجوامع میں اب محققین نے جو عقاید اہل سنت میں لکھا ہے سو یہ ہے
 الکفارات والعفو عن الذنوب جان غیر ان افعال اللہ تعالیٰ
 فی الدنیا والاخرۃ علی وجہین جو انفقہ لسنۃ اللہ تعالیٰ وکائنات
 علی سبیل خرق العوائد و عفو الذنوب عن مات بلا نقیہ جائز
 من باب خرق العوائد کذلک العفو عن حقوق الناس جائز بطریق
 خرق العوائد و هذا وجه التوفیق باین المقصود المتعارضہ یاد
 الراہی اور یہ قول موسوس کا معتزلہ خاص کرنے میں مطیعین اور تابیین کے واسطی
 الحج معتزلہ و در قسم شفاعت کی ایک فوائد دخول ہمارے اور کسیکو مخصوص ہمارے
 قابل نہیں ہیں مطیعین اور تابیین کے ساتھ جو خاص کرتی ہیں وہ شفاعت ہی واسطی
 رفع درجات اور زیادہ ثواب کے جیسی شرح مفاد سے مذکور ہو چکا تو یہ قول
 موسوس کا صریح خلاف ہے اور عالم ربانی نے قسم اول کو خاص کیا ہے غافلین کے
 واسطی سو ہی بطریق عموم اور شمول خیاں مفصل مذکور ہوا یہ موسوس آجہل ہے
 باجارتہ یا شیوان موسوس قول اسکا یا شیوان مقولہ سو

اور کجا یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے دلیمن او سپر ترس اٹا ہی مگر امین بادشاہت
 کا خیال کر کے بی سبب در کذر نہیں کر سکتا کہ کہیں لوگوں کی دلیمن اس آئین
 کی قدر نہ گھٹ جائے الی آخر جماعت نے کہا کہ یہ صریح خلاف ہی مذہب اہل
 سنت کی اور مخالف کتاب اور سنت کی اور عموم قدرت کا انکار اور اللہ تعالیٰ
 کو عاجز اور محتاج تہیرانا ہی اہل سنت کی مذہب میں ثواب دینا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے
 اور عذاب کرنا عدل کچھ واجب او سپر نہیں ہے نہ طاعت پر ثواب نہ معصیت پر عذاب
 اپنی فضل و کرم سے عاصی کو عذاب دے تو سکتا ہے اور غصہ کیا رے سے بی ثواب
 جائز ہے معتزلہ جو قایل ہیں وجوب کی ان باتوں میں مخالف ہیں اہل سنت کی ایک دلیل
 یہ ہے نبی لائی ہیں کہ اگر در کذر سے اور ستر اندھے تو وعید میں خلف اور خبروں میں
 یہ ہوش لازم آویسے وہی طریقہ اختیار کیا کہ کبیرہ کی عفو سے بعد ثواب کی سہولت
 انکار کیا اور اس جرات سے کہ در کذر نہیں کر سکتا انہیں معتزلہ سے بھی ترسے
 کی بشرح مقاصد وغیرہ میں سب موجود ہی انتہی اسوئوسہ میں موسوس نے
 چند باتوں کا محض اوجا کیا نہ ان کو واضح نہ کر دیا سو ان کو ہم پہلی واضح کر دیں گے
 پھر منشا اس وسوسیکہ جو کلام عالم ربانی جیسے کہ اس کی غلط فہمی سے یہ وسوسہ
 پیدا ہوا ہی او سکوبان کریں گی پھر مطلب عالم ربانی کی کلام کا کہ اس وسوسہ کے
 جڑ ٹٹ جاوے موسوس نے یہ جو کہا کہ یہ صریح خلاف ہی مذہب اہل سنت کی اسلی
 کہ در کذر کر نیکو اللہ تعالیٰ کی ہے سبب ڈھونڈا اور موسوس چھٹی وسوسہ میں کہنگا
 کہ اہل سنت کی مذہب میں اللہ تعالیٰ کے افعال کے واسطی سبب در کار نہیں اور
 یہ جو کہا کہ مخالف ہی کتاب اور سنت کی تو اسلی کہ مذہب اہل سنت کا موافق ہے
 کتاب اور سنت کی جوابات اس مذہب کی مخالف ہوگی وہ خلاف کتاب اور سنت

کے ہو گئے اور یہ جو عالم ربانی ہے کہا کہ در کذر نہیں کر سکتا یعنی در کذر کرنا مقدور
 نہیں تو اس میں عموم قدرت کا انکار ہے تو عاجز اور محتاج سمجھنا ہی لازم آگیا اور
 کتاب اور سنت میں اللہ تعالیٰ کا صاحب قدرت کاملہ ہونا ثابت ہی اور جب در کذر
 کرنا یعنی مغفرت کنہی کا یہ مقدور نہ ہو تو تعذیب عامی کے واجب ہوئے تو تو
 ہی مطیع کو واجب ہوگا لعدم القول بالفرق اور اہل سنت کی یہاں کچھ اور میرا جب
 نہیں تو اب دنیا فضل ہے اور عذاب کرنا عدل اپنی فضل و کرم سے یعنی بلی سبب
 عامی کو عذاب دے ہو سکتا ہے تو بہ در کذر کرنا بلی سبب ہوا اور عالم ربانی نے
 کہا بلی سبب نہیں ہو سکتا اور جو یہ قابل نے کہا کہ وہ شرمندہ ہی اور رات دن
 ڈرتا ہی اور آئین کو اپنی سہرا لکھ کر اپنی یقین نقیضہ دار اور لائق سزا کے
 سمجھتا ہی الخ یہی معنی تائب کے ہیں اور کسی حق میں کہا کہ در کذر نہیں کر سکتا
 تو یہ مغفرت کبیرہ کی توبہ کے بعد ہے نہویں اور معتزلہ اس غلو کی قابل ہیں
 تو اس میں معتزلہ سے ہی ترقی ہوئے اور اس جرات ہی کہ در کذر نہیں کر سکتا
 یہاں تک تو ضیح خرافات موسوس کے ہوئے اب جوابات خرافات موسوس کے
 سنو یہ جو موسوس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے افعال کے واسطی سبب درکار نہیں
 اس سے اگر یہ مراد ہی کہ سبب درکار نہیں نہ باعتبار جری عادت الہی کے نہ واسطی
 مراعات حکمت اور مصلحت کے نہ موثر نہ یعنی موقوف علیہ کے پھر موقوف علیہ نہ یعنی
 لواہ لا مستحق کے نہ یعنی وجد فوجد یعنی صحیح دخول خاکی تو یہ مراد باطل ہے اسلی
 کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی افعال کے اسباب آپ مقرر کی ہیں باعتبار جری اپنی عادت
 مبارک کے واسطی رعایت حکمت اور مصلحت کے اور باعتبار موقوف علیہ کے نہ یعنی
 اولاد لا متع کی بلکہ یعنی صحیح دخول خاکی یعنی وجد فوجد بلکہ اوجد فوجد خاکی خود

آپ ذات مقدس انہی کلام میں فرمائی ہیں و انزل من السماء ماء فاخبر به من
 الشجرات رزقا لکم ونبھاوی من عطفک جعل وخرج اثمار بقرة لعلہ اللہ تبارک و تعالیٰ
 و لکن جعل الماء الممر و یخرج بالتراب سبیا فی اخرجھا و مادة لها کما
 لنطفة للیحیوان بان اخرجہ عادتہ با فاضة صورھا و کیفیاتھا
 علی المادة المتزججة منھما او ابداع فی الماء قوة فاعلہ و فی الارض
 قوة قابله یقو لد من اجتماعہما انواع الثمار و هو قادر علی
 ان یوجد الاشیاء کلھا بلہ اسباب و مواد کما ابداع نفوس
 الاسباب و المواد و لکن لہ فی انشاءھا تدرجاً من حال الی
 حال صنایع و حکم یجری فیہا کالولی الالبصار عبرا و ساکنی
 الی عظیم قدرتہ لیس فی ایجادھا دفعة انتہی اور ہی بصر و
 میں ہی الیک انت العیلم الذی لا ینحفی علیہ خافیة الحکیم الحکیم
 لمبدعاتہ الذی لا یفعل الا ما فیہ حکمة بالغہ انتہی عقاید عشقہ میں
 ہی راعی الحکمة فیما خلق و امر طریقہ سمیعہ میں ہی للعبادات اختیارات
 جبریة و ازاد انت قیللة للتلک کل من الضدین الطاقہ و المدد
 و قد جعلہا اللہ تعالیٰ شرطاً عادیاً للخلق افعال العباد انتہی بختم
 ایک مثال تو ہو چکی اور امی سورہ میں اور سورہ انفال میں فاخذہم اللہ بذنوب
 سورہ ال عمران میں ہی سنلتی فی قلوب الذین کفر و الرعب بما اشرکوا
 باللہ الا یتہ سورہ ت و میں ہی و اللہ او کسمم بما کبیلوا سورہ انفال اور
 انفال میں ہی فاخذہم بذنوبہم سورہ انفال میں ہی فاخذہم بذنوبہ
 نبات کل شئی سورہ اعراف میں یہے فسا نزلنا

بسم الله الرحمن الرحيم
 کل التیارات نام قرآن میں خدا تعالیٰ ہی جانتے ہیں ان سب تبارکون میں سے
 سب سے شرح یہ عاقل پرستہ والی ہے اسکو جانتی ہیں اور موقوف علیہ نہ
 بمعنی لولاد لامتسح کی بلکہ بمعنی وجد فوجد کہ مصحح ہی دخول کا با پاکیا یعنی اللہ تعالیٰ
 فی موافق جری عادت کی اور مراعات حکمت اور مصلحت کے لئی اپنے افعال عباد
 کی لئے اسباب مقرر کئی ہیں اور خالق منبہات اور سہاب کا خود وہ آپہ ہے
 اور اگر مراد یہ ہے کہ سبب موثر موالدہ تعالیٰ کے اور موقوف علیہ بمعنی لولاد لامتسح
 کی افعال آہی کے واسطی درکار نہیں تو یہ حق ہے پر اس سے نفی مطلق سبب کے
 لازم نہیں آتی نفی الخاص لا یشتمل نفی العام اور عالم ربانی نے فعل آہی کے واسطی
 سبب موثر موالدہ تعالیٰ کے اور موقوف علیہ بمعنی لولاد لامتسح کی ثابت نہیں
 کیا تا کہ اعتراض ادھر متوجہ ہو اگر موسوس کہی کہ قول قائل کا کہ نہیں سکتا دلالت
 کرتا ہی سبب قدرت پر اس فعل پر وہ اس سبب کے تو سبب موقوف علیہ بمعنی لولاد
 لامتسح کی یا موثر موالدات اللہ تعالیٰ کے افعال آہی کے واسطی اس قائل نے
 ثابت کیا جواب اسکا یہ ہے کہ یہ اعتراض جو کرتا ہی اسکو شعور نہیں وہ بی شعور
 ہی اس لفظ کے استعمال سے یہ لفظ دو معنوں میں آتا ہی ایک معنی اسکا نفی
 قدرت فاعل کے اس فعل پر جیسی کہتی ہیں آدمی نہ آرماسی نہ اڑ سکتا ہی اور کہو تر
 مثلا اڑ سکتا ہے اور آرماسی ہے دوسرے معنی نفی اس فعل کے کہ جسکی کرنے میں
 مصلحت فوت ہو جیسی کہتے ہیں زبردست جو کم روز کو ایک کالی سے دی لی تو وہ
 کم زبردست کر اسکو لی جاتی ہے کالی نہیں دی سکتا کہ کہیں اسکو اونی نہ لگی اور یہ
 معنی اسکی نہیں کہ کم زبرد کے زبان اسوقت گونگی ہو جاتی ہے کہ قدرت اسکو

کمالی پر نہیں رہتی انشاء اللہ خاتم کائنات میں **س** ہمیشہ تو جو یہ کہتا ہے کہ قدرت
 ہی بہت ہے اب بھی آواز دہ کب تک سنا سکتی ہیں وہی نہ اور سنا دین بھی درک
 اگر اپنی باتوں کی گردن کو تو سجا سکتی ہیں دوسرے غل میں کہتی ہیں **س**
 غیر سرگرم سخن ہستی یہ کیا کیجی بھلا ہم نہ رہ سکتی ہیں اس وقت نہ مل سکتی ہیں
 تیسرے غل میں ہی یہی اور خواجہ میر درد صاحب اور میر تقی کے کلام میں
 یہ بہت ہی پردہ آدین اونکی ہمارے پاس نہیں کہ ادنیٰ لکھا جاتا بعد اس تحقیق
 کے پر ہے جو کوئے عالم رہنے پر اعتراض کرے تو وہ مصداق ہوگا اس
 طعنے کی مصلحت کا **س** بر خرنی تو ان زخیرت قباب کرڈ عالم رہانے کے کلام میں ہی
 دوسرے معنی مراد ہے اور اس دوسرے معنی کے تعین پر قرینہ بنے قائم کیا ہے
 وہ یہ قول ہے اوسکا کہ کہیں لو کون کی دلیں اس آئیں کی قدر نہ گھٹ جاوے
 تو اس قرینہ لفظی سے معلوم ہوا کہ اوسکی معنی یہ ہے کہ درک نہ کرنا مقدور تو ہے پر
 رعایت اس مصلحت کی کہ فوت ہو جاوے درک نہ نہیں کر سکتا تو جیسی پہلی مثال
 میں کو نکا ہو جانے زبان کا نہیں سمجھا جاتا ایسا ہی یہاں ہے لی مقدور ہونا سمجھنا
 لی شعور ہے ہی تحقیق اس محاورہ کی یہ ہے کہ سکتا ہے یا نہیں سکتا ہے اصل
 معنی اوسکی قدرت کہتا ہے یا نہیں کہتا لیکن ثبوت اور عدم ثبوت قدرت کا کہے
 باعتبار نفس ذات قدرت کی معتبر ہوتا ہے اور کہی باعتبار مقارنت مصلحت کے تو اس قدر
 پر کر سکتا ہے اوسکی معنی یہ کہ قدرت ساتھ مصلحت کے کہتا ہے اور نہیں کر سکتا اوسکی معنی یہ کہ قدرت ساتھ مصلحت کے کہتا ہے
 مصلحت اوس فعل کے کرنے میں فوت ہو تو وہاں یہ کہنا صحیح ہے کہ نہیں کر سکتا اوسکی
 معنی یہ کہ قدرت ساتھ مصلحت کے نہیں ہی یعنی نفی اس مقید کی باعتبار نفی قید مصلحت
 کی ہے اگر یہ مطلب کہ وہ اصل قدرت ہی ثابت ہو اور سچ ضمن مقید دوسرے کی کہ وہ قدرت

ساتھ ہی باوجود یہ اور یہ محاورہ صرف ہندی ہی کا نہیں بلکہ
 عربی کا ہے محاورہ ہی جیسی کہ میرا ذوال الحجار یونان یا عیسیٰ ابن مریم
 صل لیستقیم دلت ان یثقل علینا ما نلذہ من السیاء بیضادی میں بل
 یستطیع کے تین تو ہیں میں ایک سیکہ کہ و قیل صدہ الاستطاعت علی ما یقتضیہ
 الحکمتہ فالادادۃ کا علی ما یقتضیہ القدرۃ اختیاری میں غور کرنے سے
 یہ ہی تو یہہ خوب معلوم ہوتی ہے پر ختم یہ کہ سبب یہ نظر قدرت کی درکار نہیں اور نظر
 حکمت کی درکار ہے اور یہی ہر دو عالم ربانی کے ہی یہہ جو جو سورس نے کہا اپنی فضل
 و کرم سے عاصی کو عذاب دے ہو سکتا ہی اور عفو کیا یہی ہے لی تو بہ جائز ہے ہم کہتی ہیں
 کہ اسکا انکار عالم ربانی میں کب کیا ہے جو یہ خرافات ذکر کر رہا ہے بظن حکم ہونی یاد
 کی عالم ربانی میں تو یوں کہا ہی کہ لی سبب درکار نہیں کر سکتا بلکہ انعامات اپنی حکمت کے
 کہ کوئی فعل اس حکم کا حکمت سے خالی نہیں تو عاصی کو جو اپنی فضل و کرم سے عذرا
 نہیے اور کیا رہے تو یہ کو عفو کر دے تو وہ ان سے کچھ حکمت ہوگی پردہ حکمت غماضہ
 بتی کہ کب کی علم میں نہیں آئے اگر اور سبب نہیں تو وہی حکمت سبب سے پرانا جانا چاہیے
 نہ عفو کیا رہی تو یہ سے لی عذاب کے ہوئی کم ہوگا اور عذاب کی پیچھی شفاعت سے کہ
 سبب عفو بہت ہوگا تو یہ معتزلہ سے بر خلاف ہوا کہ وہ مرکب کبیرہ لی تو بہ کو معتزلہ
 انرا کہتی ہیں اور وہ معتزلہ جو کہتی ہیں عذاب منقطع ہو جاوے گا اولیٰ یہ فرق یہ
 کہ ہم ہر شخص کے جہنم احتمال مغفرت کا بلا درحوالہ کہتی ہیں کہ جسکو چاہی مغفرت
 کردی بخلاف ادنیٰ اور بعد ثنویٰ ہمارے ہم سبب خروج کا شفاعت کہتی ہیں بخلاف
 ادنیٰ کہ وہ اس شفاعت کی قایل نہیں اور یہ قول موسیٰ کا اور منصف یہہ کیا کہ
 کبیرہ کے عفو سے بعد تو نہ کے ہے انرا کہ یہ قول شخص و سورس اور غلط

فہمی ماشا دیکھا کہ اس میں انکار ہو عفو کا بلکہ صریح عفو کا اثبات اور اقرار ہے پر عفو کی
 کیفیت بیان کی ساتھ وہ یہ کہ غریب خائف کی عفو کی ساتھ مراعات حکمت اور
 مصلحت کی بھی چاہیے جو لائق ہی شان حکیم کے کہ کوئی فعل اور سکا خالی حکمت سے
 نہیں ہوتا جیسے کہ مقرر ہے اور مصلحت دے میں مذکور ہو چکا اور مراعات حکمت کے
 یوں ہی کہ ایک مصلحت اور حکمت کو سبب بنا کر عفو کیجی اور وہ حکمت کہ جس کو سبب
 بنایا وہ شفاعت ہی اور اگر کوئی بھی تو آئین بادشاہ کی قدر لوگوں کے دلوں سے
 کہتے جاوے اور محض مطیع فرمان بردار اور یہ مجرم خائف برابر ہو جا دین اسلامی
 نجات تو دو نوع فریق کو دی پر اول کو بلا شفاعت کہ حاجت او کو اس شفاعت کے
 پہنچے اور دوسرے فریق کو شفاعت کی ساتھ اس میں آئین ہے باقی رہے اس
 شفیقوں کی عزت اور درجات زیادہ بڑی اور دو نوع فریق برابر ہے ہوئے
 فرق رہا تو یہ بڑے حکمت اور مصلحت ہوئے اور یہ دوسرے ہو سکا کہ اس
 درجات سی در کدر نہیں کر سکتا انتہی یہ تو مذکور ہو چکا ہے کہ اس کی معنی یہ ہیں
 کہ بی سبب عفو کرنے میں قدرت تو ہے پر مصلحت اور اس کی ساتھ نہیں تو نفی لغز
 قدرت کی اس لفظ سے سمجھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو کہ یہاں نفی ہوئی
 مصلحت کے ساتھ قدرت کی مراد ہے نہ نفی قدرت کی تو یہ سبب محض حق
 اور بی شعور ہے جیسا کہ بیان ہو چکا اور یہ قول ہو سوس کا کہ اس میں معتزلہ
 سی ہے ترقی کے الخ یہ حق در حق ہی اور بے شعور ہے پر بی شعور ہے ہی ایسے
 مکر معلوم ہوا کہ اس کی معنی تو یہ ہیں کہ بی سبب مکر ذکر کرنے میں مصلحت نہیں
 ہی اور حکیم کا کوئی فعل خالی مصلحت میں نہیں ہوتا اور یہ معنی نہیں ہیں کہ بی سبب
 عفو کرے تو اس پر قدرت نہیں اسلامی کہ قرینہ مانع اس ارادے عالم رہا ہے خود

اسی کلام میں اپنی ذکر کر دیا ہے جیسے کہ مذکور ہو چکا اور باقی کلام متعلق اس مقام کا
چوتھی دوسرے کے دفع میں مذکور ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ چوتھا دوسرا **قول**
جو سوس کا چہٹا موقوفہ بی سبب در کدر نہیں کر سکتا جماعت کی کہ
ہیہ ہی مخالف ہے اہل سنت جماعت کی مذہب ہے اللہ تعالیٰ کے افعال کے واسطی
سبب درکار نہیں معتزلہ جو قائل ہوئی وجوب تعلیل کے واسطی افعال الہی کے
اہل سنت نے اور نیز رد کی شرح موافق وغیرہ میں مفصل لکھا ہے قول اس ہو سوس
کا چہٹا موقوفہ بی سبب در کدر نہیں کر سکتا الی تو بسبب درکار نہیں اسکا دفع تو اس سے
پہلی پانچویں دوسرے کے دفع میں معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ اپنے کلام
قدیم میں اپنی افعال کے سبب مادی میں اور تمام عالم میں اس خالق حکیم نے سبب
مسیات کو ادنیٰ اسباب سے موقوف اور منوما کر کے اور سبکو پیدا کیا ہے تو اوسمیں
اوس حکیم علیم قادر کامل العزیز کی حکمت اور حکمت معلوم کر کے عباد کہتی ہیں دنیا کا
خلقت خدا یا خلقت تو پر اس یہود کی کہنی ہے اللہ تعالیٰ کے افعال کو سبب
درکار نہیں یہ لازم آیا کہ جو چیز اس خالق تعالیٰ کو اپنی افعال کے لئے کسی وجہ
سبب درکار نہ تھی گو بنا بر مصلحت درکار ہوتی وہ اوسے اپنی کار میں لایا وہو کما ترے
دوسرے اس جہالت کو دیکھو کہ دعویٰ توفیقی سبب کا اور نفی تعلیل کے جو اہل سنت نے
کی یہی نفی اوسکی تائید ہی تو اس سے ثابت ہوا کہ سبب اور علت اسکی نزدیک ایک ہے
جیسی اصطلاح فلسفی کے یہی پر یہ ہو سوس اتنا نہیں جانتا کہ اصطلاح شریعہ میں سبب
اور علت دونوں الہیہ میں جیسے انسان اور فرس علت کی مفہوم میں تاثیر
یا باعث ہونا معتبر ہے سبب کی مفہوم میں نفی تاثیر کے یا باعث ہونے کے ایک بیان کے
نفی سے دوسرے میں ان کی نفی لازم نہیں آتی بلکہ گہری جمع ہوتے ہیں جسے زیر انا

ہی اور لافس کلام بیان فلسفیات میں نہیں کہ اس کی اصطلاح پر کلام کے بنا ہو بلکہ
 بشرحیات میں ہے تو اس کی اصطلاح چاہئے پر مقررہ جو تعلیل کے قابل ہیں اور
 اہل سنت نے ادبہر رو کیا یعنی تعلیل باطل کے تو وہ تعلیل ہے ساتھ علت خارجی
 کی وہ علت غائیہ کہ موثر ہوتی ہے فاعلیت میں فاعل کے یا تعلیل ہے ساتھ
 غرض کے وہ غرض کہ فاعل اس غرض سے اپنی تکمیل کرتا ہے اور اہل تہا
 اون دونوں سے شرہ ہے تو وہ متعلق ہے کسی علت غائی سے نہ وہ متعلق
 کسی غرض سے جیسی کہ عقاید میں مذکور ہے نہ مطلق تعلیل کہ وہ جائز ہے اس کی
 کہ تاثر یہ کی بیان افعال الہی معلل ہیں ساتھ مصالح عباد کے لیکن اصلاح
 او کی نزدیک اندھائی پر واجب نہیں بخلاف مقررہ کے کہ وہ واجب کہتی
 میں تو وہ دونوں میں فرق ہو گیا بلکہ بعضی تاثر یہ فرمایا ہے کہ جو کوئی
 تعلیل سے انکار کرتا ہے تو وہ ثبوت کا منکر ہے تو دعویٰ اور دلیل
 موسوس کے دو نقطہ ہوئے اب وہ باتیں جو ہمیں اس موسوس کے عقیدہ کے
 لئی ذکر کے ہیں او کی سند مستور الشریعہ رحمہ فی جو تاثر یہ فرمایا ہے
 اما القسم الثاني من الحكم وهو الذي يكون حكما يتعلق بشئ
 بشئ اخر فالشيء المتعلق ان كان داخل في الاثر وهو ذكره في الاثر
 فان كان موثرا فيه على ما ذكرنا في القياس فعلة والا فان
 كان موثرا اليه في الجملة فليس الا فان توقف عليه وجوده
 فشرطه والا فلا اقل من ان يدل على وجوده فعلة ما اقل
 ويكبر علت من تاثير او سبب من عدم تاثير مخبر کے تو ایسی میں متباین ہو گئی اور
 دوسرے ہیکر فرمایا ہے العلة قبل المعرفه وليشكل بالعلاقة اختلاف

في تعريف العلة فقال البعض هي المعرفة أي ما يكون والآخر
 وجود الحكم وقالوا العلة الشرعية كلها معارف لا فما ليست
 في الحقيقة بموتثة بل الموتور هو الله تعالى تلنا يدخل العلامة
 في تعريف العلة ولا يبقى الفرق بينهما لكن الفرق ثابت كان
 الأحكام بالنسبة إليها مضافة إلى العلة كما ملك إلى الشارع
 القصاص إلى القتل وليست الأحكام مضافة إلى العلامات
 كما لو حرم إلى الإحصان فلا بد من الفرق بين العلة والعلامة
 وقيل الموتور هي في الحقيقة ليست بموتثة اعلم ان البعض عرف
 العلة بالموتور والمراد بالموتور ما به وجود الشيء كالشمس للمضيئ
 والنار للاحراق والبعض ابطوا تعريف العلة بالموتور بأنها في الحقيقة
 ليست بموتثة بل العلة الشرعية كلها معارف لان الحكم قديم فلا
 يورث فيه السحادث وانجواب عن هذا اننا قد ذكرنا ان الحكم المصطلح
 موثر حكم الله تعالى فان ايجاب الله تعالى قديم والوجوب حادث
 فالمراد من الموتور في الحكم ليس انه موثر في الايجاب القديم
 بل في الوجوب السحادث بمعنى ان الله تعالى رتب بالايجاب
 القديم الوجوب على امر حادث كالملك قتل والمراد بكون
 موثر ان الله تعالى حكم بوجوب ذلك الاثر بذلك الامر كما
 القصاص بالقتل والاحراق بالنار ولا فرق في هذا بين العلة
 العقلية والشرعية فكل من جعل العلة العقلية موثرة بذاتها
 يجعل الشرعية كذلك وهو المعزلة فكما ان النار علة للاحراق

عنده حسب الذات بل خلق الله تعالى الاحراق كان القتل
العمد بغیر حق صلة لوجوب القصاص ايضا عقلا وكل
من جعل العلة العقلية ماثرة بمعنى انه جرم العادة الا
لهمة بخلق الاثر عقيب ذلك الشيء كخلق الاحراق عقيب
مماسسة النار لا انها ماثرة بذاتها مما يجعل العلة الشرعية
كذلك بانه حكم الله كلما وجد ذلك الشيء يوجد عقيبه
الوجوب حسب وجود الاحراق عقيب مماسسة النار فان
المتولدات بخلق الله تعالى عند اهل السنة والجماعة
على ما عرفت في علم الكلام الا ان يقال بالنسبة الى انفاك
الاحكام يضاف الى الاسباب في حقنا فانا مبتلون بنسبة
الاحكام الى الاسباب الظاهرة فيجب القصاص بالقتل و
ان كان في التحقيق المقتول ميت باجله ففي ظاهر الشرع
الاحكام مضافة الى الاسباب فهذا معنى كونها ماثرة
وقيل الباعث لا على سبيل الايجاب بمعنى الناس
عرفوا العلة بالباعث يعني يكون باعنا للشارع على شرع
الحكم كما في قولك جئتكم لا كرامكم الا كرام باعث على
المجبي والقتل العمد باعث للشارع على شرع القصاص ضيانه
للفقوس وقوله لا على سبيل الايجاب احتراز عن مذهب
المعتزلة فان العلة يجب على الله تعالى شرع الحكم عند
على ما عرفت ان الاصل للعباد واجب على الله تعالى عندهم

ابي المستعمل على حكمة مقصودة للشارع في تسمية الحكمة
 وهذا التقدير الباعث على سبيل الايجاب فالمراد من
 الحكمة المصلحة والمراد من كونه مشتقاً على الحكمة ان
 ترتيب الحكم على هذا العلة متصل للحكمة فان العلة لوجوب
 القصاص القتل الحمدا والعدوان تركه يتصور اشتغالاً على
 الحكمة الا بهذا المعنى من جلبه يقع اى الى العباد اودفع ضرر
 اى عن العباد فهذا مبني على ان افعال الله تعالى معللة
 بمصالح العباد عندنا مع ان الاصل لا يكون واجبا عليه
 تعالى فلا للمعزلة وما ابعد عن الحق من قال انها غير
 معللة لهما فان بعثة الانبياء عليهم السلام لا هتداء لخلق
 واظهار المعجزات لتصدىقهم فمن انكر التعليل فقد انكسر
 النبوة وفتى الله تعالى وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون وما امر الا ليعبدوا الله وامثال ذلك كثيرة
 في القرآن ودالة على ما قلنا والبيان لم يفعل لغرض اصلا
 يلزم العبث ودليلهم انه ان فعل لغرض فان لم يكن حصول
 ذلك الغرض اولى به من عدمه امتنع منه فعله وان كان
 اولى به كان مستكماً به فيكون ناقصاً وقد قيل عليه انه
 انما يكون مستكماً به لو كان الغرض راجعاً اليه وهو راجع
 الى العباد واجاب عن ذلك بان تمصيل مصلحة العباد
 انما هو ان استويا بالنسبة اليه لا يكون غرضاً وداعياً

کہ ان الفضل کائناتہ صیغہ تالیفہ الکریم من غیر مستحکم وان
 لم یستحق یا بالنسبۃ الیہ ینوی فعلہ اولی فیلزم مرکہ مستحکم
 انقار اما البیجاہ غلب مرتبہ کا بنا کر لیا کہ ان نسبتہ یا یا
 لکنسبۃ الیہ لا یدکر بہ غرض فائدہ ایشیا وکلا ندیدہ ان الکریم
 من غلبہ غلبہ کہ لا یمحیہ ان ینکر اناء ورنہ بانہ بہتالی
 انہ پادہ سرتبعا علی ان الکریم من غلبہ المرتبہ لزم من
 منہ کہ انتمی علامہ نقضانی روحہ الہ علیہ فی باوجود اشرفیہ ہوگی
 اس قول کو صدر الشریعت نے قبول کیا اور اس پر استدلال فرمایا یون کہسا
 ومن انکر التخیل فقد انکر النبوة لان تعلیل بقبۃ النبی
 علیہ السلام باعتناء الخلق لازم لها وکذا تعلیل انشاء
 المنجۃ علی یل النبی علیہ السلام بتصدیق الخلق واکار اللہ
 انکار الخلق مع لا نقضاء الملزم بانقضاء اللزم انتہی تو
 معلوم ہوا کہ علامہ سیکر نے دیک ہی یہی تعلیل کی ہے اس سلسلے میں تین مذہب ہیں
 ایک یہ کہ افعال الہی محفل میں ساریہ علت غائیہ اور غرض کی اسلی کہ فعل خالی
 غرض اور غایت ہی علت ہی اور اندر خالی کا فعل علت ہونی سے منترہ ہے
 یہ مذہب منقرض ہے دوسرا یہ کہ محفل نہیں اس لیے کہ علت غایت
 ہر تین سے فاعلیت کی اور غرض مکمل ہوتے ہے فاعل کے اور اندر خالی
 منترہ ہی اس سے کہ اپنی فاعل ہونی میں منفعل ہو کسی علت غائے ہی یا شکل
 ہو کسی غرض سے ان اللہ غنی عن العلمین اور فعل خالی غرض سے تعین
 ہر تہی کہ مشتمل حکمت اور منجلیت پر ہے ہر سو فاعل الہی اگرچہ خالی علت غائے

اور عرض ہے یہ پر خالص حکم اور مصالح عباد اور مخلوق سے نہیں تو مثبت
 ہوا یہ مذہب ہے اشاعرہ کا تیسرا یہ کہ فعل الہی معلل نہیں ساتھ اس
 علت ناشی کی کہ علت جو قاعلیت فاعل کے اور ساتھ اس عرض کے کہ موجب
 تکمیل فاعل کے ہو پر معلل میں ساتھ حکم اور مصالح عباد اور مخلوق کے سو یہ حکمت
 اور مصلحت غرض اور علت غائی ہو یہی معنی باعث کی اور فعل کے نہ وہ معنی
 کہ جسکو اشاعرہ رد کرتے ہیں کہ قاعلیت فاعل کے علت یا موجب تکمیل فاعل کے
 بلکہ اس معنی کہ جو صدر الشریعت فی عبارت منقولہ میں فرمایا ہے یہ مذہب تیسرا
 ماتریدہ کا ہے اور اسی مذہب کو صدر الشریعت فی اہل کیا یہ متبنون مذہب اس
 عبارت میں جو ہمیں نقل کی کہ مذکور میں مذہب ماتریدہ کا جو سواد اعظم اس امت فرما
 کی میں وسطی مذہب تھا کہ انہیں اثبات تہلیل کا بطور معتزلہ کے نہ انکار تہلیل کا
 بالکل بطور اشاعرہ کے بلکہ تہلیل ہے پر حکم اور مصالح عباد اور مخلوق کے ساتھ اب
 جرح اور قید بل مقدمات دلیل ماتریدہ کے طولی چاہتا ہی اور عرض ہے اس سے
 متعلق نہیں اس لیے کہ مقدمہ دوم میں مذہب کا بیان ہی وہ تفصیل فی الجملہ کے
 ساتھ بیان کر دیا اب ثابت ہو کہ افعال الہی کے اسباب تو مضمون قطعہ قرآن
 مجید سے ثابت ہیں مگر ان اسباب کا منکر ہی مضمون قطعہ قرآن کا ایسی منکر کا
 جو حکم شرع میں ہی علما جانتے ہیں پر یہ گمراہ انکار کرنی میں نص قطعہ قرآن کی یہ
 کچھ اندیشہ نہیں کہ جیسی نص قطعہ قرآن کا تعلیل من فی السموات والارض
 الغیب اکالہ اسنی اسکا اپنی رسالہ میں جسکا نام جو اہر منقولہ ہے انکار کیا ہی
 اور علامہ علی قاری نے فی شرح فقہ اکبر میں منکر اس نص کے کو کافر کہا ہے بیت اور اس
 رسالہ کے یہ ہے طیف الغرض برامتی بری علی غیب والی غیب کوئے آپ کے

عبارت ماعلیٰ قاری کے شرکی یہ ہے ثم اعلم ان الانبیاء علیہم السلام لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما اعلمهم الله تعالى احیانا و ذکر الحقیقة بقصر مجاہد بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیہ السلام یعلم الغیب لمعارضۃ قوله تعالى قل لا یعلم من فی السموات و الارض الغیب الا الله کذا فی المسامۃ اور ایسا ہی ہے یہ قول حق تعالیٰ کا و لو کنت اعلم الغیب لاستکذبت من الغیب و ما صغی السوء بیان اسکی خطا کا یہ ہے کہ جس غیبیات کی کوئی خبر دی کسی کی اعظام اور انہار سی تو اسکو غیب دانی اور غیب گوئی نہیں کہتی جیسی کوئی اندس کا حال مثلاً سیچون سی شکر تبادی تو اسکو نہ کہیں گے کہ یہ غیب دانی اور غیب گوئی ہے ای انبیاء علیہ السلام کو اعلام الہی سے غیب معلوم ہوتا تھا تو اسکو غیب دانی اور غیب گوئی نہیں کہتی کہ یہ منافی ہی نفی علم غیب کو جو مضمون دو نواہت کریمہ کا ہی اسباب فعل الہی کے تو ثابت ہیں قرآن مجید میں باقی رکام کلام تعلیل میں سورہ بھی موافق مذہب سواد اعظم کے ثابت ہوا بت صاف اور صریح ثابت ہو گیا کہ یہ جو اس موسوس نے چٹھی و سوسہ میں کہا ہے کہ نہ افعال الہی کے اسباب تعلیل ہیں اس سے عالم ربانے پر طعن کیا سو صرف و سوسہ خناس ہے اللہ تعالیٰ اپنے عباد مومنین کو اس سے بچا دے جیسے کہ فرمایا ہے الذین عبادوا لیس لک عیون لیس لیس سلطان حاصل کلام عالم ربانی کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر قدرت ہے اور ہر فعل میں حکمت ہے کیونکہ وہ تو قدیر و حکیم ہی تو اعتقاد نفی قدرت کا جیسے ضلالت ہی انکار نفی حکمت کا ہے ویسی ہی کمر ای ہے اس سوا سطلی اللہ تعالیٰ معفرت کی واسطی ہے کچھ سبب پیدا کر دیکھا جیسی شفاعت اور مقتدر و لو کا ہے

قدرت اور حکمت کا وہی ہند ہے اور راشدی اور ہیہ ندیب ہی خواص اہل سنت
 اور جماعت کا یعنی صوفیہ کرام کا اس ندیب کی بیان میں حضرت ابوسعید ابو اخیمر
 رحمۃ اللہ علیہ کے ایک رباعی ہے اور بعضی ادلیا اور نے اس کی تفسیر کیے
 ہی تو وہ رباعی اور وہ شرح بیان نقل کرنا مناسب ہے کہ دسوسہ خناس کے ہر کشت
 جاویے **س** زلفش بکشی شبی ہوا ز آید از دہ چون بکتری چمکل باز آید از دہ
 کر یک گره از پنج و خمش کشای عالم مشک طراز آید از دہ کوید این رباعی را خیر
 شیخ ابوسعید ابو اخیمر قدس سرہ در سر قضا و قدر گفته است بخاطر فاطر در علی آن
 چہ وہم غلطی کرد و چہ اول انکہ حضرت حق سبحانہ بحکمت بالہ خویش قدرت
 کاملہ خود را در برہ حکمت مستور ساختہ است و اسباب را کہ مقتضای حکمت است
 وہ پوش قدرت کرد و ایندہ و بغیر من قاطع دعوت بر قدرت خود نمودہ و نیز دلالت
 بر بقای سنت و حکمت فرمودہ و کمال را بجمع میان سبب و مسبب نمود و بدین سبب
 ستایش حضرت یعقوب علی نبیا و علیہ الصلوٰۃ السلام کہ جمع نمود میان پروردگار
 کتاب مجید خود کرد و جایگہ گفت **انہ لہ و علمہ لما علمناہ و لکن اکثر الناس**
لا یعلمون پس کہ نظر او بر عالم حکمت مقصور شد و در بند اسباب اند و قدرت
 مسبب حق تعالی جل سلطانہ پی نہ برد خصال شد و عالمی را بکمر اسی پروردگار کہ سبب را از میان
 مطلقا برداشت و از حکمت حکیم مطلق غریبانہ چشم پوشیدہ کارخانہ بزرگ خداوند
 را غر و جل معطل ساخت و کار را بر اہل عالم بند نمود و ہر کہ سبب را در میان آورد و نمود
 حقیقی در جمیع اشیاء فعل حق را جل و علایم بر کمر حق ہندی گشت و از ہر دو ہمکہ از
 و عالم را بہدایت کشید زلف کہ در مجاز سائر روی محبوب است در رباعی حضرت شیخ
 کوئیا گنایہ از حکمت بہت کہ وہ پوش قدرت بہت اگر از ابر روی قدرت بکشی قدرت

را بان مستور سازید یا از اسب و کشتی و بان در آویزید و بی بقدرت بنبرید
 در از آید از و یعنی تاریکی و گمراهی که را بی نور هدایت نراند از ان پدید آید چون بگذارد
 یعنی حکمت را از دست بدی و اسباب را مطلقاً فرو گذارد چنانکه از و یعنی
 سستی و انقباض با وجود وسعت و بیطاید آید گر یک گره از پیچ و خمش بکنید
 یعنی اگر سبب را ایجاد برید و گره چرخ در خم انرا که عالمی بان پندگشته و از پیچ
 ان را می نیافته و بحقیقت معامله نشناخته بکشی و از بندش دارید و بحقیقت
 بشناسی با سبب اریکه در ایجاد اسباب مودع است که را از روی آن بکنید و
 بران اسرار اطلاع یابد از ضیق طرفین خلاص شود و بشاه راه حصول منت
 ذی الجلال در آی و عالمی را را نشانگر دی چنانچه گفته است عالم عالم سنگ طراز آید از و
 یعنی خلعت که سبب ضلالت جمع کثیر است درین وقت و سید هدایت و تنویر که
 سنگ طراز کنایه از ان است بیکر دو مادرین وقت حاصل مر این کس از ان لغت
 سنگ طراز است چه سنگ طراز چه نیکو است که در افاق امتحان می یابد و عالمی بان
 از ضلالت هدایت می آید انتق الوجیه الاول جو سبب جوہ کی ذکر کرنی من تطویر
 بلا ضرورت ہی اس لئے کہ ہمارے مطلب کے ثبوت میں وجہ اول کافی ہے
 تو اسی ایک وجہ برکتفا کی گئی **ساتوان و سوسہ قول اس**
سوسہ کا ساتوان منقولہ ایک شخص کے مقررین میں لکھا
 از بیکہ عالی حضرت پرورد فطرت الحمیدہ و سوسہ طر کیا جالایہ سب پہلی و سوسہ
 اصغف اور ادہن من حیث البتوت ہی بیان یہ اقباس لایقی ہے و ان ادہن
 البیوت لیسیت العسکوت پہلی دفع سے اس و سوسہ کے گئی باتین جسنی جاہلین کہ
 وہ مقررات دفع کی ہیں ایک بات یہ ہے کہ ایک شخص نے حضرت مجدد مائتہ و سوسہ

یعنی تیر کرین مدرسے کی مراد اس خناس کے ہیں حضرت ممدوح البقی اسد تھے
 طہور آثار ہدایۃ الی یوم البعث و النشور سید السادات بکمال تقویٰ متقی اہل زمان
 خاندان عالی ادب کی جناب کا تقویٰ اور اتباع سنت میں سنہرہ افاق لگوں آدمی
 دست حق پرست جناب ادب کی یہ اور دست خلفاؤں کے یہ ہندے اور تائب
 کفر اور شرک جلی اور خفی اور بدعات اور دوسرے گہار اور صغیر یہ ہوئے
 اس خناس نے ظاہر میں تکیف عالم ربانی کے کوئے اسلمی کہہا بعضوں نے ایسی
 کلام کرنیوالی کو کافر یہ کہہا اور ایا اس بی ادبی کی ادس حضرت عمرہ اولاد
 حضرت رسول اور رسول کے طرف کبھی صلی اللہ علیہ و علیہا و علی سائرہ وسلم
 تو یہ دی بات ہے کہ ہمیں مقدمہ میں کبھی ہی کہ یہ جامع ہے رفق اور خراج
 اسکی معنی یہ کہ از روی تقیہ کے یہ سنی حنفی اور باطن میں رافضی غالی اور
 بی ادبی میں سادات کی شیعہ خارجیوں کا گویا خارجی ہر چند یہ تینوں فرقی آپس میں
 اعتقاد میں پریشیاں مذکورہ سے جمع ہونا ہو سکتا ہے ایک اسم بر سبیل حقیقت
 و مجازا اور یہ جو نام حضرت ممدوح کا لیا اور پردی میں بی ادبی کے اسکی دو سبب
 ایک یہ کہ مرید اور معتقد ادب کی ہر شہر اور قریہ میں ہیں تو مبادا اسکو سترہ ہر گز
 دوسرے یہ کہ خوف اپنی مذہب والوں کا کیونکہ بعضی شیعہ جو بیوقوف ہیں وہ
 سید سنی کو سید نہیں جانتی اور بی ادبی کرتے ہیں پردہ جو اپنی مذہب کی متقی ہیں
 وہ کہتی ہیں کہ اعتقاد اور نسب اور وہ سید سنی کو یہ ہے انہیں دینی دوسرے
 یہ بانٹ ہے کہ ایک تشبیہ ہے اور ایک ترویہ ان دونوں میں فرق ہے تشبیہ میں
 تشبیہ کو تشبیہ پردہ تشبیہ میں فوقیت اور قوت ہی حقیقہ یا ادعا بخلاف ترویہ کہ
 ایک مساد کو دوسرے پر نہ فوقیت نہ قوت اور یہ نزدیک علماء بیان کی ظاہر ہے

یہاں اسکی تفصیل میں اطناب ہی خلاف مقتضای مقام کے قیسرے یہ بات کہ تشبیہ
 خصوصاً بطور اطلاق کیے ساتھ حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے جو رفیع
 اور اثبات رفعت مشبہ میں منظور ہو اور یہ وہ مشبہ اہل دنیا سی جو جیسی اکثر شرک کرتے
 ہیں تو یہ البتہ کفری اور کمال ہے اور یہ جو منظور تشبیہ ہے خصوصاً جو وجہ مخصوص
 میں ہو یہ بطور تحقیق کی یعنی بیان واقع اور ثبوت نفس الامر رفعت مشبہ کے ہو یہ
 وہ ہی بطور تشبیہ اور تاسی کے یہ وہ حقیقت ہی طبعی ہو جیسی اولاد میں اپنی آباد
 امہات کے یا بحیثیت اختیار سے جیسی کالین اولاد اور امت میں جو قدم بقدم حضرت
 سید المرسلین کے ہوں صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح کتاب اور سنت کے یہ
 دو توثیقین جو جمع ہوں تو اسکی کمالات اور فضائل کا تو کیا کہنا چاہی جیسی حضرت
 مجدد مروج ہیں اور کچھ کم کر کے عالم ربانے میں حق تعالیٰ نے فرمایا ہے قل ان
 کنتم تحببوا للہ فاتبعونی یحببکم اللہ اس سے ثابت ہوا کہ مسیح رسول اللہ
 کا صلی اللہ علیہ وسلم محبوب الہی بن جانا ہی یہ کونسی نعمت ہے جو اپنے
 محبوب کو موافق حکمت کی عنایت ہوگی اس اتباع میں مجدد مائے ثلثہ عشرہ بلکہ صدائے
 خاندان نبوی حضرت مروج کا شہرہ افاق ہی مکر اسکا جاہل اور کاذب نزدیک خلافت
 کی اور یہ جو ہمیں کئی دعوے کی کتاب اور سنت میں اور کلام اولیاء اللہ میں ہو جو
 اور مذکورین ایک آیت تو مذکور ہوئے اور ذکر اسکا ہم اتنی کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ
 اور تمنا دیو ہے یہی قاضی فیاض سے وجہ فاسد اور سابع میں ہی اسکا خلاف نہیں
 ہوا یہ خاص اگر اہل نبوت تو شہداء پر حوالہ کرتا اور یہ ہشاکو دیکھ کر نا سمجھی سے مرعوب
 عرض ہو رہا آخرت کا ہوا جیسی اسکا ہے بیان یہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ اہل خانہ
 کہ کسے نہ شہداء نہیں دیکھ کر ہونے بی علمین کو غریب دیدن گاہ اور بعضوں کو دینی ہے

دیا بعد ذکر قرآن اور حدیث اور کلام اور لپار احمد کے عبارت شفا کے بھی مذکور ہو سکے
 اور حق اسکا طائر کیا جاوے گا انشاء اللہ تعالیٰ احمد تعالیٰ نے فرمایا ہے واما خیرت الیوم
 نعمت تو اس سے محدث رہا ہوتے نعمت رب کے اپنی حسیں پر واجب کیے اور فرمایا کہ
 فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اس حدیث کو امت پر ہے واجب کیا تفسیر مظہری میں بعد از
 حدیثوں کی یہ حدیث ہے **وَعَنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى**
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَى الْمُنْبِرِ مَنْ لَمْ يَشْكُرِ الْقَلِيلَ لَمْ يَشْكُرِ الْكَثِيرَ
وَمَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللَّهَ وَالتَّحْدِيثُ بِنِعْمَةِ اللَّهِ شُكْرٌ
وَتَرْكُهُ كُفْرٌ وَاجْمَاعُ رَجْمَةِ اللَّهِ وَالْفَرْقَةُ عَذَابٌ وَوَاهِ الْبُشَيْرِ
هَذِهِ الْأَحَادِيثُ تَقْتَضِي شُكْرَ الْمَشَائِخِ وَالْأَسَانِدَةِ وَحَسَنَ
النَّهْجِ عَلَيْهِمُ وَصَوْنَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِمُ أَجْمَعِينَ اور بعد کی سطور
 کے ہی مسئلہ محدث النعمۃ شکر امن هذا القلیل الی قولہ من طین اس
 مذکور سے ثابت ہوا کہ عالم ربانی رحمتہ اللہ علیہ کا قول شکر ہے اور ادا ہے واجب اور
 شکر اسکا جائز گویا شکر کریمہ مذکورہ کا اور جو اس خناس نے اسکوئی ادائی کہا ہے وہ
 خطایہ جیسی مجمل تو مقدمات میں معلوم ہوا مفصل ہے یہ کہا جائیگا اب تشبیہ پر
 تحقیق کا بیان جسٹو حضرت صدیق اکبر سے اللہ تعالیٰ عنہ شان میں حضرت سبط
 اکبر کے زمانے میں بابی امشبہ بالنبی لیس شیبہ بالعلی وعلی لعلک اور
 بنارس میں ہی اسی معنیوں کے حدیث مروی ہے اور سبط اصغر میں ہے
 قول انس سے مروی ہے علیا نے دریاں دونوں کے توفیق کر دیے ہی یہ مقام
 اسکی بیان کا نہیں مطلب جمعی قول حضرت صدیق کے میں یہ کہ حضرت صدیق نے
 ولد بالواسطہ کے تشبیہ سے تہ بن علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دی ہے یعنی اسے فرمایا

اسکی متنی کہ کمال مشابہت ہی جیسی علم ربانگی کہا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہے اَقْبَدُوا مِنْ بَعْدِي بِالْبُكْرِ وَعُمَرِ اَوْ رَحَى تَعَالَى فَرَمَا
وَمَا اَنْتُمْ اِلَّا رُسُلُ تَعْلَمُوْنَ مَا لَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَاَنْتُمْ تَوَلَّوْا اِدْرِيْهِمْ مَّسْكُوَةٌ مِنْ
بَابِ بُلُوغِ الصِّغَرِ خُصَّاصَةً كِي پہلی فصل میں حدیث متفق علیہ میں ہے کہ فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر بن ابی طالب کو اَشْبَهْتُ خَلْقِي وَخَلْقِي تَوْجَعَالِمْ
ربانی سے تشبیہ بروجہ واقع فرزند رسول اللہ بالواسطہ کے یعنی حضرت سید احمد علی
الرحمۃ والعزیز کے جو فرزند جیسے اور روحی دونوں ہستی حضرت رسول اللہ کے
حضرت رسول اللہ سے ہی صلی اللہ علیہ وسلم تو شکر ہے اللہ تعالیٰ کا اور پھر
موافق اجازت اللہ رب العالمین اور حضرت رسول رب العالمین کے ہی صلی اللہ
علیہ و علی آلہ وسلم شکر اوسکا منکر دونوں اجازتوں کا ہی اور شکر اللہ تعالیٰ کے
شکر کا اسکا حکم بوجہ میں ہی علما جانتے ہیں تفسیر مظہریہ میں پانچ کریمہ و
صدقت بکلمات و لہجہ و کتبہ و کانت من القنطین کی مذکور
ہی عوفی موسیٰ قال قال رسولہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل
من الرجال کثیر و لم یكمل من النساء الا اسیۃ امراۃ و فرعون
و سہیم بنت عمران و ان فضل عائشۃ علی النساء کفضل الذیئد علی سائر
الطعام رواہ احمد و الشیخان فی المصیحیحین و الترمذی و ابی
ماجد و رواہ التیلمی و ابی نعیم فی الحلیۃ بلقب کل من الرجال کثیر
و لم یكمل من النساء الا اربع امیۃ بنت فاحمہ امراۃ و فرعون و سہیم
بنت عمران و خدیجہ بنت خویلد و فاطمہ بنت محمد و فضل عائشۃ
علی النساء کفضل الذیئد علی الطعام قلت لعل المراد بالکمال البلوغ

فقہیب سے اور سین سے اونکی درشتہ کاملین کو بہ تبعیت اور وراثت کی حاصل ہوتے
 ہی تو کسی وراثت اکمل کو جو اصل فطرت میں کمال مشابہت ہو ذات مقدس
 سے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بہ تبعیت اور وراثت قولیہ حبیبی موافق قرآن
 اور حدیث کے یہ جیسی مذکور ہو اسو افی کلام اولیا کے یہی ہے باقی رکھنا کلام
 امیہ میں خاص کر کے وہ الکی او کیا اب دیکھو مکتوب یکھد و نور و دین اس
 کمال مشابہت کی اصل فطرت میں کو یا تصریح عبارت اس مکتوب کی یہی بسم اللہ و
 السلام علی رسول حضرت ایشان ماضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمودند کہ بقیہ از خلقت
 سرور دین و دنیا علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام باندہ بود و انرا اولش کو بیان
 بیگت فرد سے از دو لہمت ان است او عطا فرمودہ اند و تحمیر طینیہ او از ان نمودند
 و ازین راہ ان فرد را از اصالتہ پہرہ در ساختہ اند از ان نصیبہ بعد تحمیر طینیہ آن
 فرد نیز نصیبہ قلبی باندہ بود ان نصیبہ نصیب کی از منتسبان آن فرد آمدہ است
 و تحمیر طینیہ او از ان فرمودہ اند و باند از ان خطی از اصالتہ تیر یافتہ ان ربک
 واسع المفضرة اور بعد کئی سطروں کے یہ عبارت ہی و از حصول کمالات نبوت
 مر بعضی افراد است را بطریق تبعیت و وراثت لازم نمی آید کہ ان بنی باشند یا ما
 بنی پیدا کنند چہ حصول کمالات نبوت دیگر است و حصول منصب نبوت دیگر چنانچہ
 تحقیق این معنی بتفصیل در مکتوبات قدسہ آیات حضرت ایشان مسطور است و
 السلام علی من اتبع اللہ کے دیکھو اس میں تصریح ہے کہ بقیہ خلقت سرور دین و
 دنیا علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام سے بطور اولش کے کسی فرد است کو غایت
 ہوا اور اس فرد کے تحمیر طینیہ کے اس سے ہوئے تو اس فرد کو کمال مشابہت
 بدو فطرت میں جناب رسالت مآب سے صلی اللہ علیہ وسلم بطور اولش اور

اوریت اور غیبت کی ماحصل ہو گئے اور جو کوئی اسکو برسمبیل تاسی اور تحقیق کے
 بیان کرے گا اور جس سے بی ادبے اور بے توقیر سے الیاذبالہ قاتلے ختم
 ختم رسالت کے نبو کے صلی اللہ علیہ وسلم اور ایسی صورت میں جو اثبات ہے
 ادبے بی توقیر سے مذکور کے نسبت اس خاص فیہ متغاک طرف کی ہے سو یہ
 جو ثنائے اب سے شغافین یہ ہرگز نہیں کہا ہے جیسی مذکور ہو گا اور بے اسی
 کثرت میں نصیح یہ کہ کمالات نبوت بعض افراد امت کو بطریق تبیت اور
 دراشت کی حاصل ہوتے ہیں اور اس سے نبی ہونا اور نہ مساوی بنی کا ہونا
 اور اس فرد کو لازم آتی ہے اسکو جو کو یہ بیان برسمبیل تحقیق اور تاسی کہ
 تو یہ بیان ہر کیوں بی ادبی اور بی توقیر سے مذکور ہو گی اگر کو سے کہی کہ ایسی
 کی حقانیت جسکا مذکور ہو جو متنی مذکور کیا مسلم ہے پر عالم ربانی نے جسکی حق میں
 جو کہا وہ ایسی تھی تو جواب اسکا ہم حضرت قرآن مجید کے ہدایت اور رہنما
 سی دیتی ہیں کہ کفار کلام مجید میں بہتر سے رب اور شک رکھتی تھے باوجود
 اسکی حق تعالیٰ فرماتا ہے ذلک الکتاب لا ریب فیہ سبب اسکا یہ کہ دلائل
 نفی رب کی ایسی موجود ہیں کہ جو اوس میں غور کیا دیے تو کو یہ ریب قتی ختم
 تو بظہان دلائل کے کو رب نہیں تو اسی طرح دلائل کمالات اور فرد کامل
 کے کہ جس کے حق میں عالم ربانی نے وہ کلام کیا ہے صدقہ موجود تھے دیکھنے
 والوں نے دیکھے اور سنی والوں نے تو اتر سیتے تو کلام عالم ربانی کا سادہ ہے
 اور بطور تحقیق اور تاسی کی ہی منکر اور بکار کثرت اور الیاذبالہ سے محروم اور بے غیب
 اب پہلی وجہ خاص اور وجہ سابع کے عبارت پچھنہا و دستہ متبر صبیح قاضی بیانی
 کی متغاک کی جس کے بعد ضرور نے نقل کرتے ہیں بعد اس کے عبارت سارا سارا

و سوسہ کیے ذکر کریں گے اور حق اور سیدنی پر اسکی تہنیت کرنی کی انتہا اور تعالیٰ
 عبارت شفا کی یہ ہے **فصل** الوجه الخامس ان لا يقصد
 نقصنا ولا يذکر عیبا ولا سیئا و لکنہ بیان ذک بعضا و مضافہ
 او لیستشہد بعضا اخر الہ صلی اللہ علیہ وسلم الحجارة علیہ فی
 الدنیا علی طریق ضرب المثل و الحجۃ لنفسہ او لغيرہ او علی التثنیۃ
 بہ او عند مضیمة الناحیة او عضاضة بحقہ لیس علی طریق التامس
 و طریق التحقیق ہبل علی مقصد الترفیع لنفسہ او لغيرہ
 او علی سبیل التمثیل و عدم التوقیر نسبتہ صلی اللہ علیہ
 وسلم او مقصد المصلح و التبدیل بقولہ عم کہواء القائل
 ان قیل فی السوء فقد قیل فی النعم وان کذبت فقد کذب
 الانبیاء وان اخذت فقد اخذوا وان ساء من السنۃ الناس
 ولم یسلیم منهم الا نبیاء اللہ تعالیٰ و رسلہ او قد صدق
 كما صبر الی الضم او کصیرا یوب او قد صبر نبی اللہ من عداہ
 او حاتم علی الذمما صبرت و کقولہ المستثنی انا فی امۃ تارکھا اللہ
 غریب کصالحہ فی تمرد و تنجہ من استعار المتخرفین فی القول المتسا^{ملین}
 فی الکلام کقولہ ابی العلماء ابن سلیمان المعری کنت من سی و افة
 بنت شعب غیر ان لیس فیما فقیہ علی ان اخر البیت شدید
 و داخل فی باب الارساء و التحقیق بالبیت صلی اللہ علیہ وسلم
 و تفصیل حال غیرہ علیہ و کذلک قولہ لوکا انقطاع الوحي بعد محمد
 فلنا محمد من ابیہ بدل من مثله فی الفضل الا انہ لم یاتہ برسالة

جبريل في فضل البيت الثاني من هذا الفصل شديد التشبيه
 ثانياً بالنبي في فضل النبي والخبر يحتمل لرجوعين أحدهما أن
 هذه القليلة نفقت للمعادوم والآخر استقناعه عنها وهذا
 أشد ونحوه منه قوله الآخر وإذا رفعت رايته صفتت بين جنات
 جبريل أمين وقوله الآخر من أهل العصر فمن اتخذ واستجاب
 بنا وضيق قلبه وصنوان وكفر لحسان المصيفي من شعراء
 الأندلس في محمد بن عباد المعروف بالمعتمد وفي وزيره إلى بكر
 بن زيد ون كان أبا بكر أبي بكر الرفيع وحسان حسان وأنت
 محمد إلى أمثال هذا وإنما كثرنا بشاهد هامع استقالتنا
 حكايتهما لتصرف أمثلهما ولتأصل كثير من الناس في وارج
 هذا الباب الضحك واستخفافهم فأوم هذا الباء رقلت
 علمهم بعظيم هانية من الوزير وكلامهم منه بما ليس به
 علمهم ومجسلة شينا وحسنه أدله غيايم كاسير السعير
 أشد حسرة فيه بقرمحا واللسان له شريفا ابن هادي الأندلس
 وابن سليمان المصري بل قد خرج من كلامهما هذا إلى
 حد الاستخفاف والنقص وحسين الكفر وقد اجتمعا عت
 وعرفتنا لأن الكلام في هذا الفصل الذي سقنا أمثلة فان
 هذا كلها وإن لم تتضمن سببا ولا امتانة إلى الملامكة والأكث
 نفقا ولست اعني بحري بليق المعنى ولا قصد قايلا ارتدادا
 غصا في النبوته ولا عظم الرسالة ولا عز حجة المصطفى

ولا عز خطوة الكرامة حتى شبهه من شبه في كرامته نالها
 او محرقا فقتله الا تشفاء منها او ضاريا لتطيب مبدله واعلانه
 في وصف لتحصين كرامته من عظم الله خطره وشره
 قدره والزم توقيده وبره ولفي عن جهرا القتل له ورفق
 الصوف عنده مخفى هذا ان درى عنه القتل الادب والسبح
 وقوة تعزيره بحسب شدة مقالته ومقتضى قبح ما نطق
 به وما لوف عاداته لمثله او نداء ورسالة وقصايت كرامته ونداءه
 على ما سبق منه ولما لم يقتل فيكون قتل هذا من جوارحه وقد
 انكر الرشيد على ابي نواس فان يك ما في شعره من جوارحه فيكم فانه
 عصا موسى بكف خضيب وقال له يا ابن اللحناء وانت المستهزء
 بعصا موسى وامر باخراجه عن عسكره من ليلة وذكر القاضى
 القتيبي ان صما اخذ عليه ايضا وكهنته به او قارب قوله
 في محمد الايمان وتشبيه اياه بالنبى صلى الله عليه وسلم
 تتابع الاحداث الشبه فاشتبها خلقا وخلقاً كما اقد
 المشركا كانت اور مثل اسكي بي بلکہ اس سى بيه شعر فارسی کا بیج تریف محمد
 بادشاہ کے کہ قابل او سکا اور راضی ہوئے والا اس شعر سى مستحق کردن ماری جان
 کی تھی **ج** جہان ازین دو مجر گرفت رونق و جاہ و یکی محمد مرسل دوم محمد شاہ
 ظاہرین تسویہ اور سنی میں تفضیل مروج اپنی کے اور حضرت سید کائنات افضل مخلوق
 کی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی قدر کمال و جمال العیاذ باللہ تعالیٰ اسلی کہ مروج اپنی
 کو شاہ کر کے ذکر کیا اور سرور دو جہان کو صلی اللہ علیہ وسلم مرسل کر کے حج مقابلی

شاہ کیے اور بعد ایک وقت کے اسی وجہ غامس میں یہ عبارت ہی و قال ابو الحسن
 ایضاً فی شاب معروف بالحنیث قال الرجل شیاً فقال له الرجل اسکت فاما
 امی فقال الشاب الیس کان النبی امیاً فشنم علیہ مقالہ وکفرہ
 الناس واشفق الشاب مما قال واظہر الندم علیہ فقال
 ابو الحسن ااطلحت الکف علیہ فخطا لکنہ مخفی بہ تشبہہ بعضہ
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکون النبی امیاً لہ وکونہ هذا امیاً لقیصہ
 فیہ وجهانہ ومن جہانہ اجماعہ بقیصۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 لکنہ اذا استغفر فتاب واعترف ولجاء الی اللہ فیرک کان قوالہ
 کانیتمی بہ الی حد القتل وطریقہ کادب فطوع فاعلہ بالندم
 علیہ یں جب الکف عند انحقق ہیں مکت عبارت وجہ غامس کے کہ مشاہیر
 و سوسہ کا ہی نقل کے گئی اب ہوڑا سا بیان کہ متعلق اس عبارت منقولہ کیسے
 ذکر کے عبارت وجہ سابع کے بقدر مطلب کے ذکر کیا بیکی انشاء اللہ تعالیٰ مستنا
 جائی موانعی اذرا اور تسلیم اس موسوس کے کہا جاتا ہے کہ قاضی بیاض رحمہ اللہ
 علیہ اس شبہ کو جو وجہ ترفیع ہو مذموم کہا ہی اور ہر وجہ نامی اور تحقیق کے جو ہو
 اسکی نفی کی ہے یعنی وہ مذموم نہیں اس لئے کہ اس وجہ غامس میں کہا ہے
 لیس علی طریق التامی وطریق التحقیق بل علی مقصد الترفیع لنفسہ ولغیرہ جسے
 معلوم ہوا تو ضرر ہوا واسطی مع اس و سوسہ کے تعین کرنا محل اور موضع ترفیع
 کا اور موضع ادر محل تاسے اور تحقیر کا اور عزیز کرنے در میان ان دونوں میں
 کی تو کہا جاتا ہے کہ جو کوئی معنی کان بکون اور نہ ہو کی جانتا ہے اور اس قدر
 عقل رکھتا ہے کہ نوالہ روٹی کا موہ نہ میں دیتا ہی نہ ناک میں وہ بھی سمجھ لکھا

اس کو کہ موضع ترفیع کا وہ ہی کہ مشبہ اوج او مشبہ مدوح دونوں اہل دنیا سے
 ہوں اور باعث تشبیہ کا طبع دنیا کا جو مذموم ہے جیسی شجر اراج اہل دنیا کی کہ واسطی
 حطام دنیا کی امر اجار اور فساد کے طبع میں کیا کیسا مبالغہ کرتے ہیں اور منافق
 میں جو سب مثالیں ذکر کے ہیں ایسی ہیں اور حق تعالیٰ فرماتا ہے والشجر اذ یسبحون
 اللہ اس کریمہ میں مذموم اور محمود دونوں کا بیان ہے اور موضع تاسی اور تحقیق
 کا وہ ہی کہ دونوں اہل دین سی ہوں اور غرض تشبیہ سے ثواب آخرت کا کہ دھمک
 ہی تو یہ تشبیہ بدرجہ تحقیق کیوں نہیں ہوگی جیسی مرد متدین کا طبع فی الدین اپنے
 مشائخ کا طبع کے حق میں ذکر کرتے ہیں اور بے محل تواریث اور تبعیت کا ہی جیسی
 دونوں کو یوں مکتوب سی دریافت ہوا موضع تحقیق میں تشبیہ اور اسپر تفریع
 دونوں واقعی ہوتی ہیں سخافات موضع ترفیع کے دماغ دونوں ادعا سے اور تخیلی
 جیسی کو ایسے کہی زید مثل شیر کے ہی اس لٹی لوگ ادسکی مقابلہ میں عاجز ہو جاتے
 ہیں تو یہ عاجز ہو جانا اگر واقعی ہے تو یہ تشبیہ بدرجہ تحقیق ہی اور اگر صرف
 ادعا ہے اور تخیلی ہے تو یہ تشبیہ بدرجہ ترفیع ہو گئے پہلی کہ تحقق معلول اور
 علت کا ہی ایک طور پر چاہی اور عالم ربانی کی کلام میں تفریع امر واقعی ہے پھر
 تشبیہ بدرجہ تحقیق کیوں نہیں تو وجود معلول کا نفس الامر ہے اور وجود
 علت کا ادعا ہے اور تخیلی نہ اخلت اگر کوئی کہی کہ جبکو تمہی تفریع قرار دیا وہ
 تفریع ہی نہیں تاکہ مشابہت واقعی ثابت ہو یہ اہمیت ہی بطور عوام کے تو جیسی امتیاز
 کی دلیل مشابہت واقعی نہیں ہے دلیل مشابہت واقعی کی نہیں ہو سکتی نازق و مریان اہمیت عوام کے اور
 اسکی کیا ہے حقیر اسکا یہ ہے کہ باوجود اہمیت کے جو علوم اور حقائق میں
 ایسی باتیں کہیں کہ علماء و متبحرین کو موجب استجاب ہو اور اسکی سماعت میں اہل حق

کیا ایمان نازہ ہو اور موجب ہدایت خلق اللہ کا ہو تو یہ اہمیت خلق سے اہمیت ہوتی
 لا اور تعین اور درایت سی حاصل ہوئے اور کمال سے نہ نفیقہ حضرت مجید
 ماہ ثانی عشر کی ایسی ہے اپنے چنانچہ نزاران ہزار نے اسکو مشاہدہ کیا اور جو
 اہمیت کہ علوم و مہی اور بیان حقایق اور معارف سی مزار ہو وہ اہمیت جبلی اور
 نظر سے صرف ہی جیسی اہمیت عوام کے کہ یہ نفیقہ ہے نہ کمال اہمیت ظلی دلی
 ادلیا اور کثر سے اس اہمیت مرحومہ میں پیدا ہوئے ہیں چنانچہ کتب کے کمال
 ادلیا اور کثر سے اس اہمیت میں ادون سے دریافت ہوتا ہی اب ہم غمگین رہتے
 ہیں ذکر کرنے ہیں حال دوستوں کا ایک تو ایسے تھے تیر دین صدی میں خلیل
 خالص صاحب رحمۃ اللہ علیہ شاہجہان پور سے رام پور میں بہت آیا کرتے تھے ایک
 عالم متبحر شرفیسی میں سرکاری میں بی بدل میرزا قتل سی یاق فلسفہ منطق میں فیہ عالم متبحر
 بی مثل عالم معقول میں تفسیر حدیث میں اور فقہ اصول فقہ میں بی تفسیر وہ ترا
 ہے کہ خالص صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتی کہ مولوی مضمون الحکم ٹر ہو جی کسی
 فص موسوی یا علی میں مثلاً چند سطر ٹر میں فرماتی کہ مولوی مہتوا اسکو نہیں سمجھی
 یہ عربی ہے اسکا ترجمہ ہندی میں کو وجہ دوچار سطر ہمیں ترجمہ کر دیا تو فرماتی اب
 پھر دہر ادسکی بعد اس تقریر کو دراز کرتے اور بہت بیان کرتے ادسکی بعد جو ہم
 عبارت نفس کے پڑتی تو وہی فرمایا ہوا ہوتا اور بارہ سوین صد کے آخر حضرت شاہ
 عبد الرزاق ہانسی دایے مرشد حضرت ملا نظام الدین صاحب واقف اسرار الہی کے
 کہ ایسی امی تھی جو سین مہلہ اور منقوطہ میں ادکی تکلفا میں فرق نہوتا وہ بارہ فرماتی
 خبر دیتا ہی خبر دیتا ادسکی بعد الہام اپنا بیان فرماتے کہ یہ اوسمین فرق نہوتا بیان
 کہ کہ حکم العلماء مولانا عبد العلی صاحب اپنے تفسیر میں فرماتی ہیں کہ سنگھار

کے نزدیک الہام اسباب علم سے نہیں مگر ایسی کائنات کا الہام اسباب علم سے
 ہے اگرچہ علی العموم سب کا نہیں اور خالصاً مقدم الذکر وقت قنوت قرآن
 کی کسی حافظ کو پاس پہنچا لیتی کہ کہیں ہم غلط نہ پڑیں اور جملہ پڑھنا لکھنا نہیں
 جانتی تھے تو دیکھو یہی امت نفل تو ریشی بتی ہے اور کیا کہاں ہے کہ بعض
 افراد کا علم امت کو حاصل ہوا ہے تو اسکو بے شفا میں مذموم نہیں بلکہ
 بلکہ جائز اور تقبیہ مطہر ہے سی ثابت ہوا کہ یہ شکر شایخ کا دلول کریمہ والہ امت
 ربک فیض کا ہے اور واجب ہے تو نہایت محمود ہوا تو دیکھو عالم ربانی کیسے
 ارک دینا باذل مال و نفس فی سبیل اللہ طالب ثواب آخرت کی اور شرمہ اولی
 محامد اور مناقب کا مقدمہ میں مذکور ہوا تو کلام عالم ربانی کا نامی اور تہت
 سید المرسلین کے ہے صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ابو اسلمہ حضرت صدیق رضی
 اللہ عنہ کیسے جیسے سبط اکبر میں مذکور ہوا رضی اللہ عنہ اور جواد اسلمہ جیسے حضرت
 طیار کیسے حق میں فرمایا اور درسیہ موضع ترفیع سے جو مذموم ہے جیسے
 دریافت ہوا باقی کلام اس مقام کا ذکر مذکور ہو گا جہاں کلام موسوس
 کا ذکر ہو گا اور حق اسکا بیان کیا جاوے گا انشاء اللہ تعالیٰ عبارت وجہ سابع
 کی یہ ہے **فصل الوجه السابع** اللہ یذکر ما یمیز علی النبی صلی
 اللہ علیہ وسلم او یختلف فی جوانہ علیہ وما یطرد من
 الامور البشئیة ویمکن اضافۃ الیہ او تذلک ما یمتحن بہ وصبر
 فی ذات اللہ علی شدتہ من مقاسات اعدائہ واذا اھملہ و
 معصیۃ ابتداء حالہ وسیرتہ وما لقیہ من یوم ذقہ ودر علیہ
 من معنہ عیشیۃ کل ذلک علی طریق الروایۃ وھذا کرة العلم

ومعرفة ما صححت منه العصب للزلياء وما يجوز عليهم
فقد امن خارج عن هذه الفتوك السنة اذ ليس فيه غمض
ولا نقص اذ به يفي بيمينه بيمينه بيمينه بيمينه بيمينه
وصف بانه امي كما وصفه الله به فهي مدح له وفضيلة ثابتة
فيه وقاعدة متجربة او معجزة العظم من القرآن العظيم انما هي متعلقة
بطريق المعارف والعلوم مع ما صنع صلى الله عليه وسلم وفطر
به من ذلك كما قدمناه في القسم الاول ووجه مثل ذلك
من رجل لم يقم ولم يكتب ولم يد ارس ولا لقن مقتضى العلم
ومشوى العار ومعجزة الله وليس فيه ذلك نقيضه اذ العلم
من الكتاب والصاعدة المعرفة وانما هي الالهة واسطة صولة
اليها غير مرادة في نفسها فاذا حصلت التماس استغنى عن
الراسطة والسبب والامية في غيره نقيضه كما سلب الحيالة
وعتوات العبادة ضلحالك من باين امره من امر غيره وجعل
فيما فيه محطته سواء وحياته فيما هلك من عداه هذا شق
قلبه اخراجه خستوتة كانت تمام حياته وغاية قوة نفسه وتبات
روعه وهو فيمن سواء منتهى هلاكه وختم موقته وفناءه
وهلم حبرا الى ساير ما روى من اخباره وسيلته وتقلده من
الدنيا ومن الملوس والمطعم والمركب وتقا صناعه وهنئة نفسه
في اموره وخدر مقدر بقلبه زهدا ورغبة عن الدنيا ولستوية بين
خطيرها وحقيقها لتسعة قناع امورها وتقلد لحراها

کل هذا من فضایله وما اشره وشره کما ذکرناه فتمت
 اور دشتیا متھا موردہ و قصد الیھا مقصداہ کان حسنا وین
 اور دذک علی غایر و جمعہ و علمہ منہ بانک سورہ مقصد
 لنحی بالفضول من الوجہ المستبہ الی قد مناھا امتی ویکوہ ہا
 امت کو قاعدہ معجزہ کا کہانہ خود معجزہ اور وجہ خامس کے دوسرے عبارت
 منقولہ میں کون البنی امیا کو آیہ یعنی علامت اور نشانیہ اخضر کی کیے صلی
 امد علیہ وعلی آلہ وسلم یہ بات یاد رکھنی ہے اس سے گل کہلی کا دیکھو صحاح
 احادیث اور تفسیر اور مکتوب تحقیق اسلوب سے ثابت ہوا کہ کمالات نبوت سے
 ام مائینہ اور اس امت مرحومہ میں خواص امت کو بطور ظلیت اور تبعیت اور
 وراثت کی سرافراز فرماتی ہیں اور اس سے لازم نہیں آتا کہ وہ خواص برابر
 انبیاء علیہم السلام کی ہو جاویں چہ جائیکہ خود انبیاء بن جاویں تو دیکھو یہ امت
 حضرت سید المرسلین کے صلی امد علیہ وسلم رحمت اور فضیلت ہی اسے
 واسطے حضرت رب العالمین نے آپ کے توصیف امت سی فرمایہ بنی امی قرآن
 اور انجیل اور تورات میں فرمایا اور قاضی عیاض نے بھی ذکر کیا تو امت میں
 کمالات نبوۃ افضل ہے ہوئے اور تفسیر اور حدیث اور اولیائے کلام سے ثابت
 ہوا کہ خواص امت کو کمالات نبوت سی سرافراز فرماتے ہیں اور دو شخص
 عنقریب زمانی میں ہمیں بطور تمثیل کے ذکر کر دیئے تو جس کیو امت بطور ظلیت اور
 تبعیت اور وراثت کی ہوگی وہ اسکی حق میں بھی سبب کمال کا ہوگا تحقیقہ اور
 عیب اور سبب علوم وحی لہ نے کا جیسی دو شخص کا ہیں مذکور ہوئے اور حضرت
 محمد دمایہ ثالثہ عشرہ کو جن لوگوں نے دیکھا اور صحبت پایے وہ یقین کر کے ہائستہ

ہیں کہ باوجود بی علمی رسمی کے کسی کنشی معارف اور علوم بیان قرآنی ہے کہ حکماء
 متبحرین حیرت میں ہو جاتے ہیں یہ کتاب مراد مستقیم کہ عبارت ہمارے مولوے
 عبدالحی اور مولوے اسماعیل صاحب کے ہے اور مضامین اس کی خود حضرت
 کی فرمایا ہوئے ہیں اور یہ اس کی مضامین کے زبان مبارک سے تقریر فرمائی
 ثوابت ہوتا کہ مضامین اس کتاب کے ایک قطرہ ہے اور علوم کے بحر کا کہ آپ کے
 صدر مبارک میں وہ علوم ہے تو آپ کے بی علمی رسمی اگر غلطی تھی ارشاد نہیں
 ہو پھر کیا ہے تو دیکھو یہ سب معرفت کا ہوا جسے حضرت اصل میں صلی اللہ علیہ
 وسلم یا سبب جہل اور غیبات کا پھر اس امت ظلی ارشاد کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 تحقیق اور بیان کے جو کوئے سبب اور نفیتمہ کہی تو اس کو خوف کفر اور طلب
 ایمان کا سوکا الیاذبالہ تو اب ثابت ہوا کہ شفا میں جو امت غیر کو نفیتمہ اور
 سبب جہل اور غیبات کا کہا ہے اس سے وہ غیر ہوا ہے جس میں امت جہل نظر
 ہو۔ ظلی تھی اور فی نہیں تو کلام شفا کا مخالف ہو جائیگا تفسیر حدیث اولیاء کے کلام
 کا تو پھر کس طرح قبول کیا جائیگا اب دت آنا کہ عبارت اس دوسرے کے ذکر کریں
 اور حق اور سیدتی اس ہر موس کے بیان کیجیے **قول** تو موس کا منہ کھولا
 مقولہ ایک مستحق کے تعریف میں لکھا از سیکہ عالی حضرت ایشان یرکمال شایبہ
 جناب رسالت آپ علیہ افضل الصلوٰۃ والسلامات و در پر وفطرت مخلوق شدہ بنا
 علیہ لوح فطرت ایشان از نقوش علوم دسیہ دراء و التسمندان کلام و تحریر و تقریر
 معنی اندہ انتہی کچھ باتیں جملہ اس کلام قرآنی کے آئی ہو جہاں اوکا یاد رکھنا چاہیے
 اب کہا جاتا ہے کہ علوم رسمی عبارت میں علوم عربیہ سے جسے صرف نحو بیاں بدیع و
 عروض قافیہ و غیرہ اور علوم عقلیہ سے جسے فلسفہ و منطق و غیرہ کہتے ہیں اور عقلیہ

سے جیسی علم کلام علم اخلاق علم فقہ یعنی خاص اور اصول فقہ اور تفسیر
 حدیث تو ایک انکا سیکھنا اور لکھنا پڑھنا ہے اور یہی ہے راہ دانشمندان کلام
 و تفسیر و تفسیر کا ہے اور دوسرے لکھنا سیکھنا پڑھنا مطلق قرأت اور
 کتابت کا ہے اول خاص ہے اور دوسرا عام اور صفی ہنا لوح فطرت
 کا نقوش مذکورہ اور ازراہ مذکور یہ عبارت ہی نہیں کہنے اور نہ کہنے پڑے ہے
 تو یہ یقین ہوئے اول کے اور نہ سیکھنا اور نہ لکھنا پڑھنا مطلق قرأت
 اور کتابت کا یہ یقین ہے ثانی کے اور یہی عبارت ہی امت سی جیسی
 ظاہری حاجت بیان کے نہیں اور قواعد یقینہ مقررہ فلسفہ سی ہے کہ یقین
 خاص کے عام اور یقین عام کے خاص ہوتے ہی اور یہی ہے اصول یقینہ
 سے ہی کہ تحقیق خاص موجب ہے تحقق عام کا تو جو اسے ہو گا اس کی لوم
 فطرت نقوش اور ازراہ مذکور یہ مصنفی ضرور ہوگی اسکو ہے یاد رکھنا چاہیے
 کہ ابی کا داد نے ہی **قول** موسو سکا جماعت فی کہا کہ اس کلام میں یہ
 بی ادنیٰ ایسے تو قیرے ہی حضرت ختم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے چواہ
 اسکا یہ ہے کہ بی ادنیٰ اور بی تو قیرے مذکور عیاذ باللہ تعالیٰ اس
 کلام سے جو جماعت حقا سمجھتے ہیں یہ عکس ہے اثر مستی شراب تفسیر الہی کا
 ہی اس میں ادب اور تو قیرے حضرت سید المرسلین کے صلی اللہ علیہ
 وسلم کہ اس کی طفیل اور تبعیت اور وراثت سے اس کی بعض خواہ امت
 اور اولاد کو ہے اللہ تعالیٰ فی بعض کمالات نبوت ہی سرفراز کیا
 جیسی ام ماضیہ میں ہے یہ ہوایسے جیسا کہ مفصل سابق ہو چکا **قول**
 موسو سکا شفا قاضی عیاض وغیرہ کتبہ مجتہدین لکھا ہے کہ کسی کو

اوسکی برسی کی واسطے تشیہ دنیا رسول علیہ السلام سے اوس بات میں کہ
 اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دنیا میں جاری تھے بہت برائے اور مرتبہ نبوت
 اور رسالت کی ہے اویسے اور بے قیاس ہے جواب اسکا **ہیسا**
 کہ فایضہ عراض رحمہ اللہ نے اچھا کہا ہے پر جو دکھاندا اور پراہودہ اسکا
 مطلب کہ ہر کسی تشیہ برسیل ترفیع مذموم اور برسیل تالیسے اور تحقیق غیر
 مذموم لکھتے ہیں ترفیع سے عرض اثبات رخصت کا ایسے تشیہ ہے تو تالیسے
 اور صورت تالیسے اور تحقیق میں بیان اوس رخصت کا تو تالیسے جو بطور جہیت
 اور دراشت کی واقع میں ہوتے ہی مقام اول کا جیسے علاج یا دین اہل دنیا
 اہل دنیا کو بلکہ دنیا تشیہ دیتے ہیں اسی واسطے سب مثالیں متعین ایسے ہے
 مگر میں پہلا دیکھو کوئی مثال ایسی ہے ذکر کی ہے کہ جس میں صلی علیہ السلام
 تاکہ دنیا تشیہ اپنے نتائج القیاد کیا کے بطور سکریہ کے دی ہو کہ یہ مضمون
 تالیسے اور تحقیق کا ہی اور نہایت محمود بلکہ واجب چنانچہ مفصل سابقہ ذکر ہو چکا
قول موسوسکا اہی ہونا حضرت کا معجزہ تھا اور بڑے فضیلت جواب
 اسکا **ہیسا** کہ آنحضرت کا جو وصف ہے فی الحقیقہ وہ بر فضیلت ہے
 اور نہایت مقبول بارگاہ آلہ اوس میں کیا کلام ہے کلام جو اس موسوس کے کلام
 میں ہے موسوس ہے کہ اَلَا اَنْزَلَتْ كُودَرْتُونَ اور ادنیٰ مکان پر مبیہ کر لوتی
 اوسکی بولی اور آواز ہے اوسکو پہچانتے ہیں سو اس آواز سے جو نظریہ غایب
 ہی بیان بہت اور اوسکی ان آوازوں سے یہ پہچان کیا سو سنو ایک یہ کہ اسی
 ہونیکو معجزہ کہا دوسرا یہ کہ ہر حوالہ کیا متعارف اور ہم پہلی متعارف عبارت نقل
 کیا میں ہیں کہ اوس میں ہر گز امت کو معجزہ نہیں کہا ایک جگہ تو آیت یعنی علامت کیا

دوسری جگہ قاعدہ معجزہ کا کہا ہے تو معجزہ میں استعارہ بالکنایہ ہی نسبتہ
 دی بیت سے بیت کے واسطی اساس اور دیوار لازم ہے تو اضافت کا
 کے طرف معجزہ کے استعارہ تخیل ہی قاعدگی معنی اساس جسکو مذہب میں
 بنو کہتے ہیں اور معنی دیوار کے یہ ہے کہا ہی اس آیت میں دا ذیر نعم ابناہلیم
 القاعد من البیت واسمعیل اور اساس اور دیوار جزو خارج بیت کا
 ہے اور پھر معجزہ کیونکر حل ہوگا اور کیونکر کہا جائیگا کہ یہ قاعدہ معجزہ جیسو
 بنو اور دیوار کو بیت نہیں کہہ سکتی حل تو اجزا و ذہن میں ہوتا ہے نہ اجزا کے
 خارجہ میں بقیہ میں یہ ہے معنی تفسیر اس آیت کے الذین یتبعون الرسول
 البنی اکامی الذی لا یکتب ولا یقرب ووصفہ بتبلیہا علی ان کمال علم
 صحت حالتہ احدی معجزات الخ ایسی ہے ہی تفسیر مطہرے میں اور اور تفسیر
 میں اسی کے موافق شفا میں قاعدہ معجزہ کا است کو کہا ہے نہ خود معجزہ اصل
 بات تو یہ ہے کہ یہ معجزہ کے قاعدہ سے بی شوریہ عسی اسکا قاعدہ سنو
 عادت جو اوپر ہاتھ غیر مومن صالح کے ہو خواہ مومن فاسق خواہ کافر وہ ستر
 ہی اور جو وہ مومن صالح ہو تو یا نبی ہو یا ولی یا غیر انکی پیر جو بنے ہو تو وہ خرق
 عادت یا قبل نبوت ہو یا بعد نبوت کے اگر قبل نبوت کے ہو تو اس سے پہلے
 اس اوس نبوت اور جو بعد نبوت کے ہو تو وہ معجزہ ہے اسکو منہ اور حجت ہے
 کہتے ہیں اور جو غیر دیے ہو تو اس خرق عادت کو معونہ کہتے ہیں اور جو
 ہو تو وہ کرامت ہی نسبت دلی کے اور معجزہ ہے اسکا یہ کہ اس کمرہ کا
 قاعدہ ہی کہ جس کتاب ہے اسکی گرا یہ ثابت ہوتے ہے تو اگر وہ وہ کتاب
 حق اور صدق ہو اسکو کبر کہا ہے جسی کتاب محال الابرار تو جس کتاب

سے یہ سب کچھ کہتا ہے جیسی آیتوں و سوسر میں شرح عقاید جلالی سے سند
 پکڑے ہی تو ہم اویسے شرح عقاید جلالی سے اسکی آیتوں کے آواز بہت سنا
 ثابت کرتے ہیں بن میں شرح عقاید جلالی کی ہے بالجزات شرح عقاید میں
 جمع معجزة فی امر یظهر منجارات العادة علی یدہ مدعی النبوة
 عند متحدی المتکرر علی وجدیدہ علی صدقہ ولا یمکنہم
 معارضة و ہا سبقتہ شرط **الاول** ان یمکنہ فعل اللہ
 تعالیٰ وما یتقوم مقامہ من التروک **الثانی** ان یمکنہ
 خارقا للعادة **الثالث** ان یتعارض معارضہ **الرابع** ان
 یمکنہ مضاداً بالتحدیث و لا یشرط التصحیح بالدعوی بل
 بکفی قرائن الاحوال **الخامس** ان یمکنہ موافق للدعوی
 فلو قال معجزتی ان احياء ميتا و فعل خارقا اخر لم یدل علی صدقہ
السادس ان لا یمکنہ ما اظهرہ مکنہ بالہ فلو قال معجزتی
 ان ینطق ہذا الصب فقال انه کاذب لم یعلم صدقہ بل
 ازداد اعتقاد کذبہ منجارات ان محیی المیت فیکذبہ فانک
 الصبیحہ انه لا یمکنہ عن المعجزۃ لان الاحیاء معجزۃ وہی
 غیر مکنہ انما الملکدب ہو ذلک الشخص کلامہ و بعد
 الاحیاء یمختار فی تصدیقہ و تکذیبہ **السابع** ان
 لا یمکنہ المعجزۃ متعلقاتہ علی الدعوی بل مقارنتہ لہا و
 مناحضہ عتہا بنماک لیسیر معتاد مثله و الخوارق المتقلد
 علی دعوی النبوة کرامات انتہی اور بعضوں نے اس قسم کے

کرامات کو اڑھات کہا ہے اب دیکھو امیت نہ عقل ایسے ہے نہ ترک ایسے
 بلکہ ایک حال غیر اختیار ہے بشر کا جو اس کی سکھ سے اس کو بے اختیار ثابت ہے
 اسی لئی اس کی عمل کو امی کہتے ہیں یعنی منسوب طرف ام کے لینے اور اس حال
 پر ہی جو اس کے سکھ میں اس کو ہوتا اور اس کی ابتدا کو چکا عقل ہیولانے کہتی
 ہیں اور یہ ہر شخص کو ثابت ہوتا ہے ابتدا میں تو یہ **سیر** بولی والی
 کے ہوئے اور جب یہ عادت ہوئے تو یہ خارق عادت ہوا یہ جو توتی
 ہوئے اور اس کا معارضہ متغیر نہیں اسلی کہ بہت لوگ کہہ سکتی ہیں کہ ہم امی
 ہیں تو یہ **پانچویں** ہوئی اور امیت مقدسہ سہتہ سہتہ کی مقرون ہے
 جس کیکہ ظاہر ہے تو اس کو معجزہ کہنا یہ چہا اواز اگو کا ہوا اور یہ ثابت
 نہیں کہ سید المرسلین نے صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہو کہ یہ امیت میرا معجزہ ہے
 بعد فرمائی تیکے کہ میں ہی ہوں تو یہ **ساتواں** ہوا اور ساتویں سترامعجزہ کے
 یہ ہے کہ معجزہ مقدم ہوا دوسرے نبوت سی اور امیت آنحضرت کی صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وآلہ وسلم چالیس برس مقدم ہے دوسرے نبوت سے تو یہ **اٹھواں**
 اواز اگو کا ہوا جو کوئے کہ آہہ اواز اگو کے سینے اور تو ہے اگو کو نہ پہچانے
 اور اس کو اگو نہ کہی تو اس شخص کو کیا کہیں گے اور بالفرض و التقدير
 اگر امیت معجزہ تھا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگرچہ ہی نہیں تو
 اگر کسی اولیاء امت میں ہی یہ معجزہ پایا جاوے تو کچھ استحاثہ نہیں غایت
 فی الیاب بہ نسبت اس ولی کے اس کو کرامت کہیں گے اور بہ نسبت ہی علی
 الصلوٰۃ والسلام کے معجزہ لاکھوں معجزہ حضرت کی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 اولیاء امت میں باقی کئی ہیں اسلی کہ کرامتیں اولیاء امت کی لاکھوں ہوئے

میں اور ہورین کے دو سب معجزہ میں شریعہ عقاید جلالی میں ہی واکا متناہ
 ابو اسحاق مناد المعتزلة یکتونہ کو اصوات الاولیاء اذ لیشیتہ
 بالمعجزة وروحها تعماز عنما یعیم المقارنۃ التحدی ویاہا
 تکتہ معجزۃ للبني علیہ السلام وکوا صد لولی الذی خلوع علی
 یدہ **قول موسوس** کا سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور دن کے
 حق میں عیب ہے کہ سبب ہے جہالت کا اور عنوان ہے عبادت کا بعضوں نے
 ایسی کلام کرنا ہون کر کا فر ہے کہا اور حکم کیا قتل کا جواب اسکا ہم
 ہی کہ ابھی تحقیق ہو چکا ہے کہ ان اور دن سکود اور مراد ہیں کہ جنین امیت ظل امیت
 ہوت کا ہونہ نہیں تو جو امیت ہو ظل ہے اور یہ بتیعت اور تاسی اور درانت ہے
 حاصل ہوئی ہو وہ کہاں ہے اور سبب ہے علوم لدنی کا اور عنوان ہے فراست
 ایمانی کا جیسی حدیث صحیح میں آیا ہے اتفاقاً ساستہ المؤمن فاندہ منقلو
 بقول اللہ حاصل اس سب کلام کا یہ ہے کہ عالم ربانی نے کیسی کی مع میں
 اور سکوا ہی کہا امی ہونا معجزہ اور بڑے فضیلت حضرت سید المرسلین کے ہی صلا
 اللہ علیہ والہ وسلم اور دن کی حق میں سبب جہالت اور عنوان عبادت کا تو دم
 ہوئے اور ایسی قابل کو بعضوں نے کہ فریہ ہے کہا ہے اور سختی قتل کا ہم کہتے ہیں
 کہ اس قدر تو معلوم ہو چکا کہ وہ امیت جو مذکور ہے وہ امیت خلقی ہے غیر ظاہر
 ارثی نبوت کے اور اسے غیر ظلی کہنے والوں کو جو ایسے جگہ تشبیہ میں مراد لین کے
 فی کافر ہے کہا ہے اگرچہ تکفیر علی الاطلاق صحیح نہیں اتفاقاً اور سختی قتل کا
 بھی ایسی قابل کو کہا ہے پر عالم ربانی کے کلام میں اگر امیت مراد ہو وہ امیت
 ہی کہ ظل ہے امیت نبوت کا اور درانت ہے حاصل ہوئی ہے جیسے اور محالات

نبوت کی توہید کیونکہ مذہب ہونے کے اور اسکا قائل کیوں مستحق قتل کا ہو گا جیسے
 تفسیر حدیث اولیاء کے کلام سے ثابت ہو چکا اب کہنا یہہ منظور ہے کہ یہہ اولیٰ
 بولی یہہ عالم ربانی نے کہاں اپنے مرشد کو ایسی کہا ہی جو یہہ احسن جو اسکا جہیز
 آتا ہی کہتا یہہ امی کہنا نہ بدلول مطابق کلام عالم ربانی کا ہی نہ بدلول التزام ہی اس
 لئی کہ ہم تو ثابت کرائی ہیں کہ مصنفی ہونا لوح حضرت کا علوم رسم یہہ عام ہے اور
 امی ہونا خاص اور مقررات علمایہ ہی کہ دلالت عام ہے اور خاص کے کوئی
 دلالت نہیں نہ مطابقت نہ نقصان نہ التزام تو امی ہونا کہاں کہاں اور فی الحقیقت
 حضرت مجدد دایۃ ثلثہ عشرہ رحمۃ اللہ علیہ امی نہ ہی خطوط پڑھ لیتی تھے اور کچھ
 لکھہ بھی لیتی تھے اور کافیہ تک پڑا ہی تھا اور حصن حصین بھی پڑھی تھے مگر علوم
 رسم یہہ لوح حضرت اہل مصنفی تھے تو اس پانچ سطر میں دفع اس دوسرے سطر
 کا ہو گیا اس واسطی یہہ سب خرافات موسوس کے اسی امی کہنے پر موقوف تہیں
 سو بھی عجیب ظاہر نہ فی الحقیقت جیسی معلوم ہو اگر مبنی جو اسقدر جواب میں تطویل کیے
 سو بطریق تسلیم اور ممانعت مع الحکم کے اس میں یہہ فائدہ منظور تھا کہ اقام
 حق اور بے دینی اسکی کے ہم بیان کریں اور لوگوں پر ظاہر ہو جاوے نہین تو یہہ
 چار پانچ سطر اس دوسرے کے دفع میں کافی تہیں اگر کوئے کہی کہ جو اس تشبیہ اور
 کلام سے قائل نے اہمیت مراد تہیں لی تو یہہ تفسیر اسکی اور کمال مشابہت کے
 بد و فطرت میں کیونکر صحیح ہوگی تو جواب اسکا یہہ ہے کہ ہم ثابت کر چکی ہیں کہ امی
 ہونا خاص ہے اور لوح حضرت کا علوم رسم یہہ مصنفی ہونا عام اور مستحق غلام
 کا موجب تحقیق عام کا ہے تو یہہ مصنفی ہونا لوح حضرت کا علوم رسم یہہ بھی صفت
 کریم حضرت اکرم الخلق کے یہہ ہوا اصلی اور نقایہ علیہ والہ وسلم غایتہ الامر یہہ کہ

وجہ تشبیہ کے مشبہ میں ضعیف ہوتی ہے نسبت متشبہہ کے اور مشبہ بہ میں قویہ
 تو ایسے لئی زد کامل صغیر لوح فطرت کا جو صحت امت میں ہی حضرت مشبہ بہ میں
 موجود ہوا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور ضعیف جناب مشبہ میں قدر سر
قول موسوسکا اور دون کی جال کو اخفرت کی حالی سے کیا نسبت ہے
جواب اسکا یہ ہے کہ حال دوم میں ایک خاصہ ایک غیر خاصہ
 میں کیونکر پایا جاسکتا ہے نہیں تو خاصہ خاصہ ہوگا اور غیر خاصہ ایک ابتداء میں
 بطور تعین اور خلقت اور وراثت کی پایا جاتا ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **قول**
موسوسکا اخفرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاشق قلب ہو کمال کا دوسرے
 کو سبب ہے ہاک کا **جواب** اسکا یہ ہے کہ اس موسوس کو درمیان
 خواص اور غیر خواص کے تمیز نہیں یہی شق قلب متجلی خواص تھا یہ اگر دوسرے
 میں پایا جائے اور وہ زندہ رہی تو یہ خاصہ ہے علامات امت کی اور صغیر
 ہونی لوح فطرت کے نقوش علوم رسیمہ سے کہ یہ خواص سے نہیں ہی تو غیر خواص
 خواص سے کیا نسبت **قول موسوسکا** یہ سب تفصیل شفا کی وجہ
 خاص اور وجہ سابعینہ مگر ہے **جواب** اسکا یہ ہے کہ اس سب تفصیل
 کو جو شفا کے وجہ خاص اور سابعینہ مگر ہے یہ سب خلاف واقع ہے ہی
 عبارت وجہ خاص اور سابعینہ کے جس قدر درکار ہے ہنسی نقل کر دی ہے
 اور مخالفت اسکی تفصیل کے شفا سے موقع مرقع پر ہے ہنسی بیان کر دی ہے
 ہی لوٹ کے اوس کو دیکھ لینا چاہیے تو کذب یا جہل اسکا ظاہر ہو جائے
قول موسوسکا اور یہ ہے لکھا ہے کہ ابو لؤاس شاعر نے محمد امین کے
 ترفیع میں بہ شعر کہا **شعر** تنازع الاحدات الشبہ فاشتبہا

خلقاً وخلقاً کما قد الشدا اکانت اس سبب سے کہ اوستی تشبیہ فی محمد امین کو
 محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ماخوذ ہوا اور تکفیر کیا گیا یا قریب اسکی جواب اسکی
 یہیم بھی کہ ذکر اس شعر کا مقام اعتراض میں عالم ربانی پر نہایت سفاسبتی
 اسلی کہ یہ شعر مقام ترفیع میں شفا کی اندر مذکور ہے اور کلام عالم ربانی کا مؤثر
 ماسی اور تحقیق میں بطور شکر اپنے مرشد کے اور تشبیہ لفظ تحقیق کے حضرت
 صدیق اکبر کے کلام میں بلکہ خود حضرت مقدس سید المرسلین کے کلام میں صلی
 اللہ علیہ والہ وسلم ثابت ہے جیسی مذکور ہو چکا ہے اس شاعر پاک نے تشبیہ
 برہ کر نویت شہوتہ کو بلکہ فوقیت کو ایک اہل دنیا کی حضرت تیر الخلق پر صلی اللہ
 علیہ والہ وسلم پہنچا دیے کہ یہیم کفر صریح ہے نہ قریب کفر کے اس لیے کہ شاعر زید و عمرو
 کی معنی لغت کی رو سے یہیم ہیں کہ دونوں نے آپس میں حقومت کی زید جانتا ہے
 کہ میں جیت ہوں اور غوق ہو جاؤں مطلب میں عمر جانتا ہے کہ میں اور فاش ہوتا
 کی معنی التبا کی لغت کی راہ سے ہیں اور خلقاً وخلقاً کی ساتھ یہیم معنی ہو
 کہ زید عمرو خلقی اور خلقی میں ملتس ہو گئی ہیں ایک کو دوسرے پر فوقیت نہیں ہے
 کہ پہنچانی جاوین تو التباس کے راہ سے شہوتہ اور تنازع کے روسی فوقیت
 ہر ایک کے دوسرے پر ہر ایک کی ارادہ میں ہر سے اور یہ دونوں باہم
 کفر صریح ہیں اس شعر میں پہلا مومنین باللہ والیوم الاخرہ تم دیکھو یہیم حنا
 کیسا اللہ ہے یہ بات عالم ربانی کی کلام میں کہاں سے یعنی شہوتہ یا فوقیت
 اور ایک اور بات لایق سننے کی ہے کہ اس شاعر جنیت فی ایک تشبیہ نہایت خوب
 کفر کے اس شعر میں رکھی ہے اسکی قبح پر نہ شاعر کو شعور ہوا نہیں تو نہ کہتا اور
 ممدوح کو نہیں تو ابو تو اس کو خوب سہا دیتا اگر دین دار سے اسکی غالب ہوتے

تو اسطی رعایت بابت حضرت مقدس رسول اللہ کے صلی اللہ علیہ والہ وسلم
 اور بہنیں تو اپنے بااؤں کے لئی جیسی نقل سے کہ ایک شاعر نے اپنے
 مدوح کے سامنے نقیدہ مدح کا پڑھنا شروع کیا ایک مدوح جو نہ پڑا
 اسی تاج دولت برسر ت از ابتدا تا انتہا مدوح ہے اویں پر شعر سوا پر ذایط
 الترام حجت کی سزا دینی کے لئے چاہا کہ اسکی زبان سے اقرار کر دیا جائے
 کہا اوس شاعر کو تو اسکی قیطع کر اوس شاعر کو ہے اویں پر شعر پڑا
 بالبدلتہ کہا کہ غلام عروس بہنیں پڑا بت اوس مدوح نے کہا کہ اگر تو قیطع
 بنانا ہو تا تو تیرے قیطع جیسی کی کی ہوتی تو دیکھتا قیطع اسکی یہ ہے اے
 تاج دوست فعل لب برسر ست فعل از ابتدا مستقل تا انتہا مستقل تو یہ
 لب برسر کی معنی کیا ہوتی نہیں اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی بھی وہی
 میں بہنیں آئے بہنیں تو صرف تشبیہ محمد امین کے جو ہے اللہ سے صلی اللہ علیہ والہ
 وسلم دیے اسکی ذکر پر اکتفا کرنا بلکہ اسکو یہ تعرض کرنا جیسی اور اشعار وہ
 و کثرہ اوتار ب میں تردید کرنا اور اس خناس غنی کا تو کیا ذکر ہے کہ یہ وہ اوس
 اویں کو مسجد وہ یہ ہے کہ شراک کو تا اوس پہنچا کر کتب سیر النعل اور سیر
 کو لکھا ہے بالغ الذی بعد من امجدہ تو شراکان کی معنی دوستیں جوتی کے تو یہ
 تشبیہ اور تشوہ کو جو اس شعر میں ہے اوسکو نقل اوس تشبیہ اور تشوہ کی جو جو
 کی اور تشوہ میں ہوتی ہے کہا پہلا کسی بادشاہ کو جو کوئی شاعر کہے کہ تم اور
 ملانا، دشاد ایسی مشبہ اور برابر ہو جیسی دولہا جو تے کی پہلا وہ بادشاہ اور
 شاعر کو کی اچھی کا سرخ زور کر لکھا یا سنہ اسکیں دیکھا یہ ہو سوس اس قابل ہے کہ
 اسکو کہا جائے کہ یہ وہ سوس خناس حق من مثل شاعر ابو نو اس کے ہی یا

کہا جاوے کہ یہ دو ایسی آپس میں مشابہ ہیں جیسی دو تین جوتے
 کے قول موسوس کا اور سورے کا یہ شعر ہے صو مثلہ فی الفضل
 الا انہ لم یاتہ برسالۃ جبریل اس سبب ہے کہ ادنیٰ تشبیہ غیر ہے کہ فضل

میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس میں اتانت ہی اور تحقیق ہے صلی اللہ علیہ
 وسلم کے جواب اسکا یہ ہے کہ یہ شرادر دوسرے اشعار جو معنی
 عبارت منفردہ میں شفا کی ذکر کردی ہیں اور اسے چھوڑ دے شفا میں ترفیع
 کی مقام بڑھ کر گئی ہیں اور اپنی موقع میں مذکور ہوئے کسی اور کلام کے قیاس
 میں اسکی تکفیر کے لئے نہیں ذکر کیے جیسی اس غناس نے عالم ربانی کے نسبت
 شفا سے یہ اشعار نقل کئے تو بس اس میں خطا کی عالم ربانی کا کلام بر طریق ہوتا
 اور تحقیق ہے جسکو شفا میں مذکور نہیں کہا اسو اسطیٰ اوس میں کہا ہے
 لیس علی طریق التامی و طریق التحقیق بل علی مقصد الترفیع
 اور بسبیل فرض محال مغاذ اللہ تعالیٰ اگر کلام ربانی کا بطور ترفیع کے ہی ہوتا
 تو اس ترفیع میں اور سورے کی ترفیع میں بھی آسمان زمین کا فرق ہوتا اس
 لئے کہ اس ترفیع کے مثل تحقیق پائی گئی ہے جیسی کسی سقیمہ بقیہ طینہ تنقہ
 سی بطور تالیف اور دراشت کی ہو تو وہ فرد کامل اس امت مرحومہ ہے
 ہو کا جیسی مکتوب ہدایت اسلوب مکتوب ہو چکا اور وہ فرد کمال مشابہ ہو
 بد و نظرت میں بخلاف ترفیع سورے کی جو مرتبے ہی میں ہے کہ اسکی مثل
 متع بالنیہ ہے نہیں ہو سکتی اس لئے کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم خیر الخلقہ اور افضل البریہ ہیں تو جو کوئے مثل اسکی فضل میں ہو گا اور
 سے حضرت افضل نہ ہو سکی العیاذ باللہ تعالیٰ تو یہ خلاف اجماع قطع امت کے

ہوگا اللہم صل وسلم علی آتہ الہوان و سوسہ یہ قول
 سوسہ کا الہوان مقولہ فایں نے ایک شخص کے حال میں لکھا ایشان
 این قلیح صد در پیش آمدہ تا کہ کمالات طریق نبوت بدرود علیا خود رسیدند
 اور ادسکی اور ایک جہاقتہ یہ لکھا ہے روزی حضرت جل و علا دست راست
 ایشان بہت قدرت خاص نمود کرتے چیزی ار امور قدسیہ کہ پس رفیع و بدیع بود
 پیش اسے حضرت ایشان کردہ فرمودہ کہ ترا این جنین دادہ ام و چیز نایہ
 دیگر خواہم داد تا آنکہ شخصہ سبحان حضرت ایشان استدعا یب معبت نمود حضرت
 ایشان سبحان حضرت حق متوجہ شدہ استغفار و استیزان نمودند کہ دران مقام
 چہ منظور است ازان طرف حکم شد کہ ہر کہ بردست تو بیعت خواہ کرد گو لکھا باشند
 ہر یک را کفایت خواہم کرد انتہی لخصا اور کہا کہ اگر مراقبہ علت کرد و بدو بعضی محلات
 خلعت مثل مکالمہ و سامرہ ہوید ائی گردد اور غزوات جب مشتی سے تعبیر کیا کہ
 حال لا بزال حضرت ذوالجلال دست میدہد و خلعت مکالمہ و سامرہ بدست می آید
 جماعت نی کہا کہ اہل سنت کی غریب بین دعویٰ مکالمہ کا کفر ہے شرح عقاید
 جلالی میں لکھا ہے والظاہرات التکفیر فی المسئلۃ المذکورۃ
 بناء علی دعویٰ الکالمۃ شفاھا فانہ منصب النبوة بل اعلیٰ
 مراتبہا و فیہ متخالفۃ ما ہو من ضروریات الدین
 و هو انہ علیہ السلام خاتم النبیین علیہ و علیہم افضل
 صلوة المصلین و فی المسئلۃ کا یوں ہے کہ یہ
 قول اسکا جماعت نی کہا کہ اہل سنت کی غریب بین دعویٰ مکالمہ کا کفر ہے
 انہی دلیل ہے کہ جماعت حقا کے ہی بلکہ شیاطین بقایا کے اسانی کہ گئے

اہل سنت فی کلامہ کو بلا قید سقاۃ کے کفر نہیں کہا بلکہ مطلق کلامہ سوا
انبیاء علیہم الصلوٰۃ کی ہے ثابت ہی بلکہ مخصوص ہے تفسیر مفسرین
مین ہے وما کان لبش وما صح لہ ان یکلم اللہ الا وحیا کلاما
خفیا یا دارک لیسر عتہ لانه تمل لیس فی ذاتہ مرکبا من حروف

مقطعة یقف علی محتوجات متعاقبة وهو ما یعم المشافہ
لما روی فی حدیث المعارج وما وعدہ فی حدیث الرویۃ
والمہتف بہ کما اتفق لموسیٰ علیہ السلام فی طوی والطوی
لکن عطف قولہ او من وراء حجاب علیہ یخصہ بالاول فالکلام
دلیل علی جواز الرویت کلا علی امتناعہما وقیل المراد بـ
الاہام والالقاء فی الروح او الوحي المنقول بہ الملک الی
الوسل فیکون المراد بقولہ او یرسل رسولا ینوحی باذنه ما یشاء
او یرسل الیہ نبیا قبلہ وحیہ کما امرہ وعلی الاول المراد

بالرسل الملک الموحی الی الرسول اور ایسی اور تفسیر میں یہی
ہی تو ایسی معلوم ہو کہ کلام الہی مہتف بہ ہی ہوتا ہے جسکو اوقف کا کلام
عرف میں کہتی ہیں اور اہام ہے کلام الہی ہوتا ہے اور یہ دونوں مخصوص انبیاء
علیہم السلام کے نہیں سقینہ عالم میں باب ہوا تف میں یہی خیر الحسنین
بن علی علیہما السلام لیلۃ الی المسجد فلما انتہی الی الباب
فرمی بطرق الی السماء وقال اللہم غلقت الملک ابو الہی
وقام علیہا حراستہا وبابک مفتوحا لمن دعاک بشہ صلی
رکعتین والنشاد یقول یا ذا البعالی الیک معتمد طوی

لان الاول من الكلام
فی المصطفیٰ علیہ السلام
یکون الامن وراء حجاب
فیکون مع الرویت ہر باب

لمن كنت انت مولا طوبى لمن كان خايفا وخبا يشكو
 الى ذى الجلال بلواه وصاحبه علته ولا سقم اكثر
 من وجبه لمولا اذا اخلا في المنام صته الكرم
 الله ثم ادبنا اذا سكا به وعاجته اجابته ثم با نفعنا
 من السماء ليل عبدنا كنف وكل ما كنت قد علمناه صونك
 ليشافهم ملاءكتي فعبك الصوت قد سمعناه لوصف
 الريم من جوانبه خضر عيا ليا نقشا دعاك
 عبدى يحولنى حجة وذنك اليوم قد غفرنا سلفك
 بلا حشمتك ولا ريب ولا متحنى فاشنى الله انتم

دیکھو ایسی جناب مقبول کے جواب میں کلام الہی کے سوا انہیں ہو سکتا شیطا
 کو دخل ایسی مقام پر کہنا مسلمان کے شان سے محال عادی ہے اور جو صنفی
 حکم کے ہیں تو کلام فرشتہ کا ہے نہیں ہو سکتا مگر بطور حکایت کی کلام رب
 الغرۃ سی وادہ تعالیٰ اعلم اگر کوئی کہی کہ یہ کلام ظاہر میں شعر ہے تو اسکی
 قایل کو چاہیے کہ شاعر کہیں اور اطلاق شاعر کا حضرت حق رب العالمین
 پر اور شعر کا کلام الہی پر شرح میں جائز نہیں تو جواب اسکا یہ ہے
 کہ علماء عروض اور قافیہ کے تصریح کرتے ہیں کہ شعر ہونیکو نقد شعر کا ہے ضرر
 ہے مجرور وزن اور صورت قافیہ کے ہے شعر نہیں ہو جاتا حق لہ تعالیٰ
 شاعر ہم وانتم تشمدون ثم انتم صو کا عفتلون
 دیکھو یہ بیان وزن اور صورت قافیہ کے ہے اور شعر نہیں تقطیع اسکی ہون
 شاعر ہم فاعلاتن ثم وانتم فاعلاتن تشمدون فاعلاتن

ثم انتم فاعلوا فاعلوا فاعلوا فاعلوا
 یہ سب رمل کا وزن ہے لیکن جو حضرت قائل غر و جل کا قصد شعر کا نہیں
 جیسی شعر سے معلوم ہوا تو اسکو شعر نہیں کہتی مگر محض کی دفتر خامس
 کی شرح میں جو تصنیف ملک العلماء مولانا عبد العلی صاحب کے ہے اس میں
 علیہ السلام ہے + ہر اس دنیا است مرسل رابطہ + مقود مولویہ ہست و حاصل
 انکہ چون در دنیا از حق حجاب افتادہ است ہر کس قابلیت استماع کلام الہی و
 اوامر و نواہی الہیہ و استعداد آن نہ داشت لاجرم رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام
 واسطہ رسیدن کلام الہی شدند کہ ایشان کامل الاستعداد لسماع کلام حق بود
 و اخذ احکام الہیہ بودند و عارف کامل چون بکمال مشاہدہ رسد اگرچہ کلام الہی
 از حق می شنود و بلا واسطہ چنانکہ در و صلی از باب خراین از فضوفا نہ کور
 است کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کلام حق سبحانہ از انجائی شنید کہ
 رسول صلعم کہ منزل علیہ می شنید لیکن رسیدن باین مرتبہ از وساطت آن سرور
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بود درین نفی و وساطت نیست بلکہ وساطت رسول
 بوجہ اکمل است کہ مشاہدہ و سماع منزل در وقت نزول بر رسول از انجا کہ
 رسول بشنید بواسطہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا شدہ انتہی بر علیہ
 یاد رکھنی چاہیے کہ عازب کامل چون بکمال مشاہدہ رسد کلام الہی از حق می شنود
 بلا واسطہ و اتقا اسرار الہی مولینا نظام الدین سہاروی کے قدر کسی سرور
 مسلمین جہان الہام کا ذکر ہے کہ جو اوسنی الہام کے ساتھ ہمراہی الہام
 ہو کہ یہ الہام حق تعالیٰ کے نزدیک ہے ہی فراتے ہیں ہل هو خط عنین
 الا نبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام والحق انه خطہ وہی

من الاولیاء غایت الامارات الاولیاء مخصوصت
 بطریق لا یوجد فی غیرهم وکیف تنکره مسلم فان قطب
 الاقطاب الغوث الاعظم الشیخ عبد القادر رحمی الدین
 رضی الله عنه وعن معتقده واتباع اتباعه قد تکلم مع
 الحق تعالی وهو مستروح فی الرسائل الغوثیه ففعلها الله تعالی
 لها وخلص عباده فلا یشیعوا الا مدخل خلاقی له عند الله
 تعالی وهذا العبد قد شاهد فی شیخ شیخ المشایخ الکرام
 قطب الوقت راس الصوفیه اکابر الصافیة من اولیاء
 الله تعالی السید عبد الرزاق البانسوی سلمه الله تعالی ووفی
 عبادته لا تقواء اثره واتباع محاسنه وان یرتقا من خطره
 انحاء الكشف واکالهام کسما لسان العیب والکلام مع الحق
 تعالی واکاستفاده من الارواح الطیبین کارواح الانبیاء
 علیهم الصلوٰة والسلام خصوصاً من روح سید المرسلین
 علیه الصلوٰة والسلام وعلی الہ وعن روح اجابته خصوصاً
 من اصغر المومنین علی بن ابیطالب علیه السلام وعلی الہ
 الکرام وزوجته سیده النساء علیها الصلوٰة والسلام خطیبین
 سے ہر رسالہ غوثیہ کی جو مصرب غوثہ الاعظم قدس سرہ کے طرف منسوب ہے
 اور ملا نظام الدین قدس سرہ فی ہی ایضاً یہ کہ یہ طرف اتارہ کیا ہی بعد
 محمد اور صلوٰۃ پر ہے فی الہ الغوث المنوح من عنہ اللہ النساء
 بالہ والہ تعالی یا غوث الاعظم فقلت لیسک یارب

یہاں سے شروع احادیث قدسیہ میں ہوتا ہے قالہ کل طور بلین الناکوت
 والملكوت فہی شریعتہ وکل طور بلین الملكوت والنجیروت
 فہی الطریقتہ وکل طور بلین النجیروت واللہ ہوت فہی
 حقیقہ قالہ یا عوث الا عظم ما ظہرت فی شی کظہورے
 فی الا لسان ثمر سالت یارب ہل لک مہکات قالہ لبیک یا عوث
 الا عظم انا مہکوت المہکات والا کوانہ ولبیس لی مہکائی سوعے
 قلب الا لسان الخ اس کلام قدسی میں زیادہ سچا پس باریہ خطاب اور
 کلام حضرت رب العزت جل شانہ کا جناب عوث الا عظم سے بلفظ یا عوث الا عظم
 واقع ہوا اور اور کلمات اور خطابات عنوانات دیکریے اس کلام میں کواقع
 ہیں اور اس کلام قدس نظام کے شرح بہت ہیں مگر جو نزدیک فقیر کے
 موجود ہے مولف اسکا نقل اور سند اس کلام قدسی میں کہتا ہے اب
 مرشدیے فی ثلاث الطریقتہ منور الا لہ بادی ہو یقتل
 نارة من العوث الا عظم وتارة من ربو اسطہ الدولہ انتہی
 اور یہی شایع مذکور ہے بعد لفظ یا عوث الا عظم کے کہا العوث الا عظم
 فی الا صطلح من کلمہ اللہ تعالیٰ بالاکا لہام انتہی پس کلام اور
 خطاب حدیث قدسی مذکور کا محتمل ہے کہ بطور الہام قلبی ہو اور محتمل ہے کہ
 بطور استماع ہو اس واسطے کہ عارف کامل جب کمال مشاہدہ کو پہنچتا ہے کلام
 حق بلا واسطہ سناتا ہے چنانچہ فتوحات سنی مذکور ہوا اور دیکھو عبد مقبول سے سوالات
 اور حضرت رب العزت صبی جوابات میں ایسا نام مکالمہ ہے عارف نامی مولینا عبد
 الرحمن بامی قدس سرہ خطبہ شرح قصص المحکم میں لکھتے ہیں فاعلم ان

الحکم الفایضہ علی قلوب کل عبادہ وخلص عبیدہ علی النواہ
 متہما ما یقین علیہم بنی اسطہ الملئکہ المقربین بالفاظ عبدا
 محفوظہ عن النور والتبدیل مرادہ تلافی وھا وھا وھا
 المنزل علی بنیہا صلی اللہ علیہ والہ وسلم بنی اسطہ الروح
 الامان وھا ما یقین علیہم بنی اسطہ او بغیر واسطہ
 ملحات صرہ او معبرہ بعبادات مختصہ غیر منلوہ وھا
 ہذا القیل الاحادیث القدسیہ فہی لما ما ناصت علیہ
 علی اللہ علیہ والہ وسلم معانی صغرہ لکنہ کساھا اکسیر
 عباراتہ الخاصۃ والعبادات مخصوصہ غیر مراد ضبطیاد
 تلافی وھا وھا النوع لیس مخصوص من یاکا بنیہا بل یعم الا ولیاء
 وصالحی المؤمنین وھا ما یقین من بعض الکمل علی بعض
 لما یقین من روح بنیہا صلی اللہ علیہ وسلم علی خواص متابعیہ
 ما یقین بقدر متابعیہم وفوق متابعیہم انتمی اسس عبارات
 کو سمجھا جائی کہ نوع ثانی کلام الہی کو شامل اولیا اور صالح مؤمنین کے کیا اور فقہر
 فرمائی کہ مخصوص انبیاء علیہم السلام کے بہتین ہی باقی رہے نوع اول کہ وہ مخصوص انبیاء
 علیہم السلام کے ہی اور مراد قول عارف مذکور ہم وہو القرآن المنزل الخ وراہ الہ
 اشمال اسکی ہیں حبیبی توراۃ اور انجیل اور زبور اور مانند اسکی جیسی صحف ابراہیم
 و موسی علیہما السلام اور غیر اسکی جیسی اور صحف انبیاء مرسلین علیہم السلام کے معلوم
 ہو جو کہ وحی کہی مشتمل ہوتے ہی بمعنی الہام کے خواہ جاگتی ہو یا سوتی اور کہی
 مشتمل ہوتی ہے سچ اس میں ہے کہ مخصوص انبیاء علیہم السلام کے یہ ضابطہ سابقا

معلوم ہوا لہذا علامہ قیصر نے شرح قصص الحکم میں کہتی ہیں الفرت
 بین الالہام والوحی ان الالہام قد یحصل من الحق تعالیٰ من
 غیر واسطۃ الملك بالوحي الخاص الذی لا ید مع کل موجود واکو
 یحصل بواسطۃ ولذلک لا یسمی الاحادیث القدسیۃ بالوحي
 والقراءان وان كانت کلام اللہ تعالیٰ والیضا قد مر ان الوحي
 قد یحصل لبشیر المملک وسماع کلامہ من فم الکشف المشہود
 المتضمن للكشف المعنوی والالہام من المعنوی فقط والیضا
 الوحی من خواص النبوة المتعلقة بالظاهر والالہام من
 خواص الولاۃ والیضا ہذا مشہور وطیاً بالتبلیغ دون الالہام
 انتہی جانا چاہی کہ یہ وحی اور الہام جسکا فرق بیان کیا ہے علامہ نے یہ اصطلاح
 صوفیہ کی ہے جیسی ظہری سے معلوم ہوگا اور یہ وحی خاص ہے اسی لئے آیات
 قدسیہ کو وحی سے نکالی دیا والا یہ احادیث وحی غیر متلو ہے بالاجماع اور وحی
 مطلق شامل ہے الہام کو جیسی قرآن اور تفسیر وں سے معلوم ہوتا ہے عارف
 کامل شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ تعالیٰ روحہ کتاب عوارف المعارف میں
 کہ کتاب معتبر مشہور معروف ہے بیچ شرح اس حدیث معنیٰ رفوع یکے ما انزل
 من القرآن ایہ الا ولہا ظہر و بطن و کل حرف حد و کل حد
 مظلم ولقد نقل عن حجة الصادق انا قال لقد تجلی اللہ
 تعالیٰ لعبادہ فی کلامہ و لکن لا یبصر و ینکون کل ایۃ مظلم
 من ہذا الوحی فالیحد حد الکلام والمظلم الترقی عن حد
 الکلام الی الشہود المتکلم وقد نقل عن حجة الصادق العزا

انه خرم غشياً عليه وهو في الصلوة فسئل عن ذلك فقال
 ما زلت ارد ولاية حتى سمعتها من الكلام لها فالصبر في
 لما كاحت له ناجة التوحيد والتي سمعه عند سماع الوعد
 والوعيد وتلبه بالتخليص عما سوى الله تعالى صار يبيت
 يدي الله تعالى حاضراً عند السماع شهيداً يرى لسانه اولسان
 غيره في التلاوة كشجرة موسى حيث اسمعه من خطابه
 اياه باي انا لله فاذا كان سماعه من الله واستماعه الى الله
 صار سمعه بعبده وبصره سمعه وعلمه علمه وعمله عمله
 اخذ اوله واوله اخره ومعنى ذلك الله تعالى خاطب الذر
 بقوله الست بربكم فسمعت النداء على غاية الصفات لم
 ينزل الذرات يتقلب في الاصلاح وتنقل الى الارحام قال
 الله تعالى الذي يربك حين تقوم وتقلب في السجدين
 يعني تقلب ذرتك في اصلاحي اهل السجود من ابائك الانبياء
 فما زال تقلب الذرات حتى برزت الى اجسادها فاحتجبت
 بالحكمة عن القدرة وبالعالم الشهادة عن عالم الغيب و
 تراكت ظلمها بالتقلب في الاطوار فاذا اراد الله تعالى بالعباد
 حسن الاستماع بان يصيغ صورياً صافياً لا ينال رقبته في
 رتب التركية والتجلية حتى يتخلص الى قضاء القدمة ويزال عن
 نصرتة النافقة ^{في رتب} سمي الحكمة فيصير سماعه بالست بربكم
 كشفاً وعياناً وقصداً وعرفانه تدياناً وبرهاناً وتندرج لها

علم الاطوار فی لوا مع الابقاء قال بعضہم انا اذ کبر خطاب
 الست بربکم اشارۃ منہ الی هذا الحال فاذا متحقق الصوفی
 لہذا الی نصف صار وقتہ سرمد او شمشودہ موبدا وسماعہ
 متوالیۃ متتبعۃ الیسمع کلام اللہ سبحانہ و تعالیٰ و کلام
 رسولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام حق السماع او کتب الذکایک
 الدینیۃ فی دوح السادات الصوفیۃ جو تالیف حضرت شیخ عالم
 علامہ شیخ عبدالرؤف تاج العارفین ابن زین العابدین قاضی القضاۃ تیشیخ
 الاسلام الشرف السیاحی المناوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہی اوسمین حضرت بایزید
 بسطامی قدس سرہ کی حال میں یہ عبارت ہوئی کہ قال ای ابو یزید او تقویٰ
 ای ربی بلین یدیک و قال یا ابا یزید بای شئی جبتنی قلت بالیٰ هذا
 بالذنیٰ قال انما مقدر الالدینا عندی جنہام تبوۃ فتمن ہدیت
 فقلت الہی استغفرک من ذلک جبت بالتوکل الیک فقال عند
 ذلک قبلناک و قال ادققت مع العاجدین فلم ادری معہم قدما
 ففاققت مع المجاہدین فلم ادری معہم قدما فواققت مع المصلی
 و الصائمین فلم ادری معہم قدما فقلت یا رب کیف الطریق
 فقال اترك نفسك و قال الی اخرہ ابستو کہ ایا کان لبشر ان یکلم
 اللہ الایۃ سی ثابت ہو کہ اللہ تعالیٰ سوا انبیاء علیہم السلام کے اور بشر ہی کے
 کلام کرتا ہی گو من ورا حجاب ہو اسی ہی لبشر فرمایا لبنی یا رسول فرمایا اور
 تفسیر برقیہ دی سے ثابت ہوا کہ کلام الہی متہف اور الہام ہے ہوتا ہے
 اور سفینہ حاکم سے ثابت ہوا کہ کلام الہی متہف بہ حضرت امام حسین سی ہوا رضی

اللہ تعالیٰ عنہ دوسرا اولادہ الکریم بلکہ جو جواہر مناجات میں تہادہ کلام تو
 مکالمہ ہوا شرح معنوی معنوی سے ثابت ہوا کہ عارف کامل کلام الہی بلا واسطہ سنا
 اور شیخ مسلم سے تصنیف داقت اسرار الہی طائفاً الدین قدس اللہ روحہ کی آیت
 ہوا کہ حق تعالیٰ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ دوسرا مرید حضرت سید عبدالرزاق
 قدس سرہ کی کلام فرمایا تھا رسالہ غوثیہ سے مکالمہ حضرت رب العزیز کا غرض بل
 اور عبد مقبول اوسکی کا یعنی حضرت غوث الاعظم کا ثابت ہوا شرح رسالت
 غوثیہ سے ثابت ہوا کہ اصطلاح صوفیہ میں اوسیکو غوث کہتی ہیں کہ جس سے
 حق تعالیٰ کلام کو یہ عارف جامی ملیہ الرحمہ کے فرامین سے ثابت ہوا کہ معانی
 صرفہ یا معبر بعبادات غیر مراد البسط والتمادہ اللہ تعالیٰ کے فرمایا ہو یہ
 انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص نہیں اولیاء کرام کے ساتھ یہ ایسا کلام ہوا
 تاہی علامہ قیصر کے کی کلام ہے شرح فصوص الحکم میں معلوم ہوا کہ کلام الہی دو
 قسم ہے ایک وحی کہ بواسطہ ملک جوتی ہے اور یہی وحی کہیں ساتھ مشہود ملک
 اور استماع کلام اوسکی کے جوتی ہے وہ کشف مشہود ہے متضمن کشف معنوی
 کہ اور وحی مخصوص ہے ساتھ نبوت کی اور مشروط یہی ساتھ تبلیغ کی دوسرے
 الہام کہ وہ کہیں حاصل ہوتا ہی بلا واسطہ ملک کے حضرت حق تعالیٰ سے ساتھ
 اوس وہ ہے جو خاص ہے حضرت حق تعالیٰ کو ساتھ ہر مخلوق اپنی کے اور الہام
 فقط مشہود اور کشف معنوی ہوتا ہے بغیر کشف مشہود کی اور مشروط بالنبی
 بھی نہیں جیسی وحی اور نبوت کے ساتھ ہے مخصوص نہیں ہے نہ جو علامہ
 قیصر کے فرمایا ہے جو قطعی دی جاوے تو یہ آیت اکان لبشریہ مخالفت
 نہیں ہے اور تفرقہ اور مباہتہ درمیان وحی اور الہام کے جو مذکور ہوئے تو

یہ اصطلاح صوفیہ کرام ہے تفسیر منظر سے سی معلوم ہوگا اتنا البتہ تعالیٰ اور
 قطع نظر ان اصطلاح سے انہام ایک مرتبہ وحی کا ہے جیسی مواہب لدنیہ سے
 مذکور ہوگا اور قرآن مجید سے بھی ذکر کریں گے اتنا البتہ تعالیٰ اور عوارف
 معارف سے ثابت ہوگا کہ بہت صوفیہ کرام کلام الہی سنتی ہیں اور حضرت امام جعفر
 صادق رضی اللہ عنہ وعن اولادہ الکرام وانبیاء العظام سے صلوة میں مکالمہ
 ہی واقع ہوا اور کو اکب درتہ سے مکالمہ حضرت رب العزت عزوجل کا بایزید بسطامی
 قدس سرہ العزیز سے ثابت ہوا ایسا یاد کرنا تو بظہر اس تحقیق کے کسی مسلمان نے
 چہ جائیکہ اہل علم ہو پھر اہل سنت کی مذہب سی دعویٰ مطلق مکالمہ کو کفر نہیں
 کہا پھر جو خصوصاً من در ارجاب ہو اسی واسطی محقق دواتی علیہ الرحمہ نے مکالمہ
 کو مفید سادہ شفا کے کر کے معنی کا تھیرایا اب سنو شفا نامہ صمد سے شافہ
 کا جیسی قائلان قائلہ کا تو معنی شافہ زید و عمر کی یہ ہیں کہ نزدیک کیا زید نے لب
 اپنا عمر کی لب سے قاموس میں ہر شافہ ادنی شفقہ من شفقہ حضرت رب العزت
 عزوجل شفقہ اور لب سے پاک اور منزہ میں تو معنی کلام شفا کی یہ ہیں کہ حق تعالیٰ
 ایسی قرب شفا کے پردہ ہی نہ ایسا جیسی قرب مشافہ بشر کا بشر سے ہوتا ہے
 بلکہ وہ جو لائق ادسکی پاک شان کی ہے جو کلام کرے وہ شفا ہی کلام ہوگا یہ خاص
 ہی منصب بتو سید الانبیاء کے علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ہد اسکا جو کو ہے
 اور دعویٰ کرے اسکو فقہانی کفر لکھا ہے نہ یہ کہ دعویٰ مطلق مکالمہ کا کفر
 ہی جیسی اس خناس نے کہا اور ہر حق اسکا دیکھو کہ مطلق مکالمہ کے دعویٰ
 کو کفر کہا اور شرح عقاید جلالی سے جو عبارت نقل کے سند کی لئے اوسمیں شفا
 کی قید کے ساتھ نقل کے اس حماقت کو تو دیکھو اب بہن اس شیطان رافضی سے

اور چونکہ تو حضرت غوث اعظم کا اور سارے اولیاء اللہ کا تو مستحق نہیں اور
 جناب سے جو بلی ادبی کی تھجو اسکا کچھ باک نہیں پر حضرت امام حضرت جعفر صادق
 رضی اللہ عنہ جو ادبی شاعری ہوئی تو اپنی شیعہ امامیہ کو کیا موبہ دکھادیا تو پہلا
 یہ کہ تو ادبی سامنی کچھ بات بنایا مثلاً کہ کیا کہ حضرت امام کے بات تھجو معلوم نہ تھی
 یا یہ کہ یہ روایت سینوں کی ہے ہمارے یہاں کے نہیں اور تکفیر کے روایت بھی
 سینوں کی ہے یا کچھ اور کہہ دے پر اب کلام ہے ہر والوں سے کہ ان لوگوں
 نے خامس کے کلام کے مقتدی کر کے نصیح کیے اور مہرین کائنات اگر ادبی باز
 ایسا جواب ہے کہ عند اللہ وجہ موافق نہ ہو تو فیہا وگرنہ ایہ تکفیر کہاں تک
 اپنی تو بعد دریافت ہوتی حال اس تکفیر کے تجدید ایمان کے چاہیے اور توبہ توبہ
 اللہ سے توبہ العلانیۃ بالعلانیۃ تو واجب ہے کہ اس رسالہ پر تصحیح کر کے ہر لکھنے
 اور لکھی مہرون کا عذر لکھ لیں نہیں تو بدون اسکی توبہ ہونگی بر رسولان طاع بائد
 دلبر اب تو کہ مکالمہ پر عالم ربانی نے سارہ کا ساتھ واد کی عطف کیا سارہ مشق
 ہے سمر سے اسکی معنی لغت میں لیل اور حدیث اللیل اور ظلمت لیل کے میں لیل
 عبارت ہر ظل مخروطی اور اس جزو کا فلک زہرہ تک پہنچتا ہے اور اسکی اوپر لیل
 نہیں جیسی فن العباد میں علم ہمت کی ثابت ہو اندلیل کو حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وجعلنا
 الیل لباسا اور لباس پرورد اور حجاب ہے بدن کا تو لیل ہے ایسی ہے حجاب اور پردہ
 ہوتا ہے توبہ عطف تفسیر سارہ کا اور مکالمہ کے دلیل ہے اسکا کہ مراد مکالمہ ہے
 مکالمہ من وراہ حجاب ہے تو پہلا یہ مکالمہ شفا ہی اور کفر کہاں ہے ہوا اسکو کستی کفر
 کہا ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب **نوان و سوسہ یہ قول**
موسوس کا انوان مقولہ حدیث کی حال میں لکھا ہے لایہ اور لایہ

قال ابن تيمية

لو علمت ان

انما في

ارواحهم

مقتضى

مقتضى

توجد في

مثل محافط انبياء كه مسيحيه است فايزي كذا جاعت في كذا كذا
 مسله اهل سنت اور شيعه من بحث امامت يه عصمت كوشيه و ابيط
 باره امام كيه ثابت كرتي من اهل سنت اوسي رو كرتي من بهيات بر
 خاص و عام جانا هي **رفع اس و سوسه كايه بهي** كه محافطت
 تين قسم ايک محافطت ذنوبه ساپه استماع صدور ذنوب كي اسكا
 نام عصمت اور خاص انبيا عليهم السلام كي دوسره محافطت ذنوبه
 ساپه اسكان صدور ذنوب كي مگر صدور ممكن واقع نهو بهي خاص بهي صدر
 كه ساپه اور اس ثلثاني محافطت كو كه سكتي من كه بهي مثل اول كي
 اي مچ عدم صدور ذنوب كرتي اور مفار بهي اول يه كي اول من صدور
 مستح بهي اور ثلثي من ممكن تيسره محافطت ذنوب بهي اكثر عمر كه اكثر كوكلم
 كل كايه بهي ساپه وقوع ذنوب كي اينا ما استقبال من جسي اور صلي من سوا
 صدر يقين كي تو بهي و سوسه دفع بوگيا بهي و سوسه بت هونا كه عالم رباني نه يون
 كها هونا كه لابد اور ابصمتي مثل انبيا يا مثل عصمت انبيا عليهم السلام فايزي كند يانو
 كرتي لابد اوز محافطتي كه مسيحيه است مثل انبيا عليهم السلام فايزي كند زخار
 و عام بهي جانا بهي بهلا اكر ثبوت عصمت كا صديقي من منظور هوتا هونا ميقون عبار
 من مي ايک عبارت بولني كو كيا مانع هتا اور قواعد مناظره مي كه رخ اعراض
 بيان كر ديني مراد كي يه بهي هوتا مي سو بوگيا جله و صفيه صدر ساپه كاف و صفيه
 كي يعني بهي قول كه مسيحيه است صفت محافطت انبيا كي نه صفيه محافطت كي كه
 خط بهي صديقي هتا اس و سوسه كايه بهي كي قريب كو چور كي چو محافطت انبيا
 بهي بعيد كي جو محافطت بهي صفت دي الي بهي نهيد سوسه كي بهي مثل

والله اعلم
 في غايه علم
 قدر المراتب
 انبي و قال الله
 العلي خ العالم
 في نه و نه
 ابن الهادي
 شيخه كايه
 القتيبي
 ولله اعلم
 الله عليه
 في علم
 نيك و اعطاء
 الله كامن
 يا محمد القتيبي
 الشيطان
 الاسلام
 غايه قدر
 ان عين الحكا
 مصنف
 و در فرائد
 نوشته است
 در عصمت
 و نور كايه

انما في ارواحهم مقتضى مقتضى

۱۳۴
 اسکی اور جنین کی یہ وسوان و سوسہ یہ قول
 سوسوس کا وسوان مقولہ صدیق من وجہ مقلد انبیاء
 دین وجہ محقق در شرایع پس نور جلی اور بسوی کلیات حقہ منعقدہ در
 خیرۃ القدس کہ برائی تربیت نوع انسان عموماً متعین گردیدہ اور ارہمنوینے
 می نماید پس علوم کلیہ اور ابد و واسطہ می رسد بواسطت نور جلی و بواسطت
 انبیاء علیہم السلام پس در کلیات شریعت و حکم احکام ملت اور رشا کرد انبیاء ہم
 تواند گفت و ہم استاد انبیاء و تیر طریق اخذ ان ہم شعبہ اہلبت از شعب و حی
 از اور عزت شریعت بقدر فی الروع بقیرے فرماید انتہی ملقطاً جماعت فی کہا کہ
 یہ عویہ ہی نبوت کا اور مسمی ختم نبوت کا انکار جب کلیات شریعت اور
 حکم احکام ملت ایک معصوم کو بواسطہ بنے کی ایک طریق کی وحی سے حاصل
 ہوئی نبوت میں کیا باقی رہا سبح ابن حجر نے فتح مکہ میں نبی کی تعریف ہی ہے
 یہ و هو حدیث کہ من بنی ادم ادھی الیہ لشہم و لہم یوم
 بتلغیہ وان امرہ فہو لایضاد ان لو مکن لہ کتاب و لایضاد
 من قبلہ علی الاشیء انتہی و رفع اس و سوسہ
 کہ اس خناس یوسوس نے صد در انساکی دیکھا کہ بہت لوگوں نے صراط مستقیم
 نہیں دیکھی اور بہتوں کو میر نہیں آتی تو ان سے اندر رب العالمین کے مقربوں
 کے کیفیہ کر اکی اولو کھرمین داخل کجی چنانچہ یہ غایہ بنتہ اور مراد شیطان
 کی ہے جیسی معنی ذکر کیا کہ غایہ بغیہ سلب الایمان و الخلود الدائم فی النیران
 دیکھو عالم ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے بعد ذکر صدیق ذکی القلب ذکی العقل کے فرمایا ہے
 پس فرق ما بین این کرام و انبیاء عظام علیہ الصلوٰۃ والسلام باقامت مطالب

وابتداء حکم ونبوتیہ الی اللہ است الی آخر قال یہ دونو وصفت انبیا علیہم الصلوٰۃ
 والسلام میں ہوتی ہیں اور صدیق میں نبی ہوتا تو معدوم اور جو نبی بھی ہو
 جیسی حضرت ابراہیم علیہ السلام قال اللہ تعالیٰ فیہ انہ
 کان صدیقاً نبیاً تو انہیں یہ دونو وصفت موجود ہوتی ہیں پر بجهت نبوت
 نہ حیث الصدقہ اور پہلا وصف دوسرے کو لازم ہے اس الٰہی سب علمانی پچھلی
 وصف کو معصوم اور تعریف میں نبی کے داخل کیا ہے اور کہا ہے البنی ہوں
 انسان بعثہ اللہ تعالیٰ الی الخلق لبلیغ ما اوحی الیہ جیسی شرح
 عقاید جلالی وغیرہ میں ہیں اور معینوں نے ما اوحی الیہ الاحکام کہا ہے دونوں
 کا ایک ہی مطلب ہے اور اس خناس نے محض صدیق کی نبی بنائی کو اپنے
 طرف سے معصوم ٹھہرا کر کہا جب کلیات شریعت کی اور حکم احکام ملت ایک
 معصوم کو نبی واسطہ نبی کے ایک طریق کی وحی سے حاصل ہوئی نبوت میں
 کیا باقی رہا ہم کہتی ہیں یہ غبی بعثہ الی الخلق ای الائمہ لبلیغ ما اوحی الیہ
 الاحکام کہا ہے دونوں کا ایک ہی مطلب ہے اور اس خناس نے محض
 صدیق کے نبی بنائی کو اپنے طرف سے معصوم ٹھہرا کر کہا جب کلیات شریعت
 کی اور حکم احکام ملت ایک معصوم کو نبی واسطہ نبی کے ایک طریق کی وحی سے
 حاصل ہوئے نبوت میں کیا باقی رہا ہم کہتی ہیں ای غبی بعثہ الی الخلق ای الائمہ
 لبلیغ ما اوحی الیہ ای لبلیغ الشرح باقی رہا تو وہ صدیق نبی کہاں ہو گیا اور شرح
 صرف کلیات سے عبارت نہیں بلکہ خبریات ہے اجزاء الشریع کے ہیں بلکہ عمرہ جہاں
 شرعی شخصیات میں جیسی عقاید میں مباحث ذات اور صفات کی اور مباحث
 خاص ساتھ ذات حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور مباحث حضرت

۲
 جہاں وصفت
 خناس نے پہلے
 حکم و صدق
 معصوم الی اللہ
 لائے

اور کسی اور چیز کی سیب و سوا اس خاص ہر ایک کی چار دن ملا کر تقریباً
 مہر و مہکت ہر ایک اور صراط کی و امثال ذلک کہ اکثر ادنیٰ صدق کو بڑی
 بنی کے معلوم ہوتے ہیں تو صدق اول تو مبعوث ہے نہیں چہ جایکہ مبعوث ہر
 ساتھ مشیخ کے تو بنی ہونا صدق کا کہانی لازم آیا اور حکمتیں احکام ملت یکے
 تو مشیخ کا جز اور رکن نہیں تو اسکو آخر من میں کیا داخل ہوا یہ غیبی حکم احکام
 ملت میں جو لفظ حکم ہے اسکو مفرد احکام کا سمجھا ہے اور وہ جمع ہے حکمت کی
 جیسی ام جو سب سے اسکا دوسرے جگہ دلیل ہے سلیقہ عبارت نہیں کا ہے
 نہیں جو مفرد ہوتا احکام کا تو اسکو ذکر کرتے اور کہتی اور احکام ملت بطور
 لفظ اور معنی جیسی غریب معلوم ہوتا ہے اور یہ قید معصوم کے اسنی اپنے
 نون و سوسر کی ہے اور ہم اسکی دفع میں ثابت کر آئی ہیں کہ صدق کو قیاس
 ہوتی ہے مثل مواظقت انبیا علیہم السلام نہ عصمت وان دیکھ لیا چاہیے بالفرض
 اگر عصمت معصیت کے صدق کو ثابت بھی ہوتی جیسی ہے کو ثابت ہی تو پھر عصمت
 بنی کے مفہوم میں کہنے منبر کے ہی غایۃ مافی الباب یہ کہ بنی کو عصمت لازم ہے مگر
 یہ لازم نہیں کہ جو لازم معرفت بالغیہ کو یہ ہوا وہ اسکی مفہوم میں معتبر ہوا اور
 تعریف میں داخل دیکھو جیسی معجزہ بنی کو لازم ہے اور مفہوم میں اسکی کسی
 معجزہ نہیں کیا پھر یہ ایچہ خوان درسم علم اور تحصیل تمام کتب چل سچا ہے
 کہ قید ہشتہ کی سب یا بعض کے نزدیک بنی اور رسول کے مفہوم میں یا تو نہیں
 تو اسو اسٹی اپنے سند کے لئی بنی کے تعریف ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل
 کی و صرح ذکر من بنی ادم اوحی الیہ بشیخ و لہویر بتلیغہ الی اخرہ
 اور یہ سمجھا کہ اس میں قید ہشتہ کی نہیں ہی اور صدق پر موانعی تحریر عالم ربانی کے

یہ تعریف صادق ہی تو فرق دونوں میں یعنی بنی اور صدیق میں نہ اور
 فرق جو صراط مستقیم میں ذکر کیا ہی بسبب صدق اس تعریف ابن حجر رحمۃ اللہ
 علیہ کے اور صدیق کے کچھ کام نہ آیا تو ہم اسکی اظہار میں کیے لئی کہتی ہیں
 کہ اول تو اس تقدیر پر صفت معصوم کے صدیق کے لیے ذکر کرنی عبت ہو
 کیونکہ اس تعریف میں قید عصمت کی نہ کو رہیں دوسرے یہ بات ہی کہ اس
 تعریف میں ہی قید نبوت کی ذکر کیے ہی پر اور لفظ اور اور حرفوں سے نہ
 نبوت کی حرفوں سے مست ثواب قہر آہی کو پوش کہان کہ سمجھی قلموس
 میں ہی ادھی الیہ بعثہ تو ادھی الیہ یعنی بعث الیہ بعثتہ مجہول ہوا مطلب یہ
 کہ بعث اور ادھی دو نو آپس میں مترادف میں فرق اس قدر ہے کہ مفعول
 بہ کو بعث کی ساتھ لی واسطہ حرف جر کے ذکر کرتے ہیں اور ادھی کے ساتھ الی
 کا مجرور کر کے ذکر کرتے ہیں مجہول میں بعث ہستار ضمیر اور ادھی الیہ + کہیں گے
 جیسی ابن حجر نے کہا دونوں کی معنی ایک ہی ہیں تو ادھی الیہ بشرع کے
 معنی بعث بشرع کے ہوئے اور یہ تعریف ہی بنے کی صدیق پر صادق ہو
 جیسی تعریف جہور کے اور عصمت ثابت کرنا صدیق میں اور ذکر کرنا تعریف
 ابن حجر کا واسطی ہے ادبی کرنے کی اس خناس کو مفید ہوا **ابن**
 کہ موافق تہمید اس خناس کے اس تعریف میں ایک خلل اور ہے ہی کہ ہر فرد
 صحابہ پر بلکہ ہر فرد امت پر جو ذکر ہو تعریف بنی اور رسول کے جو یہ ہے
 صادق ہوتی ہے اس لئی کہ **بعضی ادھی** میں ادھی سنی و سوا کی فوجی
 باذنہ مالیشاء کی مد معنی لکھی ہیں ایک ہے کہ یا بھی اللہ رسول یعنی فرشتہ
 کو کہ ادھی پنجا دیے اللہ کے اذن سے وہ جو چاہے اللہ یعنی جسکی طرف چاہے

وہ فرستہ اوحی پہنچا دیتے تو وہ موسیٰ الیہ سبکی طرف فرستہ فی دمی پہنچائی ہوا
 کی اذن سے سوائی بننے کی اور کوئے ہوگا **روح** کے معنی پہلے کہ یا پہلے
 اللہ رسول یعنی انسان پر وہ انسان رسول دمی کرے اللہ تعالیٰ کے اذن
 سے یعنی پہنچا دیتے وہ جو چاہے اللہ تعالیٰ یعنی پہنچا دے امت کو قرأت
 موسیٰ الیہ ہوئے فی الجود تو اس امت میں ہر ذکر ہو ادا سپر یہ عداوق ہوا
 کہ وہ ذکر کرے اوحی الیہ بشرع یعنی پہنچا گیا ہے اور سکو شرع یعنی انسان
 رسول نے پہنچا یا ہے اور سکو شرع تو اس قدر تعریف جوئی کے ہی اور اس امت
 پر صادق ہوئے اور وہ مامور تبلیغ کا ہے ہی اسلئے کہ **فلیبلغ الشاہد الغائب**
 حدیث صحیح ہے تو وہ تبلیغ شرع کا مامور ہے ہوا تو یہ سب تعریف رسول کے
 ہوئے اور لا نقد ولا تخصی امت پر صادق ہوئے اگر اس تعریف میں اوحی الیہ
 لکھا بشرع معروف کی حدیث کے ساتھ کہا ہوتا تو یہ تعریف سوائے ہی کے ادا
 پر صادق ہوتی اور جب حدیث معروف سے عدول کر کے حدیث مجہول کا اختیار
 کیا تو یہ نقص عدم مانیت کا ثابت ہوا جیسی معنی ذکر کیا تو سوائی تجویز اگر
 خاص کے ایسی امت پر جو مصداق اس تعریف کا ہے تو ادا میں اور سے
 میں یا ادا میں اور رسول میں کیا فرق را عالم ربانی کی تکفیر تو صرف بنظر
 صدیق کے کہنے اب ابن جود اللہ علیہ کے حق میں کیا کہہ سکتا اور ہم نہ ہمارا
 بی ادبی کر رہے نہ دانا اس سے کہ معنی جو معنی اس تعریف کی بیان کی ہیں وہ
 نہ حدیثی پر تائید میں نہ اور امت پر اور جو یہ خاص صدیق پر یہ تعریف صادق
 کرتا ہے تو یہ وہ ہمارے معنی نہیں سمجھا ہے تو ادا کی تفسیر کے موافق یہ تعریف
 سب امت پر جو ہر ذکر ہون مصداق ہے تو یہ صاحب تعریف کی حق میں جیسی کہ

بہت ہی ادبی کرے نہیں تو عالم رہا ہے کی طرف سے تو یہ کرے اور ہر کہتی ہیں کہ
 یہ تریف ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے خوب نہیں اوجی الیہ کے معنی ہوا ہے بحث
 کی اور ہے ہیں اشیر الیہ کتب الیہ ارسل الیہ الہم الفی اور یہ سب معنی لغوی
 ہیں تو یہ لفظ مشترک ہوا اور لفظ مشترک ذکر کرنا بی قرینہ کے تریف میں جائز
 نہیں کہ فہم کو غلط ہے ہر کو یہ نہیں سمجھتا اس لٹی یہ خناس نہ سمجھا اور اور
 تعالیٰ کے معقولوں کی اس تریف پر اعتقاد کر کے تکفیر کرے اور کر دے اسے
 آپ ملاک ہوا اور اور دن کو یہ ہے لاک کیا شاید ابن حجر نے ناخوذ ہوئے قید
 بحث کو نہ فہم نہیں کیے کہ مشہور ہے اس کے مشہور کو قرینہ قیاس معنی بحث کا
 لفظ اوجی الیہ لیس ہے پھر آیا ہو تو البتہ قرینہ ہو سکتا ہے بظاہر نہیں اسلی
 ہر کو یہ نہیں سمجھ سکتا ہی بخلاف تریف جہور اور محققین کے کہ اہم صفات
 علم میزان کی ہے میں کہ اوکی تریف نالی اس نقصان سے یہ ہر کوئی سمجھ
 لیتا ہے **قول موسوس کا** اور اس طرحی دعویٰ کرنے والوں کو علما نے
 کا فر کہا ہے قاضی عیاض نے شفا میں لکھا ہے کذلک من اوجی منہم اند
 یوحی الیہ وان لم یبع البیہ او انه یصعد الی السماء و یحل
 الجنہ و یاکل من ثمارها و یعانق السور العین فھذا کلہم
 کفار مکذبون للبئی صلی اللہ علیہ وسلم اسی بعد شفا میں یہ عبارت
 ہی لاندہ اخبر علیہ و علی الہ الصلوۃ والسلام اندہ خاتم النبیین
 و لا نبی بعدہ و اخبر عن اللہ اندہ خاتم النبیین و اندہ ارسل
 الی الناس كافة اتمی امی عبارت کو موسوس نے چھوڑ دیا **جواب**
 اسکا یہی کہ مراد موسوس کے اس قولی ایسے سے کہ اسی طرح کے

و عو اگر نیفہ والیکو علمائے کافر کہا ہے کیا ہے یا **ہیہ** کہ جو کوئی
 دعوے کرے کہ مجھ کو کلیات شریعت کی اور حکم احکام امت کی بی واسطے
 بنے کی ایک طریق کے وحی سے حاصل ہوتے ہیں یا اور کوئی یہ مضمون
 کیسکی حق میں کہی اور منبر دے یا **ہیہ** کہ کوئی دعو کرے کہ مجھ کو
 ایک طرح کے یا اور کوئی کیسکی حق میں کہیے کہ اوسکو ایک قسم کے وحی ہوتے
 ہی لیکن اول مراد نہیں ہو سکتی اس لئے کہ اول خود پہلی کہجکاپ اور غرض
 اسکو استیصال ہے ایسے کر دیا ہے دوسرے وجہ اوس اول کے مراد ہونے
 کی یہ ہے کہ دلیل جو اوسنی مشق کی عبارت ذکر کے یہ وہ دلیل اول کے
 نہیں ہو سکتی اس لئے کہ عبارت منقولہ مشق میں صرف ذکر دعو ہے وحی کا
 ہی تو اس سے ثابت ہوا کہ مراد اوسکی دوسرا احتمال ہے نہ پہلا و رفع
 دوسرے کاموقوف ہے اور ذکر کرنے اقام وحی کے اور بیان کرنے کے عدم
 اختصاص مطلق وحی کے ساتھ نبوت کی مواہب **لہ قیہ غنی** ہے
 اکل ابد تعالیٰ لمن الوحي مراتب عديدة **احدا** الراديا الصادقة
الثانية باليقية الملك في روفه وقبلة من غير ان يراه **الثالثة** كان ليشتر
 له الملك رجلا فيخاطبه ختي مي عنه مايقول له فقد كان ياتيه في صورة وحية الكلبى
الرابعة كان ياتيه مثل صلصلة الجرس **الخامسة** ان يرى الملك في
 صورته التي خلق عليها استماتة جناح فهوحي اليه مايشاء ان يوحى **السادسة**
 ما اوحاه الله تعالى اليه وهو فوق السموات من فرض الصلوة وغيره **السابعة**
 نظام الله منه بلا واسطة كماكلم موسى وقد راد بعقوبهم مرتبة ثمانية وهي تكليم الله تعالى
 لفظا بغير حجاب ديزاد ايضا كلامه تعالى له في المنام ثم مرتبة اخرے وهي العلم الذ

یلقیہ اللہ تعالیٰ فی قلبہ و علی لسانہ علی الاجتهاد فی الاحکام
 و ذکر الحکیم الوحی کان ہدایۃ علی سبیل الاربعین نفعاً انتہی باب
 الاختصار و حذف الرواید اور اسی طرح یہ بی دارج میں ابستوم
 کہتی ہیں کہ جمیع مراتب اور ہر مرتبہ وحی کا خاص بہن ہے ساتھ انبیاء علیہم
 السلام کے قرآن مجید میں ہی و اوحی ربک الی النحل المصمما و
 قد ذن فی قلوبہا بیضاوی و مظهر ہے وغیر ہما اور قرآن
 مجید میں ہی و اوحینا الی ام موسیٰ باہام اور دیا بیضاوی اور مظهر ہے
 میں ہی وہی یوحنا بن زبیت لاوی ابن یعقوب علیہم السلام کہ ذکر البغیۃ جمعاً
 علی انہ لیس بوحی نبویۃ وان النبی کا یلکون الا رجلاً قال قتادۃ
 قد ذن فی قلبہا و هو الالهام فی اصطلاح النصوص ومن
 حبسہ المقام الصادق الموجب للیقین و اطمینان القلب و
 هو ایضاً من قبیل الالهام و ہذہ آایۃ تدل علی ان الالهام
 ایضاً من اسباب العلم و ان کان علما ظنیاً و المعبر الالهام
 القلوب الزکیۃ و النقیس المطمئنۃ و الفرق باین الوسق
 و الالهام محصور الالہامین انہی اور مجمع البحار میں ہی اوہ
 الی الحوائین امرتہما ووحی لہما الیہما فاحی الیہما ووحی
 وقیل کتب بیدہ علی الارض لیوحدن الی اولیائہم یلقون فی
 قلوبہم و دیگر ان نصوص قطعی کتاب حدیث ثابت ہوا کہ کوئی مرتبہ ہر
 وحی ہی اور آدمی میں سوائے انبیاء علیہم السلام کے بلکہ بعض حیوانات میں بلکہ
 بعض جادات میں پایا گیا اور وہ الہام ہے اور نام اور اسکی تعبیر

قرآن مجید میں وحی یہ تواب کو سکھانے کے لیے کہ ابھام یا سام کو بت دہی کہ میں نے
 کہ وہ ابھام یا سام بنی ملیہ السلام کو ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے دو جو غیر بنی
 میں یہ ہو تو اس کو یہ وحی فرمایا اب سنو احادیث بنوی جمع الجوامع
 میں ہی لم یبق من مبشرات النبوة الا الروایا الصالحة
 المسلم او قری له **عن ابی الطفیل عن حذیفہ لم یبق**

النبوة الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الروایا الصالحة
 صح عن ابی هريرة لم یبق بعدی من المبشرات الا الروایا الصالحة
 یراها الرجل او قری له **لھب عن عائشة** روایا صادقة اور
 کو کہ دونوں میں مراد ایک یہ ہے نزدیک محدثین کے اول مرتبہ اور ابھام
 کو یعنی القاری فی القلب کو دوسرا مرتبہ وحی کا مواجب لدنیہ میں کئی میں رکھا
 ہی تفسیر علیہ بن یون ہی واذ قلتم وقد خجتم مع موسیٰ علیہ
 السلام لتقتذروا الی اللہ من عبادة العجل وسمعتم کلامہ تفسیر
 منہرے میں یون ہی واذ قلتم **حين امر الله موسى ان ياتني فاس**
من بني اسرائيل معندين اليه من عبادة العجل فاختر سبعين رجلا
من خيارهم وقال لهم **صوموا و تطهروا و اطهروا** انبأ بكم ففعلوا
 فخرج لهم الی طور سیناء فقالوا له اطلب لنا منہم کلام ربنا فلما دنا
 موسیٰ العجل وقم علیہم صود الغمام وتغشى العجل کلمة فدخل
 فی الغمام وقال لهم **حيث دخلوا الغمام خروا سجدا** وکان موسیٰ
 اذا کلمہ ربه وقم علی وجهہ فذسا طمع کالاستطیع احد ان ینظر
 الیہ فغضب وذلهم السحاب فسمعوه وهو یکلم بامرہ وینزلہ

واسمہ محمد اللہ الی انا اللہ لا الہ الا انا ذویکۃ اخرتک من
 ارض مصر بید شدایدہ قاعبدونی ولا تقعدوا عینک قلمنا
 فضع موسی و انکشف الغام قالوا موسی اکامیہ منین است در دیگر تفصیل
 معتبرہ ہر گاہ موسی علیہ السلام کے اصحاب نے کلام حق تعالیٰ کا سنا اور باوجود
 اسکی کہ خیابانی اسرائیل کے ہوتے تو یہی انکار کیا اور یہ امت مروتہ کہ خیر
 الامم یہ خیابان کی کہ کہیں ادنیٰ ایسی کتناخی عمل میں نہیں آئے اگر کلام
 الہی سنیں تو بعید نہیں چہ جایکہ متنوع ہو چنانچہ تفسیر بضاویہ میں اور سیفینہ
 حاکم اور شرح مشکوٰۃ اور شرح مسلم تصنیف وائق اسرار الہی مافیہ نظام الدین
 قدس سرہ اور رسالہ غوثیہ اور شرح رسالہ غوثیہ اور کتاب الکواکب الدریۃ فی
 درج السادات الصوفیہ اور شرح مفصوص الحکم تصنیف علامہ قسیرے اور عوارف
 المعارف سی بہ تفصیل تمام دفع بون و سوسہ میں اور مواہب لدنیہ سابقہ مذکور
 ہو چکا یہاں یک یہ مقدمات دفع و سوسہ موسوس کے ہوتے اب بہ تفصیل
 اور توضیح دفعہ اس و سوسہ کا سنو عالم ربانی نے کہاں فرمایا یہ کہ صدیقی کو جو
 ہوتی یہی بلکہ فرمایا یہ کہ طریق اخذ ان ہم شعبہ است از شعبہ وحی اس عبارت
 کی معنی یہ ہیں کہ جیسی وحی سے علم حاصل ہوتا ہے طریق اخذ صدیق میں ہے
 ایسا ہی ہوتا ہے کہ جس سے علم حاصل ہوتا ہے تو گویا وحی ہی کا نہ الوحی نہ یہ
 کہ حقیقت میں وحی ہے اور عین وحی ہے تاکہ عبارت شفا کی بر تقدیر صحت و عدم
 خطا دلیل ہو تکفیر کے **اب** مشہور حضرت افصح العرب العجم صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے فرمایا ہے النجباء شعبۃ من الایمان الشباب شعبۃ من الجنون اسکی معنی محدثین
 کے نزدیک یہ ہیں کہ حیا مانع ہوتی ہے معصیت سے جیسی ایمان تو گویا ایمان ہے

اور جنوں مانع نہیں ہوتا ہے اگر کتاب کما ہے بوائی ہے بسبب غلبہ قوائی ہوتا ہے
 اور غضبانی کے موردے ہوتی ہے طرف ثلث عقل کے قواسم لئی تشریح
 مانع نہیں ہوتے گناہ سے تو گویا شباب جنوں ہے نہ یہ کہ عین ایمان
 ہے اور شباب عین حکون جمع البجاری ہے حدیث الحیاء شعبۂ من
 الايمان طایفۃ من کل شیء والمستحب منقطع عن المعصية بحیاء و
 ان کمین له تقية مکانہ ایمان یمنعها منها والشباب شعبۂ من
 الجنود کانه قد یسرع الی قلعة العقل لما فیہ من کثرة الميل الی
 التهور والافدام علی المضار انتهى یعنی فالشباب کانه جنون
 پر کہتی ہیں ہم کہ جو کوئے کہی کہ شجرہ مرئی کا عین اوس شے کا ہوتا ہے تو
 یہ مستلزم کفر کا ہوتا ہے بیان لازمہ کا یہ ہے الشباب شعبۂ من الجنون
 حدیث میں ثابت ہوا تو یہ اگر عین جنون ہو تو کسی شباب پر تادیت شباب کوئے
 کما درکتوب اور ثابت ہو بسبب حدیث رفع القلم عن ثلث کہ اوپر اجماع تمام
 امت کی ہے یہ ہے اور یہ کفر ہے بالاجماع اور بالخصوص القطعیہ اور یہ ہے یہ
 لازم آیا کہ عقل اور بلوغ تکلیف سترعی کے لئے کافی ہوا اور یہ بھی کفر میں
 ہے بالاجماع القطعیہ والخصوص کذا کہ اور اوپر تقدیر تنزل اور تسلیم کے کہ یہ
 عبارت مذکورہ عالم ربانی کے یہ ہوں کہ طریق افذان ہم وحی بہت کلام ہے دلائل
 میں اور یو چہتی ہیں ہم قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ایک شخص نے بغیر اسکے
 کہ دعویٰ کرے نوت کا یہ کہا کہ جبکو ایک طریق کے وحی ہوتی ہے اور وہ
 مستحسن کہے کہ مراد میرے وحی سے الہام ہے یا منام یا سماع کلام حضرت
 ملک السلام عز وجل من وراء حجاب مہرقت کہ کلام شفاہی کہ وہ صاحب کرامت

سید المرسلین کے صلی اللہ علیہ والہ وسلم جیسی شرح عقاید میں ہے اور نہ ہو
 ملک کہ وہ خاص ہے بہت کی سادہ جیسی یہ ہے مذکور ہوا اور حال اور
 ہی قرینہ صدق کا ہو مثلاً وہ شخص یا بزرگ سیلانی ہوں جیسی کو ایک حدیث میں مذکور
 یا حضرت امام جعفر بن محمد یعنی اللہ تعالیٰ عنہ وعن ابائہ الکرام یا اور عارف کامل
 کہ کلام ازیں وہ سنتی ہیں جیسی عارف میں مذکور ہوا یا وہ صدیق اکبر
 ہوں رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی شرح شتوی میں فصوص سے منقول ہوا یا
 حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن اتباعہ جیسی رسالہ غوثیہ سے
 مذکور ہوا یا مثل شاہ عبدالرزاق کی قدس سرہ جیسی شرح مسلم سے مذکور ہوا یا
 اور کاملین اس امت مرحومہ کے ماضی ان بزرگوں کی یا قریب اور مدانی انہی
 کہ حدیث میں آیا ہے مثل امتی مکمل الغیث کا پندرہ اولہ خیرام آخرہ خیر
 جیسی حضرت امام مہدیؑ ہونگی مثلاً اور ان کاملین کی ہدایت اور ارشاد پر لا ہوں
 آدمی گواہی دین اور پر یہ مقبول درگاہ الہی سند میں کہیں کہ حق تعالیٰ نے
 وحی کرے والدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور نخل کو جیسی قرآن مجید میں
 مذکور ہے اور دوح کی معنی اور ہے میں جیسی صحیح البخاری اور قاموس اور
 مواہب لدنیہ سے مذکور ہوئے اور وہ وحی جو خاص ہے انبیاء علیہم السلام کے
 جیسی شرح فصوص اور شرح عقاید سے معلوم ہوا وہ ہمارے مراد ہیں اور حال
 ہے ان مقبولوں کا اسپر قرینہ ہے کہ انکو اجتناب صغائر سے بھی ہے
 چہ جائیکہ کبائر اور کفر النیاد با اللہ کہ ایسوں کو محفوظ کہتی ہیں اور قطع نظر
 بیان مراد اور قرینہ ہے اگر ایک مسئلہ میں بہت وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ
 اسلام کے ہو تو یہ واجب ہے مفتی کو کہ فتویٰ اسلام کا وہی نہ کفر کا جیسی تحریر

میں ہی عبارت جہاں الہی کے یہ ہے وہی اختلاف متہاں کان فی مسئلہ جو
 توجب التکفر و وجہ واحد ^{التکفر} یعم علی المقفی ان عیمل الی الوجه اللہ
 عینم التکفیر یحسبنا للظن بالمسلم اور حدیث میں ہی من قال لمومن یا
 کافراً یا کفری کا فرق دیا یہ تو ہم کسی بے حدت اور وہ بڑے فیض ہے کہ ممتنی کسی عظم
 حکم کفر کا کر دیا اور اس بار کے کلام میں تو تصدیق امداد اور امد کے رسول کے ہی
 جیسی قرآن میں مذکور ہے ممتنی تکذیب کس طرح کہہ دے ممتنی دلیل تکذیب کے یوں
 کہی ہے لا ید اخذ علیہ والہ الفسوة والسلام انه خاتم النبیین
 وکلا بنی بعده و اخذ عن الله تعالیٰ انه خاتم النبیین وانه ارسل
 للناس كافة تو اس دلیل سے تکذیب ثابت ہوتی جو دعوا نبوت کا یہ ہوتا اور
 ممتنی غی دعویٰ نبوت کے کرے ہی اور کہتا ہے وان لم یعلم البتہ تو اس دلیل
 سی ہم تکذیب ثابت کر لیا اگر کوئی کہی کہ دعویٰ وحی کا مستلزم ہے دعویٰ نبوت تو
 تو ہم کہتی ہیں کہ مطلق وحی کو مستلزم نبوت کہنا یہ خود کفر ہی اور تکذیب کلام
 الہی اسلی کہ مردم یا مساویہ یا خاص ہو یا ہی اور لازم مساویہ یا عام تو ہمارے
 کلام سے ثابت ہوا کہ وحی عام نہیں ہے نبوت سی حالانکہ قرآن سے معلوم ثابت ہوتا
 ہے کہ نبوت کہ ام مونی علیہ السلام من اور نخل میں وحی پائے گئی بعبرہ نبوت کی اگر
 کوئی کہی کہ وحی کا خواص نبوت نہیں ہوتا یہ ممتنی علامہ قیصر سے سی آیا نقل کیا
 ہی تو دعویٰ وحی کا مستلزم دعویٰ نبوت اور تکذیب اور تکفیر کا کیوں ہو گا
 جواب اسکا نہیں ہے کہ مواہب لدنیہ میں مراتب وحی کے آہٹہ نو بلکہ چالیس ذکر
 کئی ہیں اور بیس ادنیٰ جیسی الہام یا ماسم یا کلام متہف بہ خواص نبوت سے نہیں
 بلکہ ادنیٰ اکرام اہمیت میں ہے ہوتے ہیں حسی مکرر مذکور ہوا اور وہ جو علامہ

جیسے فی ذکر کیا ہے وہ وحی خاص ہے اور موافق اصطلاح صوفیہ کرام کے
 کہ وحی اولیٰ اللہ کو الہام کہتے ہیں اور وحی انبیاء علیہم السلام کو وحی کر کے
 بقیر کرتے ہیں تاکہ ناقص لوگ وہم فاسد کو پیدا نہ کریں تو مجروح و جویہ وحی کا جو
 بالفرض والتقدیر اگر کسی سے پایا جاوے وہ محمول اور مراتب غیر مختصہ بہ
 کی ہو کا کفر کینہ کر ہو کا فطر اسکی یہ ہے کہ لفظ رسول کا عرف شرعین معنی
 انسان مبتدئہ اللہ تعالیٰ الخلق لتبلیغ الاحکام الشریعہ ہے اور حق باقائہ لفظ رسول
 کو معنی فرستادہ ذکر کرتے ہیں اور مقابلہ میں وکیل کے اور احکام مختلف ان
 دونوں کی ذکر کرتے ہیں اور کو یہ تکفیر الیاد باند فقہاء کی نہیں کرتا ہے +
حاصل یہ ہے کہ سماع کلام الہی اور مکالمہ حضرت رب العزت کا غرض ^{بہت} یہ ہے
 انبیاء علیہم السلام کے خواص امت میں ہے پایا گیا ہے اور وحی کا دعویٰ اپنے
 یا اور کے واسطے اول تو کسی نے یہاں نہیں کیا بالفرض اگر کیا ہے ہوتا تو
 بنظر اقام ثلثہ مذکورہ کے ملذیہ حضرت شارع کے اور کفر لازم نہیں آتا الیاد
 باند تعالیٰ اور جو کوئے بسبب مغلوب ہوتی اپنے کی شیطان عبدوسی الہی مقام
 پر اپنی زبان ناپاک سے یہ تکفیر کرے اولیٰ اللہ کے تو اسکی حق میں خوف ہے
 حضرت عظیم کا دیکھو قاضی عیاض صاحب نے باوجود اس علو مرتبہ کے علم حدیث
 اور فقہ میں بسبب اسکی کہ علماء ظاہریہ سے تھے علوم باطنیہ سے حظ نہ لے سکتے تھے
 بلکہ سکر تھے علماء علوم باطن کے اور کستاخی کرتے تھے کسی حضرت اس الحار اور
 کستاخی کے پائی سنو کو اکب در یہ فی درج السادات الصوفیہ
 میں چچ حال محمد بن محمد الطوسی الامام حجة الاسلام الغزالی کے لکھا ہے قالوا ولما
 افتی القاضی عیاض باحراق کتب احياء العلوم بآلئہ فدا علیہ قدمات

وقت الدعوة في حمام نجاة **وقيل** بل انما المهدي يقتله في
 الحمام بعد ان ادعى عليه اصل بلده وذعموا انه يهودي لانه
 كان لا ينحرف **ابن** البست لكونه كان يصنف الكتاب الشقام كذا ذكره
 في كتابه لواحقه الا نزار واخيه اليا فاع عن ابن الملق عن ياق
 المقرئ عن ابى العباس المرسى عن ابى الحسن الشاذلي ان النبي
 ابن حاتم خرم على اميناه ومعه كتاب فقال ان عرفتم قالوا
 هذا الاحياء وكان الشيعه المذكور يطبخ في القالي ويهي عن
 قباة الاحياء فكشف لهم المذكور عن جسمه فاذا هو مضر
 بالسياط فقال اتاني الغزالي في النوم ودعاني الى رسول الله
 الله عليه وسلم فلما وقفنا بين يديه فقال يا رسول الله
 هذا يزعم اني اقول عليك ما لم يقل فامر بضره فضرته وقال
 العارف ابن عابي عن نفسه انه كان يقرء كتاب الاحياء
 في المسجد الحرام تجاه القبلة الشريفة وقال العارف الشاذلي و
 رايت المصطفى صلى الله عليه وسلم في المنام ياها بالغزالي
 جليسي عليه السلام وقال هل في امتك امثلة قال لا واخبر له
 الموصي بالصد بيقية العظيم قال ونقل اليا فاع عن بعض العلماء
 الاكابر والعلماء المجاهدين بآية علي البطاه والباطن انه قال
 لو كان بيني وبين النسيه لكان الغزالي اجمعي تو اذ براديت تاني اني موت
 كل دفن انما مقابر يهوديين هو اهو كان مقابر مسلمين من قومين يكي وجا به جو
 وقت زيارت قبور يهودي يسي اوسى يسي محرم ريبه هو كني العباد بالبر تعالى عاكر

اہل سنت اہل تہذیب کے قول موسوس کا اور تاویل کے تقدیر پر
 قابل ایسا ہی جیسا رافضی وغیرہ جواب اسکا یہی کہ جو تاویل کو مستثنیٰ نہیں
 کیا تو معلوم ہو کہ نفس تاویل موجب رقص وغیرہ کی ہے اور یہہ محض غلطی اسکی
 کہ ماہل عبارت ہی مشترک ہی جو مترج ہوں بعضی معنی اسکی بالرایہ تصحیح کی
 یہہ عبارت ہی مشہور المشلولہ ان ترجم بعض معانیہ بالوای لیسے حاو کا
 تو دیکھو امام اعظم صاحب ثلثہ قرو کی تاویل کرتے ہیں تین حیض کر کے اور امام
 شافعی صاحب اہتہ تین طہر کے اور دونوں امام ہیں اہل سنت کے قول موسوس
 کا تمام ہوئے گفتو جماعت کی قابل کے مقولات پر جواب اسکا یہہ ہی
 کہ یہی تمام ہو ایاں تہمیں اس جماعت جمہور کا بتفصیل تمام توضیح بالاکلام اگر کسی
 قہر آہی سے بدست نہیں ہوا اور لو کا گوشت کھا کر اگر الو نہیں بن گیا تو ہمارے
 سب کلام کا جواب دیکر اپنا سب کلام صحیح کر دی نہیں تو یا تاہم یہی ہر پانے
 میں دوبارے قول موسوس کا اب سائل سوال کرتا ہی علماء دیندار و
 ہی کہ موافق مذہب اہل سنت اور جماعت کی دسوں باتیں قابل کیے باطل اور
 قابل اور جو اسکو حق پر سمجھی اہل سنت ہی خارج ہیں مانند شیعہ اور معتزلہ اور
 خارجیہ کے جیسا کہ جماعت نے کہا یا نہیں اگر میں تو او کی سچی نماز اور اولیسی
 مناکحت وغیرہ کا کیا حکم ہے جواب دسوں باتیں قابل کی باطل میں ضلالت
 حق کے اور قابل ان مقولات کا اور جو ان مقولات کو حق سمجھی سب خارج ہیں
 اہل سنت ہی اور جماعت نے جو کہا ہی حق اور صواب ہے اور نماز میں اقتدا اور
 مناکحت وغیرہ اولیسی مثل اقتدا اور مناکحت وغیرہ اساتہ رافضی اور خارجی اور
 معتزلہ وغیرہم کے اہل سوا اور بدعت سے دالہ تعالیٰ اعلم بالعنواب

حاجت حال عقول عالم ربانی کا اور اوپر جو گفتگو جاوت حتمی
 ہوئی ہے سب مذکور ان اوراق میں ہے اس سے حال اس جواب کا واضح
 ہو جاتا ہے اب یہاں ایک لطیفہ غیبی ہے اس کو سنا چاہیے عالم ربانی نے
 اپنی مالک حضرت غزوہ جل کے رضا جوئے میں تمام قدر اعتصام کتاب اور سنت
 میں اور تاسی اور پیروئے میں حضرت سید المرسلین کے صلی اللہ علیہ والہ وسلم
 سستی بلین کے اور فروگزاشت کیا یہاں کہتا کہ اپنا وطن اور آبرو اور مالی اور جا
 ادس مالک جل و علا کے راہ میں صرف کیا پر ایک قشہ بہ تعجیب اور تاسی اور
 پیروئے کہ اس کی حصول میں اپنا اختیار نہ تھا ادنیٰ بعد شہادت کی اس کے
 اتباع اور محبت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی فضل سے وہ شہرت اور سعادت بعد
 کے اہل بیت اور ان کی فضیلت کے جیسی حضرت یوسف علی نبیا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام
 کو پہائیوں کے اہل بیت کس کمال کو پہنچایا **یاس** عدد خود سبب خیر اگر خدا نخواستہ
 بایہ دکان شیشہ کر شکست نہ یہ عبارت مدارج کے ہی جو ہم نقل کرتے ہیں وہ
 لطیفہ غیبی ظاہر ہوتا ہے عبارت مدارج کے یہی ہی وصل و در سال پیغم
 چون دیدند قریش عزت و توقہ دین اسلام را با سلام حمزہ و عمر و ہجرت منی بختہ
 و فتوہ اسلام در قبایلی تا کہ حسد و عداوت ایشان بلند شد و در مقام قتل و اہل اک
 آن حضرت ایستادند و لیکن چون آن حضرت در حمایت و کفایت ابو طالب بودند
 نتوانستند انہار آخرتی و قتال دل کرد پس نزد ابو طالب آمدند و گفتند برادر زادہ
 خود را با بسا یا بیک ار آتا دہ باش یا بکو اور اگر از سب و شتم آہلہ یا با زبالتہ
 ابو طالب آنحضرت را طلبید و گفت قوم تو آئندہ بودند و این چنین گفتند اکنون بر
 نفس خودہ بختی کہ خاک ایشان در طاقت من و تو نیست سید عالم صلی اللہ

علیه وسلم گفت ای عم تو خیال کرده که من در طاعت تو اینجا ^{این برادر دکان}
 ایست مرا پروردگار من امر کرده است باینکار تا این مهم بآخر نرسد ^{ازین کار بر}
 نمیدارم و از پانمی نشستم اگر مرا تقویت کنی و بمن موافقت کنی سعادت است والا
 عون بر باقی و نماید آسمان مرا ایست این بکفت و از مجلس برخاست ابو طالب
 را از سخنان آنحضرت رقتی و همتی پیدا آمد گفت تو بکار خود مشغول باش بر ب
 کعبه تا من زنده باشم نتواند که بر تو دست یابد و شتر سیه درین باب گفت که
 مضمونش این است بخدا سوگند هرگز نمی تواند لبوی تو دید بجمع خود تا من در
 زیر خاک دفن کرده نشوم آشکارا کن و ظاهر کن تو کار خود را هیچ اندیشه کن و
 خوش باش خشک باد چشم تو بدان پس ابو طالب بخواستم راجع کرد و بنویس
 نیز نایبان اتفاق کردند همه بحکم عصیت اگر چه کافر بودند بعبادت جاهلیت و در
 خود آنحضرت را در آورده الا ابو لهب اگر چه از بنی هاشم بودند در آمد و موافقت نکرد
 و سایر قریش در میان خود اتفاق کردند و عهد بستند که بانی هاشم و بنی مطلب
 مناقحت و بیایعت و مخالفت و مصاحبت و مکالمت ننمایند و قطع رحم نمودند و گفتند
 که در آن زمین هیچ چیز نفع گیرد و اهل اسواق را بر داشتند که هیچ چیز بزیارت ایشان
 نفزد و شنید و گویای که در موسم حج بیرون می آمدند و از مردم اطراف می چیز می
 خریدند از آن نیز منع میکردند و خود بهایه کران می خریدند و درین باب عهد نامه
 نوشتند و مهر کردند در خانه کعبه بیا و بنحست که صلح شود در میان ایشان مگر قبل
 محمد صلی الله علیه و سلم و گویند که نوشت این نامه را دست او شل شد و نسیم خاکی
 شجر یار که در دست شود جمله جهان دشمن باد و بخت کو پشت ده روی زمین نشکر
 گیر و بیدون لطف تو از الله با خالصه و الله ملتمس تو بود و لو

کده الکافرون و این واقعه در طالع محرم بود سال هفتم از نبوة و سه سال
 هم برین منوال گذشت و چون غیث و عشرت از حد گذشت جماعتی از قریش که در آن
 قریه با بنی ناسم و بنی مطلب و استه شغفت و رفق و امر گیر حال ایشان شد
 حتی تناسی در دل ایشان انداخت که نقص آن عهد کنند و آن صیغه
 قاطعه طالع را پاره کنند و بعد از وقوع نزاع و خصومت میان قریش اتفاق
 بر آن افتاد که صحیفه را حاضر ساخته ابو طالب گفت مرا اخبار کرده که حق شما
 از من را برین صحیفه بر گماشته تا بشارت ظلم و جور و قیامت را از آن خورده
 و نام خدا و رسول را گذاشته اگر وی درین اخبار کاذب بر آید یا دیه بپردازد
 خواهید بکنید و اگر صادق باشد همین بس که از مضمون این صحیفه در گذرید
 پس صحیفه را کشادند بچنان بود که پیغمبر صلی الله علیه و سلم فرموده بود و قریش
 شرمزده شدند و سر را در پیش افکندند و با وجود آن ابو جهل و منافقان او را بپای
 کردند که نقص عهد نامه نکند ابو طالب بایاران خود در میان استار کعبه درآمد
 و دعا کرد اللهم انصرنا علی من ظلمنا و قطع ارحامنا و استحل ما حریم الله منّا و شیب
 باز گشتند و انجامه که در نقص عهد نامه سعی داشتند غالب آمدند و صلاح پوشیدند
 و بشب درآمد و بنو ناسم و بنو مطلب را بیرون آوردند تا در منازل خویش قرار
 گرفتند و مخالفات هیچ نخواستند گفت و این صورت در سال دهم واقع شد
 از شبی زنی شربت اور سعادت او کی حکایتیست هجی حضرت سید المرسلین سکه
 حاصل ہوئے صلی الله علیه و سلم اور واه واه شغافت اور بد بختی کو
 بگو متابعت اور پیروی ابو طالب اور ابو جهل اور تابعین سکه نصیب ہو گیا
 بالذات تعالی یا ارحم الراحمین ای کفار کہ سیکہ نادجو و کفر سیکہ او کی دلسی مغفر

اپنے حبیب کا صلی اللہ علیہ وسلم اور بنے ہاشم اور بنے مطلب کا دور کر کے
 اوکئی دلیں رحم ڈالا کہ اوہنوں نے اپنے تئیں اس شقاوت سے بچا یا یہ کلمہ کو
 بسبب اور بغض کے اوہنوں نے یہ گناہ کیا اوکئی دلیں سے ہی یہ بغض دور
 کر کے اوکئی کو یہ بغض کر دیا اور ہمارے اوکئی عاقبت بخیر فناء اور یہ بات یہ سننا
 چاہیے کہ یہ عاجز گنہ کار اپنے تئیں موافق مسئلہ علم اخلاق کے کیسے یہ
 بہتر نہیں جانتا جو مسلمان کہ آپ سے عمر میں چھوٹا ہے اس کو کہتا ہے کہ
 اس کی گناہ تجھ سے کم ہو گئی اور جو بڑا ہو تو اس کی عبادت تجھ سے زیادہ ہو گئی
 اور جو برابر ہے تو کہتا ہے کہ تیرا حال گناہوں کا جگو یقینی معلوم ہے اور
 اس کا حال مشکوک تو یہ تجھ سے اچھا ہوا اور جو قطعی برے لوگ ہیں تو یہ
 عاجز کہتا ہے کہ بڑا ہے اوکئی بسبب نافرمانی سے حق تعالیٰ کی نوبت تو تو بڑا
 نافرمان کیا کرتا ہے اگر جگو تیرا مالک عزوجل تجھ سے نوبت ہے ایسا ہو جانا
 تو تو کسی سے اچھا اپنے تئیں سچاں باوجود ان سب باتوں کے یہ بغض کفار
 اور عصاة سے اور اوکئی کو ضرب اور تادیب دے ایسے ہی منکر کے یہ بھی مستلزم
 اوکئی کمی اور اپنے بڑا سے کوہنیں اس کی نظریوں سے جیسی تالیق اور معلوم
 شاہ زادہ کا بادشاہ کے حکم سے اس کو مارتا ہے اور کلام سخت کہتا ہے
 پر یہ جانتا ہے کہ یہ بادشاہ کی حکم سے یہ میں اس سے بہتر نہیں ہوں تو یہ
 کلام درست جو اس عاجز گنہ کار نے اس معترض کو ہر جگہ کہا ہے تو یہ صرف جب
 ضرورت ہی الضرورات تیج المخطورات وہ ضرورت یہی کہ عوام پر ادا نام غالب ہو
 ہیں عقل اوکئی مغلوب دہم کے ہوتے ہی غایب کو قیاس نافر پر کہی کر کے حکم غلط
 کرتے ہیں تو بعضی اہل علم جو کسی عالم حقانے پر اپنے نافرمانی یا حسد سے اعتراض

غلام کرتے ہیں تو عالم تعانی کو بر لبہ ہستی میں تو عوام جانتے ہیں کہ مستعرض اور
عالم یہ علم میں زیادہ ہے جیسی کوئی کسی حاضر کو جو سخت کہی اور وہ باوجود قدرت
یکے او کو جواب فرمے تو جانتے ہیں عوام کہ یہ حاضر اس مسئلہ سے غفلت
اور رتبہ میں کم ہے اور اگر جواب دیدے تو یہ وہم نہیں ہوتا تو اسی لئے
بہنی باوجود جوابات دیدینے کی مسترض کو پہے کلام سخت کہا جواب میں او کی
کلام سخت کیے اگر ادنیٰ سوالات اس طرح سے کہی ہوتے جیسی طلباء اہل علم
واسطے اظہار حق کے سوالات کرتے ہیں تو ہم او کی سب سوالات حل کر دیتے
اور ہر کلام سخت کرتے *هذا اخرها اردنا ايراده في دفع الوسائل*

والتسكوا فليقتن الطالب للرحمة هذه
القول تم اقول استغفر الله من جميع
كبر الله والحمد لله والصلاة والسلام
على رسول الله وآله وصحبه
هذا عجب الله
بالتحقيق

خاتمة الطبع یہ چند سطرین بطریق تیسیر اور اطلاع کے قدمت میں مسلمان
دین دار کے کہ فریب اور دنیا میں نہ آجائیں اس مجال براہ فیہا حق و فضل رسول کے کہے
جاتی ہیں کہ یہ بی حیا بڑو دین پاکر مکیم کاظم علیہ السلام کے پاس کو انکی سردار کا بڑا رکھن تھا
اور کما ہم شرب میں را نقی بن کر زخیر حاصل کیا اور اسی طرح مشرب اللہ بکوتا کہہ

لکھنوی کے ہاؤس داب کر مطلب اپنا کہ کچھ نذر کا تھا عمل میں لایا یعنی کئی سو روپے لے کر یہ دو نو
 وصف اور سکی زبانی ان لوگوں کی جو اس وقت بڑی اور لکھنوی میں موجود معلوم
 ہوئی اور دلائی علمہای صدر اکبر آبادیہ کے مشہور ہے کہ اسی سیر قدم کے لکھنوی میں یہ شکار
 اور دکھار صدر کے تباہ ہوئے یعنی اکثر علوں نے اسی کے معرفت رشوت لی تھے مرزا
 آباد کے حاکم انگریز نے بہت تدبیر کے مقدمہ کا حال نہیں معلوم ہوا آخر کو اسی حال
 سیرت کو ہٹا کر اپنے بیان دم دیکر مقدمہ کو پوچھا اور کہا تمکو بڑا کام دین گے اس مقدمہ
 سے حکمو اطلاع کرو تب طبع دنیا سے اسنی سب علوں کے رشوت گیر سے ظاہر کے
 اب غور کیا چاہیے کہ یہ شیطان مردود آپہی واسطہ بن کر سبکو رشوت دلو کی ہر
 آپہی اس رشوت کو ظاہر کر کے سب سے بری ہو گیا مطابق اس آیت کریمہ کے مکمل
 الشیطان اذ قال لا تساکن الکفر فلما کفر قال انی بنی عنک انی
 اخاف الله رب العالمین ہر جب سب علوں کو تباہ کیا کم کو یہ اس کی طرف اپنے
 عزت کی ڈر سے رخ کرتا تھا چارہ قبح چون پر شود پیشہ کند دلائی اس عقرب بیت
 فی شہر شاہجہان آباد میں جا کر شیوہ رخصت عن طعن بزرگان دین کا و ان کی اسیر دین کے
 دربار کا تحفہ ٹھہرایا اور بہت سی سادہ لوحوں کو اپنی فریب کے جال میں کھینچا چنانچہ
 بوارق کتاب اپنی میں جناب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے پدر جناب مولانا شاہ عبدالعزیز
 صاحب کو اور شاہ صاحب مجدد کو خاوری لکھتا جو چاہیے اس کی کتاب بوارق عین دیکھی اور
 حقیقت میں رافضی سے فقیر کرتے خاندان سنی نامدار عالی تبار کو خاوری کہتا ہے کہ لوگ تو اہل
 بیزا ہو جا دین اور ایہ دوسرے عبدالعزیز مسیحا کی لکھ اور فریب سی محبت اہل بیت کی خلفاء
 کو اور جو ادنیٰ بیروہین بڑا کہنا شروع کیا اور اندون لیکہ متفقہ چند سوال و جواب بنا کر اپنے
 پر از کی کہ سب لوگوں ہی فریب دیکر مہرین کو ائین اور طرارت ان لوگوں کی میں جس کی کہ

م دہشتی کر کے اور سکو چھو پایا اور میرہ بات فقہ لوگوں سے معلوم ہوے اور میں سے ایک شخص
 محمد منظر فلف الصلح شاہ احمد سعید صاحب کے ہیں اور اس میں جسکو شک و شبہ ہو اور
 جا کر تحقیق کرے اور زیادہ تر اسکی بی دینی اور فحش باطن کا حال ساکنان سیوان اور
 بد اوں کے لوگوں سے خوب معلوم ہو تا ہی الزمرہ پر یا تو مسلمانوں اس سے عذر کرتے رہو کہ یہ
 رافضی ہے اور سنی کے مشکل بنا کر اپنی فریب میں کاتاپی اور مجوب جیاس حدیث کی الدین
 المنیہ تم سبکو مینی آکا کر دیا الکی تم جانو تمہارا کام واسطی خدا کی مہنی ملک و اطلاع کرو
 اور تعالیٰ میرے مسلمانوں کو ایسی شریعت کے کراؤ فریب کے پناہ دی اخذ و عانا ان الحیا
 خله رب العالمین والصلوة والسلام علی محمد سید المرسلین والہ و آلہ
 واحبابہ اجمعین شہدنا ہجری ۱۲۸۵ مقدسہ علیہ السلام و علیہ السلام و علیہ السلام

جدول شناسا صفحات و سواوس

۱۲	چہا و سو	۳	مقدمہ
۹۱	ساتواں و سو	۱۲	پہلا و سو
۱۲	اٹھواں و سو	۵۱	دوسرا و سو
۳۳	نواں و سو	۶۳	تیسرا و سو
۴۳	دسواں و سو	۷۵	چوتھا و سو
۵۰	خاتمہ	۸۴	پانچواں و سو